

خدا کا فروغ کو سب کو ہر ایک مسلمانوں پر مبنی غم نہ دیا

اَنْتَ لَكُمْ وَلِاَتْعَبُدْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ

وَأَن تَتَّقُوا اللَّهَ يَأْتِ الْفَقْرَ بِكُمُ الْفَقْرَ لَا يَأْتِي الْفَقْرَ إِلَّا بِالَّذِينَ آمَنُوا
وَأَن تَتَّقُوا اللَّهَ يَأْتِ الْفَقْرَ بِكُمُ الْفَقْرَ لَا يَأْتِي الْفَقْرَ إِلَّا بِالَّذِينَ آمَنُوا

9
كفر
1997
CHECKED -

CHECKED - 153

أَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَمَا كُنْتُمْ تُكْمِلُونَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

پچھڑے کے تجاری مور و عتاب الٹی ہونے کی یہ لوگ دنیا میں ہمیشہ ذلیل رہیں گے (احاطہ غافل)

نجات مشین پرئیں بحجور میں
باہتمام قاضی محمد رفیق طبع ہوئی

.....

شہید ترک جنگی روزنامہ

یعنی پیرائے آتشین - ارمالہ ازبک خانم وزیر تعلیم انکوارہ گورنٹ اس کے چہنہ سے آجک معلوم ہوگا کہ آپ اناطولہ کے پہلا شہید
کو دیکھ رہی ہیں یا استقلیت کے کسی جیلہ میں جہلان جہاؤں ہے ہیں ترکی اخبار اقدم قسطنطنیہ لکھتا ہے کہ ہماری قوم جہاؤں کا لفظ
اور شہیدان اناطولہ کی داستان بکھل کر خالوئے مرد کے فرض کو پورا کر رہا ہے جو قیمت ہر

شہید غازی مصطفیٰ کمالی پاشا اور تھمر وغیرہ سے مستند مواد فراہم کر کے اعلیٰ درجہ کے طاقتی چمکنے کاغذ پر یہ
چلیا گی جو اہل و عیال سے کما ہوا تھا اور کہ ہندستان میں کوئی سزاوارک مقابلہ نہیں کر سکتی
رنگین ہر دوق اور غازی محمد کا تانہ قوت قابل دیدہ جو قیمت ہر اناطولہ میں ترکی فوتقا قیمت ۱۲ (بارہ آہ)

غازی جمال پاشا اور شہید یعنی "ذکرات جمال پاشا" ہمیں شریف مکی غازی عرب انقلاب پسندوں کی سازشیں خدا
شریف کے خطوط انگریزوں کے نام غازی جمال پاشا کا خط اور دس ہزار پونڈ ترکی سونے کی
جہاگلی کہ غازی من انگریزوں کے جاسوس اور پاشا کی ہمر میں انگریزوں کو محصور کرنے کی تجویز ترکی انو اچکا اختراع عربوں جنرل کی دست
میں آمادہ فوجی تیاری ترکی انو اچکا شیشی غازی انور کی تدابیر جنگ ترکی جون عذاب مصر کے سلاطین وہ دانیال میں
جہاز ترکوں اور انگریزوں کی جنگ انگریزوں کی سپاہی خیمہ جہاں پاشا پر انگریزوں نے کم غازی انور پاشا کی شرکت جنگ ہمر میں
ترکوں انما انگریزوں کا مقابلہ دیر و غیر قیمت ہر جہاگلی ترک جنگ دیپ اور بلقان کے ہونک لقاات کو اس بات
خوبی سے بیان کیا گیا ہے اور کہما ہو کہ جہاگلی ترک جنگ وہ دانیال میں اتحاد یون کے جہاگلیوں کے طرح براد کر دیا ہے نیز ترک کو
فرک کو کین بر خاش ہر اد ترک ہر منن کے کین حلیف ہئے قیمت ہر ترک ہر جہاگلی ترک جنگ انو اچکا جہاگلیوں کے جہاگلیوں
سلطان عبدالحمید کے صاحبزادہ عبدالرحیم کے ہوائی حملوں کو جو اپنے یونانین پر کئے نہایت خوبی سے دکھا گیا ہے قیمت ہر حزن خیر
آخری تاہم اردو صاحبزادہ علی شاہ کے خوب لکھتے جہاگلیوں نے انگریزوں کی قید میں رکھ لکھے قیمت ہر رقصیہ عزم راڈمن کی شادی
کہ کرنے کی پردہ داستان جہاگلیوں کو کہ لکھتے کہ آہو قیمت ہر ہندوستانی بیوی ہندوستانی عورت اور ہر کا مقابلہ قیمت ہر
شریف النفس انہی کا سچا واقعہ اور منظر ہندی کا رت قیمت ہر نفسانی کش مکش لکھتی ہے اہمیت ہر
جہاگلی کے اندر ہن حالت قیمت ہر سفر نامہ انکوارہ قیمت ہر انکوارہ میں ہندوستانی جاسوس قیمت ہر
ترکوں کی کہانیاں قیمت ہر آزاد می اسلام اور لٹا اور کہلا ام آزاد قیمت ہر لیدان اسلام قیمت ہر ویک
ایسور کی حقیقت - آریوں کے خط اور ان کے صد ہا کامیوں کا خلاصہ ہرے کا پتہ ہر نجات ہر کہانیں ہر دیکھی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
وَعَلَى الْفَلَاحِ وَفَتْحِ بَيْتِ اللَّهِ
الَّذِي سُبُوْحٌ قُدُّوسٌ حَيٌّ قَيُّوْمٌ جَبَّارٌ قَهَّارٌ عَزِيزٌ مُتَكَبِّرٌ

کفر توڑ

پہلی فصل

کالی گھٹا

دوستو!

پورے آٹھ سال کی خاموشی کے بعد میں آج ایک نہایت ہی نازک مگر نہایت اہم مضمون کو آپ کے سامنے پیش کرنے لگا ہوں۔ اس قسم کے مضامین سے قطع نظر کر کے میں آٹھ سال سے گزشتہ تہائی میں بیٹھا ہوا تھا۔ زمانہ نے کئی رنگ بدلے عظیم الشان گھٹائیں آئیں اور بستی ہوئی چلی گئیں۔ مگر میں نے اپنی جھونپڑی سے باہر قدم اٹھانا مناسب نہ سمجھا۔ اس لئے نہیں کہ مجھ کو بھگ جانیکا اندیشہ تھا۔ بلکہ اس لئے کہ مذہبی روحانی، ذہنی اور علمی آزادی کے جو خوشگوار جھونپڑی میری جھونپڑی میں آ رہے تھے۔ وہ مجھے کسی دوسری طرف متوجہ ہونے کی اجازت نہیں دیتے تھے میں ذہنی جھونپڑی میں مست تھا کہ ناگهان ایک بگولامٹھا جو خس و خاشاک اڑاتا اور خاکِ حول اچھالتا ہوا اس تیزی سے بلند ہوا کہ میں حیرت میں آ کر دیکھنے لگا کہ یہ کیا معاملہ ہے مجھے بتایا گیا کہ اس بگولے کا نام فتنہ ارتداد ہے۔ میں بگولے کے گدار جانے کی راہ نکھار رہا مگر جب اس بگولے نے ایک بار ایک گھٹائی شکل اختیار کر کے مجھے اور میرے ارد گرد کے ہر ایک ہم شرب کو تباہ و برباد کر دینے کا وحشیانہ خیال شروع کیا تو میں نے ضروری سمجھا کہ اس کالی گھٹا کو چھین بن کرنے کے لئے ضرورتاً مجھ کو دوسرا دوستو! اس فتنہ کے برابر کرنے والوں کی طرف سے جس قسم کی خاک و بول اڑانی جاری ہے ہوا جس قسم کے بے بنیاد و یکساں و یکدہ پن سے لبریز الزامات کی پوچھا نہ صرف ہم پر بلکہ ہمارے

۱۔ مسلمان مسلح میں زبردستی مسلمان بنائے گئے۔

۲۔ ہندوؤں کی غلطی کا شکار ہوئے۔

۳۔ جنھوں نے زن۔ زور۔ یا احمدہ کی خاطر اپنے دھرم کو تباہ کر دیا۔

۴۔ وہ جو اپنے مذہب کی بنیادی تعلیم کے خاصکر صوفی فقیروں کے اثر سے اپنے دھرم کو چھوڑ گئے یہ باتیں سولہ کے ان لوگوں کے جنھوں نے نصب کے جتنے انہی اکھوں میں لگائے ہوئے ہیں ہر ایک پر زور و زور کی طرح عیاں ہیں چند صوفی علماء اور فقراء کو چھوڑ کر مسلمانوں نے کبھی اپنے مذہب کی پر امن طریقہ سے اشاعت نہیں کی۔ ان کی مذہبی تواسخ خون سے گھبی ہوئی ہو۔

۵۔ اب اکثر یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ ہندو لوگ، اپنے مذہب کی اشاعت غیر لوگوں میں کیوں نہیں کرتے۔ کیا شروع ہی کو یہ دستور عمل رہا ہو یا صرف مسلمانوں کے زمانہ میں ہی اگر انھوں نے اپنے دروازے غیر مذاہب کے لئے بند کر دیئے پیشتر اس کے کہ میں اس سوال پر قلم اٹھاؤں میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ہندو لوگوں نے عورتوں اور ان کے مذہبی پیشوا برہمنوں نے خصوصاً مسلمانوں کے زمانہ میں بہت ہی اختلافی گراوٹ دکھائی۔ اگر ان میں کچھ بھی حسب الوطنی کا جذبہ یا دھرم کا پیار ہوتا۔ تو کج کردہوں کی تعداد میں مسلمان اس دیش میں نظر نہ آتے۔ اگرچہ عالمگیر دارا شکوہ وہ ہستیاں تھیں جو کہ مسلمان دھرم سے متغیر ہو چکی تھیں۔ ان کے وقت میں ہندوؤں کو ذرا آزاد خیالی دکھانے کی ضرورت تھی۔ اور تو جانے دیجئے۔ اگرچہ اراحدہ رنجیت سنگھ اور ان کے بہادر جرنیل سرواڑا ہری سنگھ ملوہ برہمنوں کے زیراثر نہ ہوتے تو کج پنجاب اور سرحدی صوبہ میں لاکھوں مسلمانوں کی بچاؤ لاکھوں ہندوؤں کی نگہ نظر نہ ہندو دھرم کی پیاسی دھین جب جب ہندو دھرم میں آنے کے لئے گمراہ تھے۔

ہندوؤں نے اپنے مقبوضات پر ہی دروازے انکے لئے بند کر دیئے۔ اور ہندو دھرم اور ہندو کو نقصان پہنچا جو کہ اختیار یہ آج کل بھگت رہے ہیں۔ مگر ہندوؤں نے مسلمانوں کے دروازے غیر مذاہب کے لئے کیوں بند کر دیئے جبکہ وہ شا کاہن۔ بدھی وغیرہ قوموں کو از دہے کی طرح قتل گئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں

سے بڑے ہتھی جاتیل ہندوؤں کے دیر اثر آئین وہ دھرم کی جگہ اسو تھیں انھوں نے صاف دل سے دیکر دھرم کی تحقیقات کی۔ اور اس پر ایمان لائے لیکن مسلمانوں کی حالت دیکر لوگوں نے یہ دہشت گردانہ بین گئے ہی مذہب کی اشاعت اور لوٹ کے لئے تھے۔ تلواروں کے اتھار میں بھی چلے اسکے کوہ پران

طریقہ سے اپنے مذہب کی چائیاں لوگوں کو بتاتے آتھوں نے نہایت ہی کڑی شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو لوگ ان سے متنفر ہو گئے اور اپنے دھرم کو شدہ رکھنے کے لئے مسلمانوں سے انھوں نے عدم تعاون شروع کر دیا۔ انکے ہاتھ کا کھانا پینا بیکار ہیں سلوک ان لوگوں سے کیا جو ہندو سے ملنا چاہتے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو لوگ مسلمانوں سے دور دور رہنے لگے جنہی کہ ان میں ہر چار کرنا اور انکو اپنے مذہب میں شامل کرنا اپنے مذہب کی ہتک سمجھنے لگے نوبت یہاں تک پہنچی کہ اگر غلطی سے کسی ہندو نے مسلمانوں کی رسوائی کی خوشبو سنے لی تو وہ بھی اپنے مذہب سے تیت سمجھا گیا... اس عدم تعاون کا سبب صرف ہندو دھرم کی مجلسی حالت کو برقرار رکھنا تھا ہندو یہ نہیں چاہتے تھے کہ انکو ورن آئٹم کی مراد میں جیسپر کہ ہندو دھرم کی ہستی ہی ہر دخل واقع ہو۔

۵۔ ساگر مسلمانوں کے واسطے اپنے دروازے کھول بھی دیتے تو ان کے سامنے یہ سوال درپیش ہوتا کہ شہد مسلمانوں کو کس ورن میں شامل کیا جائے جس سے کہ انکی روٹی پیٹی کا سوال حل ہو سکے۔ یہ مشکلات تھیں جسکا کہ حل ہندو لوگوں کو نہیں ملتا تھا ہندوؤں کی بد قسمتی سے انکو کوئی رہبر یا آچارج ایسا نہ مل سکا جو کہ اس سوال کو حل کر سکتا۔

۶۔ اسوقت ہندوؤں میں ایک ایسا آچارج پیدا ہوا جس نے ہندو دھرم کی ڈھرتی ہوئی کشتی کو بچایا۔ اس نے ان سب مشکلات کا حل کر دیا جو ہندو دھرم کو غیر مذاہب کے مقابلہ میں پیش آتی تھیں اسکی چلائی ہوئی آریہ سماج نے ہندوؤں کی اصلاح کے لئے اچھا کام کیا مگر آریہ سماج نے شدید کٹھن برہمنی توجہ نہیں دی جیسی کہ اسکو دینی چاہئے تھی۔ آریہ سماج خود ذات بات کے بندہ ہون کو چاہئے اسلئے اپنے اندر غیر مذاہب کے لوگوں کو جذب نہ کر سکا۔ جہاں آریہ سماج ایک ایسی برادری تھی جو کہ روٹی پیٹی کا سوال حل کر کے بغیر لوگوں کا ہاتھ بکڑتی۔ وہ ان وہ خود ذات بات کی دنجیران میں جکڑا گیا اس میں تصور صرف آریہ سماج کا ہے کہ اسکے بانی کا۔ آریہ سماج کا بانی ایک غضب کا انسان ہوا ہے۔ اسکی ہا شناسی حالہ جی اور دھرمی گی راو دیئے بغیر نہیں رہا جاسکتا۔ کوئی ایسا سوال نہیں تھا کہ جسکا حل اپنے نہ پایا ہو۔ اگر آریہ سماج اسکے نقش قدم پر چلتا تو آجکس ہندو دھرم کا ایسا زبردست ٹکٹھن ہو جاتا کہ کوئی اندرونی اور بیرونی طاقت اسپر حملہ نہ کر سکتی لیکن جہاں آریہ سماج نے لاپرواہی کی۔ وہ ان واقعات میں قسم کے ظہور پر ہوس کے کہ جنھوں نے ہندوؤں کو غلاب غفلت سے بیدار کر دیا۔

۔ مالابار کی اور ملتان کی قربانیاں رائیگانہ، گئین ہندوؤں نے سمجھ لیا۔ کہ ہندو مسلم اتحاد سچی ہے۔ مسلمان صرف پالیسی سے ہندوؤں کے ساتھ رابطہ اتحاد رکھے ہوئے ہیں۔ جب انکی خلافت کا سوال حل ہوتے نظر آیا تو انھوں نے پھر پرانی روش اختیار کر لی۔ ہندوؤں نے اپنی کوتاہ اندیشی سے مسلمانوں کو تو خوب مضبوط بنانے میں مدد دی۔ مگر اپنی طرف بالکل دھیان نہ دیا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی ایک زبردست بین الاقوامی برادری بن گئی۔ مسلمان زبردست ہو گئے انکی خلافت کی بجائے گئی۔ مگر ہندو ویسے کے ویسے ہی کمزور رہ گئے۔ مالابار اور ملتان کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ مسلمان کیا انفرادی طور پر اور کیا جمیئت مجموعی اپنے ہی فرائض کو مد نظر رکھنے والی قوم ہے وہ دوسروں کے احسان کا خیال بالکل نہیں کرتے۔ ایسی بے بسی اور بے کسی میں ہندو قوم آریہ سماج کی طرف متوجہ ہوئی۔ آریہ سماج میں خود بیداری پیدا ہوئی۔ اور ہسوامی شرودھانند نے اگرچہ میں بھارتی شتھی سبھا کی بنیاد ڈال دی۔ کہ جنکا مقصد انہم ہندو اور نیم مسلمان لوگوں کو جو ہندو دھرم میں آنے کے لئے تملارہے تھے۔ شدہ کیا جاوے۔ کام شروع ہے اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہندوؤں کے سب فرستے بڑے جوش کے ساتھ اس کام میں مشغول ہیں۔ یہ بہت ہی نیک آثار ہیں مگر میں شتھی سبھا کے کارکنوں سے اپیل کر دینگا کہ وہ اس بات کو ہمیشہ مد نظر رکھیں کہ ملک اندر اچھوتوں کو جو دونوں اور چارٹون میں اول تو برچار کی ضرورت ہی نہیں وہ خود ہندو دھرم سے واقف ہیں۔ اگر بعض برچار کی ضرورت پڑے۔ تو آریہ سماج کو اپنے اصول بالائے طاق رکھ کر صرف سناٹن دھرم کا ہی برچار کرنا چاہیے۔ کیونکہ اب ہمارا فرض ان کو ہندو بنانا ہے۔ نہ کہ آریہ سماجی؟

رد زمانہ ہندو اخبار بنا۔۔۔ لاہور

۹۔ ۱۱۔ اپریل ۱۹۲۳ء

مذکورہ بالا مضمون میں بعض عبارتوں پر میں نے لائنیں کھینچ دی ہیں لاہور کے جس ہندو روزنامہ اخبار میں یہ مضمون شائع ہوا ہے اسکے نام کو درستہ نظر انداز کر دیا گیا ہو۔ اس اخبار کے نام کا پہلا حرف "ن" ہے۔ اور آخری حرف "ی" ہے۔

(مستف)

دوسری فصل

زندہ جواب

اچیترا اس کے کہ ہم ان تمام بے بنیاد اور لغو الزامات کا جواب دین جو کہ اس
مضمون میں اسلام اور مسلمانوں پر لگائے گئے ہیں۔ ہم نہایت آزادی کے ساتھ اس بات
کا اظہار کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ اپنے مذہب کی اشاعت و تبلیغ کا ہر شخص کو حق حاصل
ہے۔ مگر یہ کسی کا بھی حق نہیں ہے کہ وہ دوسروں کے برخلاف دیدہ و دستہ و روغ کوئی غلط
بیانی۔ دل آزاری اور شرارت سے کام لے شرابی کا جو مضمون ہم نقل کر چکے ہیں اسکا دس
لینے کی ہرگز ضرورت نہ ہوتی اگر واقعات کی بنا پر اس میں بحث کی گئی ہوتی۔ یا انھوں نے
راست گوئی سے کام لیا ہوتا۔ مگر چونکہ انھوں نے اپنے مضمون میں نہایت بددیانتی غلط بیانی
برہنیتی سے مسلمانوں کے برخلاف نفرت پھیلانے اور شرارت برپا کرنے کے ارادہ سے قلم اٹھایا
ہے اسلئے ہم اسکا جواب دینا نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ خاص کر اس لئے بھی کہ چونکہ شرابی نے
ہندوستان کے مسلمانوں کے ابوالجہاد پر جو اس وقت دنیا میں زندہ موجود نہیں ہیں۔ اور
نہ ہی وہ اپنی پوزیشن کو صاف کرنے کے لئے بقید حیات ہیں۔ نیز قلم اٹھانے پر شک۔ دنیا پرست
حریص یا زن پرست اور مذہبی امور سے مطلق ناواقف ہونے کے نہایت ہی دل آویز چھوٹے
نور شرارت آمیز اور سفاہت اور دانست سے پر الزامات لگاتے ہیں۔ اس لئے بھی ہم یہ اپنا
رض سمجھتے ہیں کہ اپنے بزرگ اکابر و اجداد کی پوزیشن کو صاف کرنے کے لئے اور ان کے سنگ و
ناموں سے بد و اتقا حق پسندی و خدا ترسی۔ تقویٰ و طہارت پر لگائے گئے اس قسم کے کیسہ
الزامات کا جواب دینے کے لئے قلم اٹھائیں صاف ظاہر ہے کہ ہم مدافعت کے لئے مجبور کیے گئے
ہیں اپنی یا اپنے بزرگوں کی عزت برکے گئے کسی بھی جھوٹے یا بے بنیاد الزام کے برخلاف مدافعت
کرنے کا ہر ایک شخص کو حق حاصل ہے۔ جو کہ قدرت اخلاق مذہب اور قانون کے مطابق عین نبا
ہے اور سر شاک ہے۔

۲۔ جو اسلام شراب اس کی دیگر ہم مشرب ہم نوا لگا رہے ہیں وہ یہ کہ ہندوستان میں اسلام تلوار کے
 رستے پھیلا۔ اور کہ مسلمانوں نے کبھی بھی اپنے مذہب کی اشاعت پر امن طریقہ سے نہیں کی نہ صرف
 بلکہ شرابی نے نہایت بددستی سے مسلمانوں کے برخلاف محض شرارت اور نفرت پھیلانے کی خاطر
 ہندوستان کے سارے چھ کروڑ ہندی مسلمانوں کے آباؤ اجداد کے نمک و ناموس پر یہ الزامات بھیجے
 لئے ہیں کہ یا تو انھوں نے تلوار کے دھڑ کے مارے ہندو دھرم کو ترک کر کے اسلام قبول کر لیا۔ یا عورتوں
 اور بدوہیہ کی حریفوں اور دشمنی عہدوں کے لالچ میں آکر وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ ورنہ اصل وہ تو
 ہندو دھرم سے واقف تھے نہ ہی اسلام کی ان کے دل میں کوئی قدر و منزلت تھی اور کہ وہ جلیا سولہ
 حقیقی بھی نہیں تھے بنابرین وہ ہندوؤں کی غلطی یا سستی کی وجہ سے مسلمانوں میں جا لے شرابی نے
 نہایت کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہو کہ جن ہندوؤں نے ہندو دھرم کو ترک کر کے اسلام
 قبول کرنے سے انکار کیا انکو تلواروں کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اب یہ تمام باتیں اس قسم کی شرارت
 آمیز اور مسلمانوں اور اسلام کے برخلاف سخت نفرت و حقارت اور بددستی پھیلانے والے جھوٹے ہیں کہ
 موجودہ تقریرات ہند میں بھی اسکے لئے سخت سے سخت سزا مقرر ہے اور خود ہندو دھرم شاستریں بھی اس
 قسم کی شرارت آمیز اور غلطی اور غلط بیانیوں کے لئے سزا تجویز کی گئی ہے کہ ایسا شخص مرنے پر بعد
 کسی نہایت ہی اتنی درجہ کے جائز یا نجاست خود کھڑے کوڑے کی چون میں بھینکا جائے تقریرات
 منو۔ باب ۱۱ دفعہ ۹ اگر فی الحال ہم نہ تو یہاں پر تقریرات ہند سے کام لینگے نہ ہی تقریرات منو سے
 یہ اپیل کریں گے کہ اسلام اور مسلمانوں پر غلط اور شرارت آمیز الزامات لگانے والے یا لگانے والوں کو
 کسی خلافت خوجیان یا نجاست پسند کھڑے کی چون میں ڈالا جائے۔ بلکہ اپنے طور پر ان الزامات
 کا جواب دیکر اپنی اور اپنے بزرگوں کی بزرگداشت کو صاف کرنے کی کوشش کریں گے۔

۳۔ شرابی کے مذکورہ بالا تمام الزامات کا مختصر سا مذہب جواب ہم و شخص اس وقت دنیا میں
 سب کے سامنے موجود ہیں۔ یعنی ایک شرابی خود دوسرے ہم۔ اگر شرابی کا یہ الزام درست تسلیم
 کر لیا جائے کہ ہندوستان میں اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ اور کہ جن ہندوؤں نے اپنے دھرم کو ترک کر کے
 مسلمان بننے سے انکار کیا۔ اسکو تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ تو یہی ضلع ہو یعنی اس وقت ہندوستان
 میں ایک ہی ہندو نظر نہیں آتا چاہے کتنا صرف ہندوستان میں بلکہ انھیں انھیں ہندوستان میں مسلمان

ترکستان۔ وسط ایشیا وغیرہ تمام ممالک میں ہندوؤں کا نام و نشان کسی بھی مسٹ جا پایا جیسے
تھا۔ مگر واقعات بتلا رہے ہیں۔ کہ اس وقت ۲۴ کروڑ ہندو صرف ہندوستان میں موجود ہیں ہزاروں
افغانستان میں آباد ہیں۔ ہزاروں فارس ترکستان بلوچستان اور وسط ایشیا کے ممالک میں رہتے
ہوتے۔ چلے آ رہے ہیں۔ اگر اسلام تلوار کے نعرے سے پھیلایا تو یا اگر اسلام نے ان ہندوؤں کو
نے اپنا مذہب ترک کر کے ہندو دھرم کو قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ تلوار کے گھاٹ اُتار دیا ہوتا
تو ظاہر ہے کہ کج کم از کم۔۔۔ شرابا۔ ایم۔ لے۔ ہمارے سلسلے ہندو کی شکل میں موجود نہ ہوتا۔
اگر ہوتا تو وہ مسلمان کی شکل میں نظر آتا۔ شرابی کا بطور ہندو بہاگے سا بے مذہب موجود ہوتا
ہیں الزام کا زندہ جواب ہے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کو جنھوں نے ہندو دھرم کو ترک کرنے سے
انکار کر دیا تھا تلوار کے گھاٹ نہیں اُتار دیا تھا۔ ان یہ بالکل ممکن ہے کہ بقول شرابی جب مسلمان
ہندوؤں کو تلوار کے گھاٹ اُتار رہے ہونگے تو اس وقت شرابی کے آباء اجداد ہندو دھرم کی حفاظت
کی خاطر مردانہ وارسیدان میں لڑنے مرنے اور کٹنے کی بجائے غالباً نہایت بزدلانہ طریقہ پر اپنی جان
بچانے کی خاطر ہندو قوم کو مسلمانوں کی تلوار سے قتل کئے جانے کے لئے مسلمانوں کے دھرم پر چڑھ کر
اپنی دھرتی منگولی میں کھنڈا میں ہمارے شرابی نے جنم لیکر پرورش پائی ہوگی۔ اب جو ان کو پتہ لگا ہو گا کہ
مسلمانوں کی تلوار ہندوؤں کے گلے کاٹنے سے لگ گئی ہے۔ تو وہ اس بہاگے کی تارک کٹا سے
آنکھیں ملے دھرتی منجھالتے ہوئے نکل آئے ہونگے۔ بلکہ وہ اپنی ہندو قوم کے ساتھ یہ شہادتیں
کہ بہت عرصہ ہندو مسلمانوں نے ان ہندوؤں کو جنھوں نے ہندو دھرم کو ترک کرنے سے انکار کر دیا تھا
تلوار کے گھاٹ اُتار دیا تھا۔ اور کہ ہم نے اپنی عاقبت اس میں بھیجی تھی کہ اپنی منگولی۔ دھرتی کی
خیر مناتے ہوئے بہاگے کی گھاٹیں چاچھیں۔ چاچھیں ہر بھی آؤ۔ بتادہ سناؤ جو کہ وہی گھاٹ ہے جو آ رہے
ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ شرابی کے آباء اجداد نے تلوار کے گھاٹ اُتارے جانے کی بجائے نہایت بزدلانہ
اسلام قبول کر لیا ہو۔ اور شرابی نے بھی حال ہی میں اسلام سے مرتد ہو کر اپنے ہندو دھرم کا
اعلان کر کے ہندو قوم کی وکالت کا بیڑا اٹھایا ہو۔ مگر مسلمانوں نے شرابی کے لئے قہر میں دنگا کر کہ
مسلمانوں سے ہندو رہے تھے۔ اگر یہ ہندوؤں میں نہیں ہیں۔ تو مسلمان ظاہر ہے کہ شرابی کا گھٹا

کہ ہندوؤں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ انکو تلوار کے گھاٹ آا دیا گیا قطعاً جھوٹا تھا۔ تقریرات منو اب ۱۲ دفعہ ۹ کے مطابق ایسے جھوٹ کی سزا میں اگر شرابی مرنے کے بعد کتے لے لے۔ سانپ بچھو کھٹل۔ پسو ایکسی بدر روین ریٹنگے داسے کیڑے کڈڑے کی جون میں ڈال جائیں تو انکو شکایت کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔

۴۔ اب ہم اس بات کے ثبوت میں کہ اسلام زن زریاز میں وغیرہ کے ذریعہ نہیں پھیلاتا اس کی اشاعت تلوار سے ہوئی اپنے آجکودنیا کے ساتھ بطور زندہ ثبوت کے پیش کرتے ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ ۱۹۱۳ء میں ہم کھلے طور پر ویدک دھرمی بن گئے (۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں صرف ہی نہیں کہہ سکتے کھلے طور پر ہندو قوم کے حق میں دے دی بلکہ گزشتہ کی رپورٹوں میں امریہ سماج کے متنازیدہ کی حیثیت سے ہمارا نام نہایت نمایاں الفاظ میں درج کیا گیا۔ اس تمام عرصہ میں ہم صرف ہی نہیں کہ ہندو قوم کے طرفدار اور متحدہ محاذ بنے رہے۔ بلکہ کھلے طور پر ویدک دھرمی ہندو ڈیڑھ فٹ لمبی چولی اور تولہ بھر کا جنیو لٹکاتے ہوئے دھرتی پرش نہاتا بنکر ساہا سال تک مسلمانوں کے ساتھ تحریری و تقریری جنگ کرتے رہے جس زمانہ میں ہم ویدک دھرمی تھے ہمارے لئے دنیوی رحمت دنیوی دولت و عزت عزت و شہرت اور دنیوی عیش و عشرت کے ہر ایک قسم کے سامان موجود تھے ریشہ اور مل کے بچھونے لپٹنے کے لئے نوکر جا کر خدمت کرنے کے لئے ہر وقت موجود رہتے تھے ہم بھر کھاتے تھے بھولوں کی بدوش ہوتی تھی۔ مرد اور عورتیں درشنوں کے لئے تیار ہوتے تھے۔ ہم سونے اور چاندی میں کھیلتے تھے۔ فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کے سوائے کسی دوسرے درجہ میں سفر کرنا ہم اپنی کس شان سمجھتے تھے جس شخص کو ہمارے قدموں کو بھونے کا یاہر شکر کرنے کا موقع ملتا تھا وہ اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا تھا۔ ہم جو ان تھے۔ عالم شباب تھا نصف نازک کے کتے ہی دل اس آرزو میں تھے کہ انکو ہماری زندگی کا ہم سفر بننے کی سعادت نصیب ہو۔ کئی بھول اسی آرزو میں بڑھ گئے۔ اور کئی غنچے اسی ارمان میں کلا گئے۔ کئی کلیان کھلتے کھلتے رہ گئیں۔ کئی بھر لگن اور کئی سر لگن۔ اگر ہم نفسانیت کے غلام ہوتے تو ہم جس چین کے اندر سیر کر رہے تھے۔ اس میں جس بھول کو چاہئے تو لٹے اور جس تنچو کو چاہئے مروٹے اگر ہم دولت کے بھوکے ہوتے تو وہ ہمارے قدم چوم رہی تھی جس قدر چاہئے جمع کرنے۔ اگر شہرت کے خواہاں ہوتے تو وہ بن مانگے مل چکی تھی۔ سوچنے کا مقام ہے کہ ۵۰ برس کا لڑکا ہوتا ہے

ہو۔ صحیح سالم ہو۔ تو انابو عیش و عشرت کا ہر ایک سامان اس کے ارد گرد انبار در انبار موجود ہو۔ مگر وہ ان سب برکات مار کر اور ان تمام تر غیبات سے غمگین ہو کر یہ فیصلہ کرے کہ جس رستہ پر میں جا رہا ہوں وہ غلط ہے قطعاً غلط ہو۔

۵۔ راستہ کے غلط ہونے کا علم ہونے کے ساتھ ہی وہ ان تمام تضامین کو جو اس نے اسلام اور مسلمانوں کے برخلاف لکھی ہوں۔ اور جنکی قیمت ہزاروں روپیہ ہو۔ ایک بڑے ڈھیر میں جمع کر کے مٹی کا تیل ڈا کر آگ لگا دیتا ہے۔ اسلئے کہ جب وہ رستہ ہی غلط نکلا تو اس راستہ پر جتنا بھی سفر کیا گیا وہ سب غلط فضول اور ریگان گیا۔ کسی ایسے شخص کے نزدیک جو لدا کڈ دنیا کو یہ مقصد زندگی سمجھ رہا ہو۔ ہمارا یہ فیصلہ یقیناً خود کشی کا مترادف ہوگا۔ لیکن اس کو یہ بھی تو سوچنا چاہیے کہ جو شخص تعلیم یافتہ ہے مجھدار ہے اپنے ہوش و حواس میں ہو جو ان ہوشیا نہیں گیا۔ اگر وہ دنیا کی ان چیزوں برکات مار کر حلقہ بگوش اسلام ہوتا ہے تو آخر اس کو ان چیزوں سے بہتر کوئی چیز اسلام میں نظر آتی ہوگی کہ جسکی خاطر وہ لدا کڈ دنیا کی اتنی بڑی قربانی کر رہا ہے۔ وہ چیر کیا ہو؟ کیا دولت ہے؟ دولت کو تو وہ خود چھوڑ رہا ہے۔ کیا عورت، بڑی بزرگ نہیں س لئے کہ بوی تو اس کے پاس موجود ہے جو خدا اور خوب سیوت ہونے کے علاوہ فرما ہوا وہ تعلیم یافتہ ہے کوئی گھسیار لہ نہ مارن اور ویسے کھال نہ کھڑائی۔ ویشائن نہیں ہو۔ بلکہ ہندو قوم کی سب سے اونچی اور سب سے عالی ذات یعنی برہمن کل میں پیدا شدہ ہے۔ برہمنوں میں سے بھی کسی گے گذر کر خاندان کی نہیں۔ بلکہ ایسے خاندان سے تعلق رکھنے والی کہ جس کے رشتہ داروں میں ایسے ایسے لائق تاقی اور تجوی کاراد تعلیم یافتہ برہمن موجود ہوں کہ جو ہمارے دیکھتے ہوئے بڑی بڑی ہندو بھاکر اور ساجوئی نظامت کی کسی پر نیچے اور ہندو قوم کے جہاز کو نہایت تن دہی کے ساتھ ساحل مراد کی طرف جلاتے نظر کرتے ہوں جس شخص کو دیکھ دھرم یا ہندو قوم میں رہتے ہوئے ایسی اعلیٰ قوم کی ہرگز نہ ملے گا کہ ان کی تعلیم یافتہ فرما ہوا نزدیک اور سادہ زندگی میں بھی مل سکی ہو۔ سوچنے کی بات اور غور کا مقام ہے کہ وہ شخص ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے بھی وہ ایک دھرم کو ترک اور ہندو قوم سے قطع تعلق کر کے اسلام کی طرف بھاگا آئے اور مسلمانوں میں مل گئے کو غنیمت تصور فرمائے۔ اگر اس میں کیا لڑا ہے کیا بھی ہے اور کیا سنا ہے پس سمجھنا چاہیے کہ خدا یا اس جو ان کے دیکھ دھرم یا ہندو قوم سے قطع تعلق کر کے اسلام قبول کر لے میں پوشیدہ ہو اور جو مسلمان ہیں جن میں جو شک ہے وہی راہ اور ایسی ستاری ہے ہمارے ان کو لدا کڈ دنیا کی اچھا مکی زندگیوں میں

یوشید تھا بخود نہ کہ ہندو قوم میں رہنے کی حالت میں اپنے ارد گرد تمام عیش و عشرت دولت و ثروت
جاہ و شہرت عزت و شہرت پر لات مار کر ہندو دھرم کو ترک کر کے کھیلے ہندو اسلام قبول کیا تھا انہی
حق و حقانیت کے شیدائیوں۔ ان ہی توحید و رسالت کے فدائوں کی اولاد ہر ایک آج ہم سارے چھوڑ
مسلمانان ہند کو فخر حاصل ہو یہ کہنا ہمارے ان مقدس بزرگوں نے ملواری کے ڈر کے مارے ہندو دھرم
کو ترک کر دیا تھا یا معاذ اللہ غرور ان اور روپیہ کے لالچ میں اگر وہ مسلمان ہو گئے تھے یا وہ ہندو دھرم سے
بے خبر تھے یا وہ محقق نہیں تھے۔ سراسر غلط بیچارہ تھے ایسے الزام لگانے والوں کو ہم
بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد اور مقدس بزرگوں کی ذلیل و بے وقوفی اس وقت ہو چکے کی کوئی
کرنا جبکہ پہلے ہم سے بچ چکے تھے ایسے آباؤ اجداد کے نام لیا اور اس کی اولاد دکھلانے میں فخر کرنا یہ
تمہارے سامنے موجود بیٹھے ہیں تو پہلے ہمارے ساتھ تو بیٹ لو۔ ہم شرمابی سے بڑھتے ہیں کہ اگر ان کا یہ بیان
کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلانے والا ہے ہندوستان میں جتنے لوگوں نے اسلام قبول کیا وہ تلوار و عورت زور
یا عہدوں کے لالچ یا ہندو دھرم سے بغیر ہوئی دھرم سے قبول کیا تو وہ ذرا بتائیں کہ ہمارے آباؤ اجداد
تو ایک طرف خود ہمارے سر پر مسلمانوں نے کوئی تلوار کبھی تھی کس مسلمان خاتون کا لالچ دیا تھا اور کس قدر
خزانے پیش کئے تھے۔ یا کس مسلم ریاست کی وزارت کا قلمدان دینے کا وعدہ کیا تھا جس کی خاطر ہندو دھرم
دھرم کو چھوڑ کر اور ہندو قوم سے قطع تعلق کر کے اسلام قبول کیا اور مسلمان ہو گئے۔ رہا ہندو یا ویدک دھرم کے
متعلق ہماری تحقیقات کا سوال۔ اسکا آسان فیصلہ یوں ہو سکتا ہے کہ شری ہندوستان بھر کے تمام
بڑے بڑے ہندو پنڈتوں کو ایک جگہ جمع کریں۔ ادھر سے ہم جن تھا ان کے ساتھ ہندو یا ویدک دھرم کے
متعلق مباحثہ مناظرہ کرنے کے لئے میدان میں آئیے ہم یہ بھی اجازت دیتے ہیں کہ ہندوستان بھر کے
تمام ہندو اپنے پنڈتوں کی خود بھی مدد کریں اور اپنے تمام دیوی اور دیوتاؤں سے بھی مباحثہ کے دوران میں
مدد لیتے رہیں۔ ہم یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ اگر دوران مباحثہ میں ہندو پنڈت اپنی ہم کر دیا جائے ان کی
مدد اور اپنے تمام دیوی اور دیوتاؤں کی تنقید طاقت کے ساتھ اسلام پر ہندو دھرم کی فوجت کو فائز کر
دکھائیں۔ تو ہم اسی وقت ہندو بن جاویں گے اور اس کے علاوہ اگر وہ کسی قسم کی ہمارے لئے مناسب اور جائز
شرایع تحریر کریں جو موجودہ قانون کی حدود سے تجاوز نہ کرتی ہو۔ تو ہم اس شرط پر بھی جھگڑنے کے لئے تیار
ہو گئے ان تمام معاملات کے باوجود ہم ان کو بے زیرِ رعایت دینے کا وعدہ کرتے ہیں کہ اگر وہ مباحثہ یا مناظرہ

میں دیکھ یا ہندو دھرم کی اسلام پر فوقیت ثابت نہ کر سکیں۔ جسکا کہ ہمیں یقین ہے کہ وہ نہیں کر سکتے
 اور زمین کر سکیں گے خواہ وہ اپنے تمام دیوی اور دیوتاؤں کو بھی اپنی مدد کے لئے بلا لیں تو اس صورت
 میں ہم ان سے یہ مطالبہ سرگز نہیں کر سکیں گے۔ کہ وہ ہندو سلطان ہو جائیں نہ ہی ہماری طرف سے ان پر
 کسی قسم کا جبر و اکراہ ہوگا بلکہ اسلام کا قبول کرنا یا نہ کرنا انکی اپنی مرضی پر چھوڑ دیا جائیگا۔ اس لئے کہ
 اسلام ہمارے ہمین جبر و اکراہ کی اجازت نہیں دے بلکہ وہ ہمیں صرف اتنی ہی اجازت دیتا ہے
 کہ روشنی اور تاریکی میں فرق دکھا دو۔ اسکے بعد جسکی مرضی ہو۔ روشنی میں چلے جسکی مرضی ہو اندھیر
 میں ٹھوکر بن کھائے۔ نہ کہ وہ بالآخر لٹ سے ہتر نرم تر۔ اور ہندوؤں کے حق میں ہر ایک لحاظ سے
 مفید تر شرائط ان کو کسی سے بھی حاصل نہیں ہو سکی ہیں اسید ہے کہ ہمارے شرابی ان شرائط پر غور
 فرما کر ہندوستان بھر کے ہندو ہندوؤں کے اندر روح پھونکنے کی کوشش کرینگے۔ کہ وہ مباحثہ کے لئے
 میدان میں آجائیں تاکہ اس بات کا دھوکہ فیصلہ ہو جائے کہ آیا ہندوستان میں اسلام اپنی خوبیوں
 کے زور سے پھیلا اور پھیل رہا ہے اور پھیلے گا۔ یا وہ تلوار کے ڈوبیا زن۔ یا زہر زہین کے لالچ سے پھیلا
 ہے چونکہ ہم دونوں کی جو بحث ہیں اور اس وقت زندہ موجود ہیں اس لئے ہمیں اپنی زندگی میں
 ہی مذکورہ بالا مسئلہ کو حل کر لینا چاہئے ایسا نہ ہو کہ جس طرح ہمارے آقا و اجداد کے مرنے کے بعد شرابی
 ان پر یہ بے بنیاد سرسراؤا قطعی جھوٹے الزام لگا رہے ہیں کہ انھوں نے تلوار کے ڈرتے یا زن۔
 زہر زہین کے لالچ سے یا ہندو دھرم کی ناقصیت کی بنا پر اسلام قبول کر لیا تھا۔ اسی طرح ہمارے
 مرنے کے بعد وہ یا ان کا کوئی دوسرا ہم نوا وہم مشرب شراب یا دور ماہارے متعلق بھی اس قسم کا شلوار
 آویز جھوٹ لکھے کہ ہم نے مسلمانوں کی تلوار سے ڈر کر ایسی مسلمان عورت کی خاطر بار و پیر کے لالچ سے
 یا دیکھ دھرم یا ہندو دھرم کی ناقصیت کی بنا پر دیکھ یا ہندو دھرم کو ترک کر کے اسلام قبول
 کر لیا تھا اس قسم کی تمام شہرت و نامت و ذالت سفارت اور مظاہرین کا سد باب کر کے لے ہی ہفتے
 شراب اور اس کا نام قوم کو چلنے دیا ہے۔ اس میں ہے وہ اسکو قبول کرینگے۔

گھسیڑ کر ہاگ کیا.....

منشی رام اکبر طبع سیتہ دھرم پرچارک حال سوامی شری دھانند سنیا سی دیبا چ کلیات آریہ

مسافر سقمہ ۲۰۱

جس پندرہ لیکھرام کی مع سیرانی میں سوامی شروہانند نے زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں اسی پندرہ لیکھرام کی ایک کتاب بنام آریہ ہندو فلسفے کی تحقیقات کلیات آریہ مسافر میں سوامی شروہانند نے شائع کی ہے اس کتاب کے چند فقرات مفصلہ ذیل ہیں۔

واضح ہو کہ ہم آریہ لوگ اس ہندوستان اور ہندو نام کو کئی درجہ سے ممتاز سمجھتے ہیں۔

۱۔ ہزاری تو ہم کا ہندو نام کسی شکرست کتاب میں درج نہیں۔ دیدون سے شاسترونک بلکہ پراٹون سے لیکر شست نارائن کی آٹھ نگین بھی کہیں اس نام کا نشان نہیں ملتا۔ اس واسطے ہمارا نام ہندو نہیں ہے۔

۲۔ کبھی کسی یادداشت روزمرہ بھی۔ پتہ روزنامہ جہنم تیری۔ پڑا وغیرہ میں بھی ہند و ہندی نام ہندوستانی وغیرہ نام نہیں لکھے گئے جس سے بخوبی ثابت ہے کہ ہم ہندو نہیں ہیں۔

۳۔ ہمارے ہاں کی بھاشا کی کتابوں میں بھی جو زمانہ اسلام سے پہلے کی تصنیف ہیں بلکہ زمانہ اسلام کی مصنفہ لیکن میں بھی یہ الفاظ استعمال نہیں ہوئے حتیٰ کہ کسی قومی یا مذہبی رسوم کے ادا کرتے وقت آچند بھی ہندو وغیرہ استعمال نہیں ہیں پس کسی طرح قابل نہیں کہ ہندو چار نام ہو۔

ہم جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ یہ فقط فارسی کا ہے مگر سنسکرت ہے آری اور اس میں سنسکرت کے سہو سے نہ
 بنا ہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ ایرانی لوگ براہِ روم ایران اور افغانستان سے آ کر یہ دلت میں آئے اور
 رہتے ہیں جیسا کہ کسی لک کا نام سادی استعمال کیا۔ صرف اس کا کہ سے بدل جانا چاہئے تاکہ فارسی میں
 سنسکرت کی طرح نہیں۔ ان سنسکرت میں سندھ اور سندھو اور ذرن ندی کو کہتے ہیں۔ مگر سندھو بھی باکوں
 آریہ ہوت کی نسبت استعمال نہیں ہوا اور نہ شایان ہے لیکن فارسی لغات کے رو سے جو اس فقرہ کے معنی
 ہیں وہ البتہ مدح و مہم ہوتے ہیں۔

در سینه و در غارهای بکسرتین حرام زاده و بدو شریر و دیوبال لازم گشت و در این متغیب و غمناک بریان و
 (در این حالت)

جس کے رنگ غیر ملک الدن کر دیا کرتے تھے اسلئے انکا نام غیر ملک الدن نے منجھ

۹۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہندو نام اندوسے بنا ہی اور اندر کہتے ہیں چندرمان کو یعنی چندرمنشی ہے۔ جانتے ہیں کہ اندر چندرمان کو کہتے ہیں۔ مگر سنسکرت میں یہ کس طرح بن گیا۔ اور کیا تمام ہندو چندرمنشی یا سورج منشی ہیں۔ اندر صرف چندرمان کو کہتے ہیں۔ منشی کہاں سے آگیا۔ اور کس کے منشی ہوئے؟ کیونکہ یہ نام اس دھات سے کسی سنسکرت لپیک میں آج تک مندرج نہیں ہے۔ اور کیا سوائے چندرمنشی کے اور لوگ اپنے آپ کو ہندو نہیں کہتے۔ لہذا یہ دعوائے بھی محض بے بنیاد ہے۔ کیونکہ ایک چندرمنشی اور سورج منشی غیرہ صد ہاگزرون کی قومیں آریہ ورت میں موجود ہیں مگر ہندو کا نام و نشان ندارد۔

یہ لفظ فارسی۔ عربی۔ عبرانی وغیرہ زبانون میں قریب قریب ان ہی معنوں میں استعمال ہوا ہے بلکہ ایسی کرنی کتاب شاذ و نادر ہوگی جہاں یہ لفظ ان معنوں میں نہ آیا ہو جس سے ہر طرح ثابت ہے کہ یہ نام ہمارا نہیں جو بکری بکری ترک کرنے کے لائق ہو اور عداوت و عنایت سے موضوع کیا گیا ہے۔

کلیات آریہ سماج صفحہ ۱۶۹۔ ۱۷۰

مطبوعہ سوامی شروہانندیا لال منشی رام

یہ ایک ایسے شخص کی تحریر ہے۔ جو آریہ سماج کا لیڈر اور سوامی شروہانند کا مددگار تھا۔ چونکہ وہ مرچکا ہوئے اسلئے اسکی تحریر کو ہم نے مردہ ثبوت کے نام سے پکارا ہے۔ ہمارے نہایت پرچش اور ہندو دھرم کے حامی شراہی کو سوامی شروہانند جی کے کلمے میں کلیات آریہ سماج کے مذکورہ بالا معنوں کو کر کے کر پڑھنا چاہیے اس معنوں کے مطابق سے ان کو پتہ لگ جائیگا کہ نہایت کچھ نام اور سوامی شروہانند جی کے نزدیک "ہندو" کے معنی حرام زادہ۔ بدکردار۔ شرعیہ۔ مہیوب۔ نقب زن۔ پجور۔ ڈاکو۔ غلام۔ جادوگر۔ کھنڈ۔ سیاہ نام وغیرہ ہیں۔ اور کہ وہ اس بات پر بھی زور دے رہے ہیں کہ "ہندو" کا لفظ نہ تو ان کے کسی دیش و سر میں ملتا ہے۔ نہ ہی کسی پرانی سنسکرت کی کتاب میں نہ صرف یہی بلکہ نہ پڑت لکھرام آریہ سماج فرماتے تو ایسے لوگوں کو جو اپنے آپ کو یاد و سرون کو ہندو کہتے ہوں۔ بدین الفاظ سخت چیلنج دیا ہو۔

"پس ہر ایک دا جان سکتا ہے کہ یہ نام جب ہمارے مخالفین کی کتابوں میں موجود ہوا۔ ہمارے کتابوں میں نہ ملتا ہے۔ اور کہ وہ انکا دعوائے کہ ہندو سے بے فروغ ہے۔ پس ہم انکو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ یا انکا کوئی فیصلہ خود ہندو نام کسی سنسکرت کی کتاب میں بتلا دے اور ثبوت کر دے۔ ورنہ یہ دھوکہ بازی کا طوق ملے گا۔ ستر و پٹی آریہ کے قیامت تک دغا باز کے گلے میں رہیگا۔

”کلیات آریہ مسافر سفیر، مطبوعہ سوامی شرمدھانند یعنی لالہ منشی رام۔“

چندت لیکھ رام اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ مگر ان کی روح کقدر خوشی حاصل کر سکتی ہے اگر شرما جی ان کے چیلنج کو منظور کر کے ”ہندو“ نام کسی پرانی سنسکرت کی کتاب میں سے نکال کر دکھا دیئے۔ چندت لیکھ رام نے ایسے ہر ایک شخص کو جو یہ کہتا ہو کہ ”ہندو“ نام کسی پرانی دھرم شاستر کی کتاب میں ملتا ہے۔ یا یہ اچھے ممنون میں استعمال ہوتا ہے۔ وغا باز۔ دھوکہ باز۔ یہود اس قدر لوطی بلکہ فضلہ خور کے نام سے پکارا ہو شرما جی نے جو یہ لکھا ہے کہ اب ہمارا فرض ان (مسلمانوں) کو ہندو بنا ہے اگر اس فقرہ میں چندت لیکھ رام کی لڑائی سے ”ہندو“ کے معنی رکھ دیئے جائیں۔ تو مطلب بہت صاف ہو سکتا ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ آخر کیا وجہ تھی جو غیر ملک والوں نے ہندوستان کے باشندوں کا نام ہندو یعنی چور وغیرہ رکھا۔ کیا اس ملک میں کثرت سے ہندو یعنی چور ہوتے تھے کہ تمام کی تمام قوم ہی ہندو یعنی چور کے نام سے پکاری جانے لگی جب ہم اس بات پر غور کرنے کے لئے ویدوں اور منو دھرم شاستر کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتہ لگتا ہے کہ دراصل اس ملک میں اس کثرت سے چوری کی وارداتیں ہوتی تھیں کہ ان کو سدبائے کے لئے دنیا کی کسی جڑی سے بڑی سزا کو بھی ناکافی سمجھ کر مرنے کے بعد بھی ایسی بدترین اور ذلیل ترین سزائیں تجویز کی گئی تھیں کہ جنکو پھر حکمت ہوئی ہے۔ چنانچہ منو دھاراج نے اپنے قانون کی اس ملک کے ایسے چوروں کے لئے مفصلہ ذیل سزائیں تجویز کی تھیں۔

۱۔ چوری کرنے والا برہمن، کٹھی، سانپ، گرگٹ، پانی میں رہنے والے درندگی کرنے والے پتاجون کے جنم کو ہزاروں بار حاصل کرتا ہے۔ منو ۱۱/۱۰

۲۔ اسی موتی مونگا اور مختلف ہتھم کے جو اہرات کو چرانے والا ہیم کار جاور کی جون میں جاتا ہے منو ۱۱/۱۱

۳۔ دھارون کو چرانے سے جو۔ کالشی کو چرانے سے ہنس پانی کے چرانے سے بیندنگ شہ چرانے سے کتا اور گھی کو چرانے سے یہ بڑے کا جنم پاتا ہے منو ۱۱/۱۲

۴۔ گوشت کے چرانے سے گدھا۔ چرنی کے چرانے سے جل کو۔ تیل کے چرانے سے تیل میں پی وال جاند۔ نمک کے چرانے سے چھنگر۔ دھوا کے چرانے سے بلا کا نام جاور کی جون میں جاتا ہے منو ۱۱/۱۳

۵۔ ریشمی کپڑے چرانے سے تیر۔ ایسی کے کپڑے چرانے سے بیندنگ کپاس کے کپڑے چرانے سے سوس کاٹے کے چرانے سے گودھا اگر مکے چرانے سے اگر مکی جون میں جا آئے منو ۱۱/۱۴

۶۔ خوشبودار چیزوں کے چرانے سے چھوڑ دے۔ ساگ پات کے چرانے سے مور دوسرے
 اناج چرانے سے گیدڑ اور گیا اناج چرانے سے شلک ہوتا ہو پٹلا۔
 ۷۔ آگ کو چرانے سے بجلا چھلج اور موسل وغیرہ چرانے سے کڑی اور رنگدار کپڑوں کو چرانے
 سے چکور کی جون میں جاتا ہو۔

۸۔ مرگ اور ہاتھی کو چرانے سے بیڑا گھوڑے کے چرانے سے شیر پھل مول قند کے چرانے سے پندر
 عورت کے چرانے سے دیکھ۔ پینے کا پانی چرانے سے چابک۔ سوار یوں کے چرانے سے اونٹ۔ اور پیشوں
 کے چرانے سے بکرے کی جون میں جاتا ہو پٹلا۔

۹۔ عورت بھی اسی طرح چوری کرنے سے گنہگار ہوتی ہے۔ اور اس بیاب سے ان ہی جائزوں
 کی ماہر بنتی ہے جنکا اوپر ذکر کیا گیا پٹلا۔

منہ ہاراج کے مذکورہ بالا قانون سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں اس ملک میں عام طور پر
 چوری کی جاتی تھی۔ چنانچہ لعل۔ موتی۔ منگلا۔ جواہرات۔ دھان۔ کالیسی۔ بانی۔ شہد۔ دودھ۔ رس۔ گھی۔
 گوشت۔ چربی۔ تیل۔ نمک۔ دہی۔ ریشمی کپڑے۔ اسی کے کپڑے۔ کپاس کے کپڑے۔ گائے۔ گڑ۔ مشی۔
 اشیاء۔ ساگ۔ بات۔ اناج۔ چھاج۔ موسل۔ رنگدار کپڑے۔ مرگ۔ ہاتھی۔ گھوڑے۔ مول۔ قند۔
 عورت پینے کا پانی۔ سوار یوں کے جانور وغیرہ اس زمانہ میں اشیاء مسروکہ ہوتی تھیں۔
 علاوہ ازیں رگوید کا ترجمہ کرتے ہوئے جو ہندو دھرم کی سب سے افضل و درپاتی کتاب
 ہے سوامی دیانند نے مفصلہ ذیل منتر پیش کیا ہے۔

نوبھی۔ اندرا۔ ماہرا۔ دا۔ مانا۔ پریا۔ بھو جانی۔ پر۔ موشی۔

رگوید اشتک۔ ۱۔ ۷۔ ۱۹۔ ۷

اس منتر کا ترجمہ سوامی دیانند نے بدین الفاظ کیا ہے۔

”اے دشمنوں کو ہلاک کرنے والے راجہ آپ ہم کو مت مارے۔ آپ ہم پر ظالم مت توڑیں اور آپ
 ہماری نہایت ہی پیاری اشیاء کی چوری مت کیجئے۔“

نصرت بھی لکھ مذکور بالا رگوید کے منتر کا جو ترجمہ سوامی دیانند نے کیا ہے اسے بھی پورے میں
 لکھا ہے بدین الفاظ۔

لئے مکمل جاہ جلال واسے پر مشور۔ آپ ہمارا قتل کر میں اپنی جہ کو اپنے سے الگ مت
گرا میں اور آپ بھی ہم سے کبھی الگ نہ ہوں آپ ہماری مرغوب اور پیاری اشیاء کو مت جبرائیں
اور مت چوری کریں آریہ البیس نے ص ۵۸۔

رگوید کے منتر میں جو پریشوری کا لفظ آیا ہے سوامی دیا بند نے اسکا۔ رون جگہ ترجمہ چوری
کرنا اور چوری کر دانا کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رگوید کے زمانہ میں جوست ملک کا نہ مانا کہلا تاہم عام
انسان کو ایک طرف اس ملک کے راجے۔ ہمارے یہاں ملک کہ جس وجود کو اس ملک میں پریشور
کہا جاتا تھا۔ غالباً وہ بھی چوری کر لے اور چوری کرنے سے باز نہیں آتے تھے جب راجوں۔ جہاراجوں اور
یہاں کے ملے ہوئے پریشور کی یہ حالت ہو۔ تو عام انسانوں کا تو کہنا ہی کیا تھا۔ اس سے بھی نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ
مسلمانوں کے کئے سے ہزاروں سال پیشتر ملک اور اس ملک کے باشندے یہاں تک کہ اس ملک کے راجے۔ جہاراجے اور
پریشور تک چوری۔ ڈاکہ زنی۔ رہزنی۔ قزاقی وغیرہ جرائم کی وجہ نام ہو چکے تھے اس قسم کی چوری ڈاکہ زنی رہزنی قزاقی
کی وارداتوں کو عام دیکھ کر غیر ملک کے باشندوں نے اگر بقول بظن لیکر اہم استغفار کو ہندو یا چور یا
ڈاکو۔ رہزن۔ قزاق وغیرہ کے نام سے پکارنا شروع کر دیا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہو۔ پس جس
صورت میں کہ ہندو کے معنی ہی بقول بظن لیکھرام چور۔ رہزن۔ ڈاکو قزاق۔ بدکردار منحوس شیر
اور غلام حرام زادہ ہیں۔ تو اس صورت میں دیشور فرما کر ماشر دھاندر و باکیہ شورچا نا کو اسلام اور مسلم
انام و نشان تک ہندوستان سے شاکر سب مسلمانوں کو ہندو بنا لو کس قدر جرات
اور دیدہ دلیری ہے حالانکہ جس "مسلم" لفظ کے ہر خلاف وہ اس قدر جاد کر رہے ہیں اس کے معنی خدا پرست
اسن پند صلح جو۔ حق پسند۔ نیکو کار و نیک شعار ہیں۔ اگر موجودہ بل چل کا یہ مقصد ہو کہ چونکہ مسلمانوں
نے کچھ ہندو سمجھے حرام زادہ۔ چور ڈاکو۔ رہزن غلام وغیرہ خطاب دیا تھا اس لئے آج
ان سے بدلہ لینے کی خاطر ان کو بھی "ہندو" بنا دیا تاکہ سب کو ہندو بنائی جائے۔ تو وہ
بات ہے لیکن اگر واقعات کی بناء پر بحث کرنی ہو تو واقعات یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ ویدوں شاستروں
سمرتوں۔ اپنشدوں۔ وشن شاستروں۔ یہاں تک کہ برہمنوں میں ہندو لفظ تک معدوم ہے اور
اگر کسی ملک پر لفظ لٹا بھی ہے اس کے معنی منحوس۔ چور۔ ڈاکو۔ رہزن۔ قزاق۔ غلام۔ شریر۔ بدکردار
حرام زادہ وغیرہ ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ پہلے اس بات کا حسیل کیا جائے کہ

کہ معنی کے لحاظ سے ہندو اور مسلم دونوں میں سے کوئی نام ایسا ہے۔ اس لئے ہم کسی مسلمان کو نہیں بلکہ خود شریاجی کو ہی متصف قرار دیتے ہیں کہ وہ ان دونوں ناموں کے معنوں پر غور کر کے جسکو بہتر سمجھیں اس کے حق میں باطنی فیصلہ دیدیں ہمیں ان کا فیصلہ منظور ہوگا۔

اول۔ ہندو یعنی چور۔ ڈاکو۔ رہزن۔ قزاق و شریعہ مخوس۔ بدکردار غلام سیاہ فام اور جراثید (کلیات لیکھرام)

دویم۔ مسلم یعنی خدا پرست۔ فرمانبردار۔ صلح جو۔ امن پسند۔ ایدانہ دینے والا۔ وفادار آزادی پسند قانون دوست۔ گناہوں سے بچنے والا۔ موحّد کہ سب سلام (ہماری فیاضی اور اور العزیز) کا کیا ٹھکانا ہے کہ ہم نے ہندو مسلم ناموں میں سے ہترام کا باطنی فیصلہ کسی مسلمان کے اقدار میں دینے کی بجائے سلام اور مسلمانوں کے دشمن شریاجی کے ہی اقدار میں دیدیا ہے وہ جو بھی فیصلہ دیدیں۔ ہم اس کے برخلاف مطلقاً چون دجرا نہیں کرینگے مگر ہم یہ ضرور کہیں گے کہ جب ہمارے حق پسند حق پرست آزاد اجداد نے یہ دیکھا کہ اور ڈاکو اور ہندو فظاً تک بے معنی ہی چور۔ ڈاکو۔ رہزن۔ قزاق۔ بدکردار شریعہ۔ غلام سیاہ فام اور جراثید ہیں۔ تو انھوں نے فوراً اس نام کو ترک کر کے اپنے لئے مسلم کا نام ہی عہدہ اور باطنی نام پسند کر لیا۔ اور وہ مسلمان ہو گئے۔ ہمارے ایسے محقق آزاد اجداد پر کج کسی شریا اور ڈاکو یا الزام لگا کہ وہ ہندو و ہم سے ناواقف تھے یا تو اس کے دُست یا کسی دنیوی لالچ سے مسلمان ہو گئے تھے۔ مصلحتاً کہ قطعاً جھوٹا مسٹر اسر نند اور بالکل بہرہ ہے بلکہ ایسے بے بنیاد اور جھوٹے الزام لگانے والی کی بدیشی کا دلیل ہے۔

چوتھی فصل نسلی تصویر

اپنے آزاد اجداد کے تنگ و ناموس پر لگائے گئے الزامات کی تردید میں مزید وہ اور مزید ثابت نہیں کر سکتے۔ بعد اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ہمارے درگاہوں نے ہندو و ہم کو ترک کر کے کیوں سلام قبول کر لیا تھا۔ ہم کو ترک کر کے کسی جلد میں ہونے والا کر کے ہیں کہ جب ہمارے آزاد اجداد نے ہندو و ہم کی نسلی تصویر دیکھی

انھوں نے شرم دیا اور غیرت سے کام لیتے ہوئے اس کی طرف سے منہ موڑ لیا اور فوراً مسلمان
کے ہندو دھرم کی نینگی تصویر کیا تھی اور کسی تھی۔ اس کو ہم اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ آریہ سماج
، فخر سوامی شرمہاوند کے مدوح پنڈت لیکھرام آریہ سماج کے الفاظ میں پیش کریں گے۔ چنانچہ پنڈت جی
تھے ہیں :-

”ہمارے ہندو بھائی پورنوں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ان کی کٹھاؤں کو پریم
سے سنا کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ بہت کچھ تن میں دھن بھی ان کے اپن کرنے سے دریغ نہیں کرتے
لیکن عموماً دیکھا جاتا ہے کہ وہ اسلیت کی طرف ذرا متوجہ نہیں ہوتے۔ اس واسطے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں
کہ ان کی خدمت میں کچھ عرض کریں۔۔۔۔۔ دیوی بھگت میں لکھا ہے کہ ہر ہستی چند ریوتا کے گرو تھے برہمن
جی کی بیوی تار چندرمان کے گھر گئی۔ اور فریقین ایک دوسرے کی محبت میں مبتلا ہو کر برہمن تک فعلی
کرتے رہے۔ برہمنی دور بارہ مانگنے کے لئے آئے مگر چندرمان نے انکار کیا۔ برہمنی نے کہا کہ تو باپ ہی ہے۔
اس نے جواب دیا کہ تو کوٹا دھرم تار ہے۔ تو نے اپنے چوٹے بھائی کی بیوی گھر میں ڈالی ہوئی ہے جیسا
میں خوبصورت ہوں۔ ویسے ہی تیری عورت خوبصورت ہو۔ مگر یہ میرے لائق ہے۔ تیرے جیسے بد شکل سے
اسکا کیا تعلق۔ اسپر اس نے اندر سے شکایت کی اندر نے دکیل بھیجا۔ چندرمان نے جواب دیا کہ اندر دیوتا
لوگزن کو تو سمجھاتے ہیں۔ مگر اپنے اعمال پر توجہ نہیں فرماتے۔ انھوں نے گوتم کی بیوی اہلیسا سے کیون زنا
کیا تھا۔ اور کیون ہزار دن برس تک سسر بھگ (ہزار فرج) ہو کر اندر کی بھیل میں کنول پھول
لال کے اندر شرمندگی سے چھپے رہے۔ جب یہ جواب پہنچا تو اندر غصہ ہو کر لرٹے کو آیا۔ اسکی مدد کو رہا جی
آئے۔ اور اندر دھرم چندرمان کے مددگار شکر دیو جی آئے۔ اور دعا دی بھی آئے۔ اور چندرمان کو سمجھایا کہ اسکی
عورت دیکھ کر یہ بڑا باپ ہو چندرمان نے جواب دیا کہ اس نے خود ہی اپنی برہمنی سرتی میں کہا ہے کہ
عورت کو زنا کرنے سے جو باپ ہوتا ہے۔ وہ (سلادایام ماہواری) ہونے پر دور ہو جاتا ہے جیسے برہمن کا
باپ دید پڑھنے سے غرضیکہ کئی سال تک جنگ ہوا۔ آخر کار شکر کے کہنے سے چندرمان نے وہ عورت برہمنی
کو دی۔ جسکو وہ ہاراج خوشی خوشی گھر لے گئے۔ مگر وہ حاملہ ہو چکی تھی۔ برہمنی کے گھر جا کر بیٹا پیدا ہوا جسکا
نام بدھ دیوتا رکھا گیا۔ اب چندرمان نے کہا کہ کیا یہ ہو گا کہ برہمنی نے روئے سے انکار کیا۔ جس پر جنگ
کی نوبت آئی۔ آخر کار برہمنی نے دیوی تار سے پوچھا کہ یہ کس کا حاصل ہے۔ اس نے جواب دیا کہ چندرمان کا برہمنی

بدھ کو چند زمان کے خواہے کیا بھوہی تھا گوت میں کھانا کہ ایک دفعہ برہما جی دوتون اور وارتون سے
بنگ کرتے ہوئے دن ہزار سال کے گزر جانے پر تنگ کر ایک جگہ جا کر کمان نے سر کے سر کے نیچے رکھ کر
سورج۔ دیوتون نے سکینڈھ میں تلاش کی۔ جب وہاں نہ ملے تو تلاش کرتے ہوئے اس بنگل میں آئے۔ اب
سوئے کو جگا ناٹا کچھ کڑا ل بھجکروں کی طرح عقل و دماغ نے کھے۔ آخر یہ قرار پایا کہ مری جی بھوری جانو پریا
کر کے اس سے یہ خدمت لی جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر اس نے انکار کیا کہ مجھ کو اس پاپ سے کیا حاصل
ہوگا۔ دیوتون نے کہا کہ تم تعین کیے ہیں حصہ دیا کرینگے جس پر اس نے ہر کر اس نے اس مان کی سی کو
کاٹا کر کٹے ہی بڑا شور ہوا اس کمان کی ضرب سے شیو کا سرٹ کر سندھ دین جاگرا۔ اب سب دیوتا
خیر ان ہر سے بھر رہا جی بولے کہ بھائیوں کرنی کا پھل بھو گناہاتر۔ چنانچہ سب سے پہلے خود مجھے
پھل بھو گناہاتر یعنی میرا سر شیو نے کاٹ ڈالا اور خود شیو جی بھی خرم نہ رہے ایسے ہی کاموں سے اسکا
لگ بدن سے کاٹا گیا اور اندر دیوتا ابلیس کے ساتھ نہا کر سے سہرے ہو کر سرور کے تالاب میں
فرسار رہے۔ آخر سب نے دیوی کی تعریف کی جب وہ راضی ہوئی اور حکم دیا کہ گھوڑے کا سر کاٹ کر لگاؤ
چنانچہ لگا گیا جس پر اس نے دوسرے "دوہتے گریو ادا رہا ہے" جن آدمی کا سر گھوڑے کا اس رہا کے
سننے کا بہت ثواب ہے۔ پھر اسی بھاگوت میں لکھا ہے کہ راجا پر جی جرجنگل میں شکار کھیلنے کے لئے
گیا وہاں پر اپنی بیوی کی یاد میں اسے اسکا م ہوا۔ اس نے لطف کسی درخت کے پتے میں بند
کر کے بطور بارسل کے شاہین باجرہ شکار پر بندہ کھڑے ہو کر دیکھا۔ دستہ میں تھا میں ایک
اور جو وہ لگ گیا جنگ شروع ہوئی۔ وہ جگہ دریا سے جنا کے اوپر تھی وہ وہاں بارسل گیا۔ ایک ایک بار
جو کسی بھی کی بددعا سے بھلی جی ہوئی تھی۔ دریا میں تیر رہی تھی مگر تے ہی اس نے لطف سے
لے لیا وہ حاملہ ہو گئی۔ جب دست محل پوری ہو گئی تو اسکو ایک ناشاد یعنی ماری گیسٹے گرفتار کر لیا
اسکا شکم چیرنے پر اس میں سے ایک رکا اور ایک رکا کی شکل آئی۔ وہ دیوتون کو راجہ ورت کے
پاس لے گیا۔ راجہ نے رکا لے لیا۔ اور لڑکی اسے دیاں دیدی اس نے اسے ہلا۔ اور
اسکا نام محمودی یا ستودی رکالی۔ رکا کا متنس گندھار کھاڑی ہو کر وہ دریا سے جنا کے کنارے
پاپ کے ساتھ کشتی لائی کرتی تھی۔ ایک دن قضا پر اپنا سر منی جی وہ کہ جانے والی وہاں آئے اور دریا
کے صوبہ کرنے کا ارادہ کیا۔ طالع رونی کھار تھا اس نے لڑکی کا لیا کہ عازت دیا کہ کشتی میں

کر انھیں بار کر کے چنانچہ ایسا ہی ہوا جب دریا کے بیچ میں پہنچے تو ہاتاجی درگاہ ہو گئے۔ غلبہ
 و ست نے مجبور کیا اور اس کا دہنا ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑا۔ کالی نے اٹھا کیا۔ اور ہاتاجی کو بہت نصیحت
 فرماتا ہے نہ مانا آخر طرکی نے اقرار کیا کہ دریا کے پار جا کر کام کرینگے۔ جب کنارے پر پہنچے تب ہاتاجی
 طرکی کا ہاتھ پکڑا۔ اُس نے پھر نصیحت کی۔ مگر وہ نہ مانا۔ تب کالی نے کہا کہ میرے بدن سے جھکی کی بڑی بو
 آتی ہے۔ رشی نے دعا کی جس سے وہ جو کھنڈھا ہو گئی یعنی اس کے بدن سے چار کوس تک مشک کی
 بو آنے لگی اس نے کہا کہ میرا باپ کنارے پر دیکھتا ہے روز روشن ہے رشی نے دعا کر کے لہرید کر لی۔ پر وہ
 ہو گیا پھر اُس نے کہا کہ آپ کام چھیٹھا رہے فعلی کر کے چلے جائینگے۔ میرا بھگیا حال ہو گا مجھے بھارت زائل
 ہو جانے کے سبب کرن قبول کرے گا۔ میرا گدازہ کس طرح چلیگا میرا باپ کیا کیگا۔ لوگ کیا کہینگے۔ رشی
 نے دعا کی۔ کہ تیری بھارت بدستور ہو جائیگی۔ آخر کار ان سب شرائط کے طے ہو جانے پر اس نے برا بھلا
 کہہ کر اتر کر تیرے جیسا ہو میری خوبصورتی روز افزون اور خوشبو ہمیشہ رہے ان سب شرائط کے طے ہونے
 کے بعد اس کے ساتھ بدفعلی کی گئی۔ اور صحبت کے بعد بڑا کا پیدا ہوا۔ اسی جگہ پر اس کا نام بیاس یا کرش
 ویاٹن رکھا گیا پارشر ہاتاجی بھی چلے گئے اور دیاس جی ماما سے اجازت لیکر جنگل کو چلے گئے پھر اسی کالی
 یا چھوری پھویشیم تپامہ کے والد راجہ شانائنو عاشق ہو گئے اور اس سے شادی کی۔ اس کے شکم سے بھتر
 نگہ اور بھتر ویرج و دراجہ پیدا ہوئے اور جب یہ دونوں مر گئے۔ تران کی عمر تین بیوہ ہو گئیں انکا نام ماما
 امیکا۔ امبا مکا تھا۔ ان پندون عورتوں کے ساتھ اپنی ان کے کہنے پر دیاس جی نے نیوگ کیا۔ اس
 نیوگ سے ایک تو دھرت راتھر پیدا ہوا جو اندھا تھا۔ دوسرے پاٹو و تیسرے بد رفا تھا پیدا ہوئے۔ جو
 ہندوستان کے نامی گرامی راجہ ہوئے جو کہ روپا ند و مشہور میں مفصل لکھو کلیات آرمیسا و صفحہ ۸۸
 و ۸۹ مطبوعہ لالہ ہنشی رام حال سوامی شروہانند

۸۰ پورا نون میں رشی۔ منون اور دیوتاؤں کی نندا لکھی ہے۔ اور ان پر تھپا کھٹاس میں جی کہ
 برہما جی پر اپنی بیٹی سے ہم بستر ہونے کا الزام کرشن جی کو کیا اور راوہ کا سے۔ ہما دیو کو ریشیون کی
 استریوں سے دشمن کو بلند ہر کی عورت ہند سے اندھ کو تم کی بیوی سے سوچ کو کنتی سے چند رمان
 کو اپنے گرد و برساتی کی عورت تارا سے دایو دیوتا کی عورت اچھی سے درون دیوتا کو اگست

دیوتا کی ان اوشنی سے برہمنی کو اپنے بھائی کی عورت سمجھا ہے۔ وشوا متر کو روشی سے باراشتر کو مجھو دور
سے روہ کو داسی سے درو پدی کو باسجی خاندون سے دیوین کو گوشت خوری کا باسن کو چھیل کا
کوشرابوشی کا۔ رام چندر کو دھوکے سے بالی کے مارنے کا الزام لگایا گیا ہے۔

کلیات آریہ سافر صفحہ ۱۸۸

مطبوعہ لالانشی رام لینی سوامی شرودھانند

ہم نے سوامی شرودھانند کے اہتمام سے چھپوائی گئی کلیات آریہ سافر کے مذکورہ بالا مضمون کو اس لئے نقل کیا کہ
حالہ ہم شرابی کے الزامات کا جواب دے سکیں شرابی "جو ہندو" اور ہندو دھرم کے بڑے پر جوش حامی اور سوامی
شرودھانند کے بھگت معلوم ہوتے ہیں۔ وہ دوسوا سوامی شرودھانند کی شائع کردہ آریہ سافر کے بنڈت یکھرام آریہ
سافر کے مذکورہ بالا تحریر کا مطالعہ فرما کر فیصلہ کریں کہ آیا ایسا مذہب جس میں بڑے دیوتا شرابی، ہرشی، اور مہاتما کھل
بندوں حرام کاری، زنا کاری، بدکاری، شادی شدہ عورتوں کا اغوا اپنی ہی کنواری بیٹیاں، یا کنواری
لڑکیوں کے ساتھ زنا بالجبر شرابوشی تمار بازی، اور تمار بازی میں اپنی عورتوں تک کو ہارنے دیکھے جاتے
ہوں۔ اور جو اپنے گرو کی عزت تک سے بھی زنا کرنے سے باز نہ آتے ہوں۔ اور جنھوں نے زنا کاری کے
جوازمین پر منزلے دیدیا جو کہ زنا کرنے سے عورت کو جو پاپ لگتا ہے۔ وہ ایام باہراری کے ہو جاتے سے دور
ہو جاتا ہے کیا ایسا دھرم کس صورت میں بھی ہمارے غیر شرابیسا یا اذار یعنی دیگر جنرل کار اور خدا پرست
آباد و اجداد کے لئے قابل تسلیم ہو سکتا تھا ہم بڑے زور سے اسکا یہی جواب دے سکتے ہیں کہ نہیں۔ ہرگز نہیں۔
اس لئے کہ ہم ہمارے آنکھوں کو کسانے بنڈت یکھرام لایا ہوا ہندو جیسے ہندو بھی باوجود کہ وہ جنم سے ہم میں تھے
اور ہندوؤں کے گھر پیدا ہوئے تھے۔ ان کے سر پر جو دھیر کی کوئی تلواری بھی نہیں لگ رہی تھی جب وہ
ایسے دھرم پر بات کرنا کہ اس سے الگ ہو گئے۔ بلکہ اس کی اذہر دینی حالت کو طشت از قلم کر کے کھینچے
مجبور ہوئے تو ہمارے آؤ اجداد جو اسی سرزمین کے رہنے والے تھے۔ اور جو سوامی و ہندو یا بنڈت یکھرام
آریہ سافر کی نسبت زیادہ غیر شرابین، انفس، باحیا اور ہوا رہتے۔ اس لئے کہ وہ اپنی جاتی میں اپنی
بیویوں کو گوارہ کیا کہ غیر دون کے ساتھ ہم بستر ہونے کی اجازت نہیں دے سکتے تھے۔ وہ ایسے ہندو
دھرم کو کہہ سکتے تھے۔ ہم شرابی سے بد بخت ہیں کہ آپ سلطانوں کو اسی دھندو دھرم کی دعوت دیتے
ہیں جس کی انکی قصور پر سے بنڈت یکھرام خزانے پر وہ انکار دکھایا ہے اور کیا آپ کا اپنا ضمیر اجازت

تیار ہو کہ آپ اس دھرم پر ایک منٹ کے لئے بھی قائم رہیں جس کے دھرم شاسترون میں بڑے بڑے دیوتاؤں
 یوں ۔ ۔ ۔ اور جاتاؤں کی زندگی کا ایسا ناپاک اور گردن زدنی خاک لھینچا گیا ہو۔ کیا آپ ہم کو اس
 نندو دھرم شاسترون کی طرف ہی بلا رہے ہیں کہ جن شاسترون میں ہر ایک قسم کی زنا کاری حرام تھی۔
 تھی۔ اور یہ کاری کی تنگی تصویر دکھائی ہو۔ اور کیا آپ خود بھی ایسے ہی دھرم شاسترون اور دھرم
 اوتاروں اور جاتاؤں پر ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ خاکہ کہ کلیات آریہ سماج میں آکر لکھا ہو کیا آپ کے
 سوامی شروہاند اسی ہندو دھرم کی طرف مسلمانوں کو بلا رہے ہیں۔ اور کیا اسی ہندو دھرم کے آپ کو آپ کی
 بیٹ رہے ہیں کہ ہندوستان کے جتنے مسلمان ہیں۔ وہ نہ تو شریعہ ہندو دھرم سے الگ کے گنہگار تھے۔ اور کہ
 آپ ان کو دوبارہ ہندو بنالینا چاہتے ہیں۔ پھر پوچھتے ہیں کہ سوامی ویانندیا پنڈت نیکھام شرما کے سر پر کونسی
 اسلامی تلوار چلی تھی۔ کہ وہ بھی ہندو دھرم کو چھوڑنے کے لئے اور اس کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کرنے
 کے لئے مجبور ہوئے کیا یہ افسوس کا مقام نہیں ہو کہ آپ جیسا شخص جو اپنے ملام کے ساتھ ایم رنے کا دم چھبلا
 بھی نکلا ہو۔ ہندو دھرم کی مذکورہ بالا قسم کی نہایت ہی ناپاک تعلیم کو جانتا ہوا یا اس سے تجاہل علم فائدہ نہ لے
 آج ساڑھے چھ گڑ مسلمانوں کے آباؤ اجداد پر یہ بے بنیاد اور جھوٹا الزام لگائے کہ انھوں نے اسلامی تلوار
 کے سے یازن زر زمین کے لالچ سے ہندو دھرم کو نکال لی ویدی تھی۔ ہمارے آباؤ اجداد کے مقدس نام پر
 الزام خطرناک بہتان شرمناک جھوٹ اور زور لانا حملہ ہے۔ خوب یاد رکھیں کہ اگر اس جھوٹ کی یاد
 میں تحریرات منو اب ۱۲ دفعہ کے مطابق مرنے کے بعد آپ کو کسی ناپاک ترین کیڑے کی جون میں جالا بڑا۔
 تو آپ کو شکایت کرنے کا ہرگز کوئی موقع نہیں ملے گا۔

پانچویں فصل

مکتی کسٹ

ہندو دھرم کی تنگی تصویر سوامی شروہاند نے پنڈت لکھرام کر یہ مسافر کے الفاظ میں شائع
 کی جو اس پر سے پردہ اٹھانے کے بعد اب ہم اس الزام کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ جو ہمارے مخالف دوست

شہزادی نے ہمارے آباؤ اجداد پر بدین مطلب لکھایا ہو کہ وہ معاذ اللہ مشہوت پرست تھے اور کراختوں نے
 محض مسلمان عورتوں کو دیکھ کر یا ان کی صحبت میں گرفتار ہو کر اسلام قبول کر لیا تھا اور کہ ان کو اسلام
 میں وحیقت کوئی خوبی نظر نہیں آئی تھی ہمارے خیال میں شہزادی کا یہ الزام اس قدر بنیاد اور
 جھوٹ ہو کہ ہمیں اسکی تردید کے لئے زیادہ کھنے کی ضرورت نہیں ہو۔ بلکہ شہزادی سے ہم اتنا ہی سوال کریں گے
 کہ وہ مہربانی کر کے ہندوستان کی کسی تواریخ سے یہ ثابت کر دیں کہ جب سمندر کے رستہ سے سندھ پر یا
 خشکی کے رستے سے ہندوستان پر فاتحان اسلام نے فوج کشی کی تھی تو اودن کے لشکر میں کس قدر عورتیں تھیں
 جنکو کہ اس ملک کے ہندوؤں کو مسلمان بنانے کی خاطر بطور رشوت کے دینے کے لئے ساتھ لائے تھے یہ
 تو ہم ہندوستان کی متعدد تواریخوں سے بتا سکتے ہیں کہ جب علی المرتضیٰ نے ہندوستان پر فتوحات کی تھیں
 ہندو راجگان کو نکلت دی۔ یا جب سلطان بیکنگین علیہ الرحمۃ اور اسکے فرزند راجبند غرشتہ سیرتہ
 سعادت مند شجاع وغیرہ سوزندہ کفر و طغیان۔ دور کنندہ حبس و فتنان۔ بہی خواہ ہندوستان۔ فلاح
 ہندوستان سلطان غازی محمود غزنوی علیہ الرحمۃ والنظران نے یا ان کے بعد فاتح راجگان ہندوستان
 غازی اسلام خاں سلطان شہاب الدین محمد غازی علیہ الرحمۃ نے یا دیگر فاتحان ہندوستان نے
 خشکی کی طرف سے ہندوستان پر حملے کئے تو ان کے ساتھ کس قدر غازیان اسلام اور فدائیان غیر الانام و
 شہیدان توحید و رسالت تھے مگر آج تک ہمیں کوئی تواریخ نہیں بتا سکی کہ ہمارے آباؤ اجداد کو مسلمان
 بنانے کے لئے کس قدر عورتیں اپنے ساتھ لائے تھے کہ جیسے لالچ میں آکر ہمارے آباؤ اجداد نے اسلام قبول
 کر لیا ہم نہایت مشکور ہونگے اگر ہمارے شہزادی یا راجہ اس منہم کے بعد دروغ گوئی کی بادشاہی میں کسی کی طرح کوڑے
 کی جوت میں جا کر (منوچہ) اس بات کو ثابت کر دیں کہ فاتحان اسلام ہمارے غیور اور احما آباؤ اجداد کو حلقہ
 بگوش اسلام کرنے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ اتنی لاکھ عورتیں رشوت میں دینے کے لئے لائے تھے۔ ہمیں یقین
 ہے کہ وہ دنیا کی ردی سے ردی تواریخ سے بھی اس امر کا ثبوت ہم نہیں پہنچا سکتے۔ ایسی صورت میں شہزادی
 کا یہ الزام کہ ہمارے آباؤ اجداد نے عورتوں کی خاطر اسلام قبول کر لیا تھا۔ کس قدر شرمناک جھوٹ ہو۔
 حالانکہ امر واقعہ تو یہ ہے کہ خود ہندوستان کے اندر فاتحان اسلام کے آنے سے پیشتر ناہین دم ہم یہ دیکھ رہے
 ہیں اور پڑھ رہے ہیں کہ ہندو سوامی اور ہندو گرہنوں نے جس قدر زور زانی رہتی پر دیا ہو وہ دنیا کو
 کسی ایسے میں نظر نہیں آسکتا۔ ہم اس بات کے ثبوت میں آکر یہ علاج کے الی سوامی و مانند کی ہی شہادت کو

جنہیں کر سیکے جس کے متعلق کہ شرابی لکھ چکے ہیں کہ وہ اس زمانہ کا آچارج اور غضب کا انسان تھا۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ درحقیقت سوامی دیانند غضب کا انسان تھا۔ اس نے کمال دلیری اور حوصلہ مندی سے ہندو سوسائٹی اور ہندو دھرم کی اتنے رونی حالت کو طشت از نام کر کے دنیا پر اس بات کو روشن کر دیا کہ ہندو سوسائٹی یا ہندو دھرم جس پر کہ ہمارے شریعی کو مستعد نہ ہو۔ ہرگز اس قابل نہیں تھا کہ ہمارے غیور یا حیا اور شریف آبادی کو اس کے واسطے روک سکتے چنانچہ سوامی دیانند لکھتے ہیں کہ ہندوؤں میں ایک ایسا فرقہ ہے جس کے گزشتوں میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ:-

”جسٹ لاپٹر تیر تھم۔ جنڈالی۔ تو سونم۔ کاشی۔ چرم کاری۔ پریاگا۔ سیاد۔ رجبی۔ ستھرا۔ ستا۔ اودھیا۔ بھجی پروکاتا۔“

”حمض والی عورت کے ساتھ زنا کرنے سے اتنا ثواب ملتا ہے جتنا کہ شکر تیر تھم میں نہانے سے ملتا ہے۔ عورت کے ساتھ زنا کرنے سے کاشی جی میں نہانے کے برابر چاری کے ساتھ بغلی کرنے سے پریاگ تیر تھم میں نہانے کے برابر۔ وہیوں کے ساتھ زنا کرنے سے ستھرا کی زیارت کے برابر اور فاحشہ عورت کے ساتھ بغلی کرنا تو گویا ہرچند ہر جی ہمارا جی کی جگہ ولادت اجدھیا جی کی زیارت کر لینا ہو۔ سینا تھ پر کاش ہندی ۲۰۲“

پھر سوامی دیانند یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہندوؤں کے ایک فرقہ کا اصول یہ ہے کہ:-

”میک۔ انتم۔ جے۔ منم۔ جے۔ مدر۔ میتھنم۔ ایو۔ جے۔ اپنے پنج مکار ایسور موکش دا ہی گئے گئے:-“

”شراب نوشی۔ گوشت خوری۔ مچھلی۔ کچھڑے اور زنا کاری یہ پانچ چیزیں ہیں جنہیں زما میں انسان کو کبھی دینے کا ذریعہ نہیں۔“

ستارہ صفحہ ۲۰۱

سوامی دیانند یہ بھی لکھتے ہیں کہ پوراں یعنی ہندوؤں میں ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو بھیروی جگر کا حامی ہو۔ اس فرقہ کا اصول یہ ہے کہ ہر ایک عورت بھیروی ہو یا پاربتی ہو اور ہر ایک مرد شیو ہو چنانچہ اس فرقہ کے عقائد کے مطابق یہ منتر پڑھ کر کہ:-

”ہم بھیرو استو۔ توام۔ بھیروی۔ ہی۔ ایو۔ استو۔ سنگا۔“

”میں بھیرو یعنی شیو ہوں۔ اور تو بھیروی یعنی پاربتی ہے۔ ہر ایک مرد جس عورت کے ساتھ چاہے زنا کر سکتا ہو اور اسکو کسی قسم کا پاپ نہیں لگتا۔ صرف یہی بلکہ سوامی دیانند یہ بھی لکھتے ہیں کہ

”پدر ستھ بھیروی جگر کے۔ سروہ۔ دربان۔ دو جاتیر۔ نور۔ تھ بھیروی جگر کے۔ سروہ۔ دربان۔“

پر تھک پر تھک

جب بھیریوی چکر چل رہا ہو تب اس میں داخل شدہ مرد اور عورت برہمن سے لیکر چند مال تک کا نام نہ لے
ہو جاتا ہے اور جب بھیریوی چکر سے الگ ہو جاتے ہیں تب سب اپنے ورن میں چلے جاتے ہیں بھیریوی
چکر میں دام مارگی لوگ زمین بختی پر ایک نقطہ مثلث مربع یا دائرہ بنا کر اس پر شراب کا گھڑا رکھ کر اسکی
پرستش کرتے ہیں پھر یہ منتر پڑھتے ہیں۔

برہم شاپم۔ دیو چتھ۔

یعنی لے شراب تو بہا وغیرہ کی بد دعا سے بری ہو جا۔ ایک پوشیدہ جگہ میں جا کر جہاں سوائے
دام مارگی کے دوسرے کو نہیں آنے دیتے عورت اور مرد جمع ہوتے ہیں وہاں مرد ایک عورت کو بزنہ کر کے
اس کی جائے مخصوص کی پرستش کرتے ہیں پھر کوئی کسی عورت کو کوئی اپنی دوسرے کی لڑکی کو کوئی کسی اور کی
پانی ان میں بہا وغیرہ کو جو ان آتی ہیں بکڑ نکلتا ہے۔ ایک برتن میں شراب بھر کر کرشت اور پڑے وغیرہ
ایک کھال میں دھر کر وہاں رکھ دیتے ہیں جو انکا آجایا ہوا ہے وہ شراب کے پیالے کو ہاتھ میں لیکر دو تباہی
بھیر و اہم۔ خود اہم۔

یعنی میں بھیر و یا شوہن۔ اور یہ اکثر پی جاتا ہے پھر اسی جھوٹے برتن سے سب پیتے ہیں۔ اور جب کسی کی عورت
یا ناشہ عورت کو بزنہ کر کے یا کسی مرد کو بزنہ کر کے ہاتھ میں تلواریں دیتے ہیں تو اس عورت کا نام دیوی اور اس مرد کا
نام ہما دیوی کہتے ہیں انکے اعضاء کے تالوں کی پرستش کرتے ہیں پھر اسی دیوی یا شیدہ کو شراب کا پیالہ پکڑا کر اسی
جھوٹے برتن سے ایک ایک پیالہ پیتے ہیں جب شراب پی کے بدست ہو جاتے ہیں تب اس عورت سے جب کو پہلو
دیوی ان کو تنہا لٹکا تھا بھلی کرتے ہیں علاوہ ازیں چاہے کوئی کسی کی بہن یا لڑکی یا ان کیوں نہ ہو جس کی جسکے
ساتھ خوش ہو اس کے ساتھ بد فعلی کہتے ہیں کبھی کبھی بہت نشہ پڑھے سے جوتے لاتے ہیں جن سے ان کی
اور مال کھینچے ہوئے اس میں لڑتے ہیں کسی کو وہاں لے آجائے تو ان میں جو کال گھڑی جی سب میں نہ ہو جاتا
گنا جاتا ہے وہ لے خند چکر کو بھی کھا لیتا ہے۔ ان سب کے بڑے سہاگنی۔ باتین میں کوا۔

اللام۔ بوج۔ ویکش۔ نئے سہاگنی۔ سیکھو۔ نشا نام گنگا۔ گرہے۔ شو۔ ورا جتے۔ کو کو

چکر ورتی

یعنی جو کال کے گھر میں جا کر بول پڑا کرے وہ دیویوں کے گھر میں جا کر ان سے بد فعلی کر کے سوئے

جو اس قسم کے کام بے شرم بے خوف ہو کر کرے۔ وہی دام مار گیون میں سب سے اعلیٰ شہنشاہ کی مانند مانا جاتا ہے۔ یعنی جو بڑا بد چلن ہو وہی ان میں بڑا۔ جو اچھے کام کرے اور بڑے کاموں سے بچ کر وہی جھوٹا ہو کر نکر پاش بدھو۔ بھوید۔ جیو۔ پاش ملتا۔ سدا شوا۔

جو دنیا کی شرم شاستر کی شرم۔ خاندان کی شرم ملک کی شرم وغیرہ قدہ دن میں مقید ہے وہ جیو اور جو بے شرم ہو کر بے کام کرے وہی سدا جیو ہے پھر سوامی دیانند یہ بھی لکھتے ہیں۔

بی۔ تو۔ بی۔ تو۔ ا۔ بنہ۔ بی۔ تو۔ ا۔ یادت۔ تینی۔ بھوتے
بہرا تھلے۔ وئی۔ بی۔ تو۔ ا۔ پسر جم۔ بندو۔ دے

یعنی ایک گھر حسین جاروں طرف طلبہ ہوں۔ ان میں شراب کی بوتلیں بھر کر رکھ دینی جاہلین۔ جو آدمی ان طاغوتوں میں سے ایک تو لے کر دوسرے طاغوت کی طرف جائے اس میں سے بی کر تیسرے کی طرف اور تیسرے میں سے چوتھے کی طرف جاوے اور رکھ کر تیسرے کی طرف پیتا جاوے کہ جیتک لکڑی کی مانند زمین پر نہ کر جاوے پھر جب نشہ اترے تب اسی طرح بی کر کر پڑے پھر تیسری دفعہ اسی طرح بیکر کر پڑے اور اٹھے۔ تو اسکا دوبارہ جنم نہیں ہوتا یعنی وہ نجات پا جاتا ہے پھر ان کے گزرتھون میں یہ بھی لکھا ہے کہ:-

مازی پونیم۔ پری تاجیہ۔ دیریت۔ سرور۔ یولی نشو۔

یعنی ایک ال کے سوا کسی عورت کو بھی بد فعلی کے بغیر نہیں چھوڑنا چاہیئے یعنی خواہ اپنی لڑکی یا بہن وغیرہ بھی کیون نہ ہو سب کے ساتھ بد فعلی کر لیٹی چاہیئے۔ ان میں سے ایک انگلی دیکھ لکھا ہے کہ

مازم۔ اپنی۔ نہ تھیت

یعنی ان کو بھی بد فعلی کے بغیر نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اور عورت مرد کے بد فعلی کرتے وقت یہ منتر چیتے ہیں:-
یو۔ نیم۔ بنکم۔ سما۔ ستھا۔ پیا۔ جیے۔ نہ منتر۔ مست۔ اندرتا۔

تاکہ ان کو کمالیت حاصل ہو جائے۔ اس قسم کے بالکل ادر پرے درجہ کے وحشی انسان بھی دنیا میں بہت کم ہوں گے۔

ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۱۳۱

مصرف یہی بلکہ سوامی دیانند لکھتے ہیں کہ ان ہی ہندوؤں میں بد چلی مارگی اور بیچ مارگی بھی دو فرقے ہیں بد چلی مارگ اولے ایک پوشیدہ جگہ زمین پر ایک مقام بناتے ہیں۔ وہاں سب کی عورتیں اور مرد بڑا رکھا۔ رکھا بہن مان ہو وغیرہ جمع ہوتی ہیں اور سب لوگ مل جل کر گوشت کھاتے ہیں اور شراب پیتے ہیں سب ایک ایک عورت

گوہر ہند کے اس کی انعام نہائی کی پستش کرتے اور اسکا نام درگا دیوی رکھتے ہیں پھر سب عورتیں ایسا
برہمنہ کر کے اس کے آئینہ تناسل کی پستش کرتی ہیں جب شراب پی کر مست ہو جاتے ہیں۔ تب تمام عورتوں
کی چھاتی کے لباس جسکو چوٹی کہتے ہیں۔ ایکسٹریٹس ملنے کے برتن میں اکٹھے رکھ دیتے ہیں۔ پھر ایکساں اور
اس میں ہاتھ ڈالتا ہے جس کے ہاتھ میں جسکا کپڑا آگے۔ وہ خواہ اس کی مان بہن۔ لڑکی اور بھوانی
کیوں نہ ہو اسوقت کے لئے اسکی عورت ہیں جاتی ہے۔ آپس میں بذریعہ کرتے اور بہت انتہہ چھنے کی عادت
جوئے وغیرہ سے اہم رطبت بھڑکتے ہیں صبح کو کچھ رات رہے پر اپنے اپنے گھر کر چلے جاتے ہیں۔ تب
مان۔ مان۔ لڑکی ملتی ہیں۔ بہن۔ اور ہو ہو ہو جاتی ہے۔ اور بیچ ماروگی عورت مرد کی مجاہدت کے بعد پانی
میں نمی ڈال کر مار پیٹتے ہیں۔ یہ باجی لوگ ایسے کو دن کو نجات کا ذریعہ ملتے ہیں اور علم غور و فکر شرافت وغیرہ
سے محروم رہتے ہیں

سیتا تھہر کا شصفہ ۳۹۲

سوامی دیانند ہندوؤں کے ایک فرقہ کا برہمن الفاظ ذکر کرتے ہیں۔

یہ لوگ مشربیتے گوشت اور شراب وغیرہ حسب دھواہ کھاتے پیتے بھوکوں کے بیچ میں میندر
خط کھینچتے ہیں کبھی کبھی کالی وغیرہ کے لئے کسی آدمی کو یا کر ہوم کر کچھ اسکا گوشت بھی کھاتے ہیں۔ جو لڑکی
بھیروی چکر میں شامل ہو۔ اور گوشت اور شراب نہ کھائے پیے۔ تو اسکو مار کر اسکا ہوم کر دیتے ہیں۔ نہیں
جو گھڑی یعنی کامل ہوتا ہوتا ہے وہ مرد انسان کا بھی گوشت کھالتا ہے۔ اجری بھیری کرنے والے باغیا
اور شراب کبھی کھاتے پیتے ہیں

سیتا تھہر کا شصفہ ۳۹۳

سوامی دیانند ہندوؤں کے ایک فرقہ کا جسکو کہ گوکھنے گوکھنے کہتے ہیں کہا جاتا ہے برہمن الفاظ
ذکر کرتے ہیں۔

"یہ گوکھنے لوگ اپنے فرقہ کو ششی مارگ کہتے ہیں۔ کھاتے پیتے تو زائد ہونے اور سب
عورتوں کے ساتھ حسب دھواہ عیش و عشرت یا بھلی کرنے کا نام ششی مارگ رکھا ہوا ہے۔ اپنے
آپکو سری کرشن ان کر سب کے سوا ہی ہونے چاہتے ہیں کہ جتنی پورانی روہین گوکھنے سے وہاں آئی ہیں
ان کے ابھارنے کے لئے ہم لیا بر شوتم پیدا ہونے میں جب تک وہ ہمارا ایشی حاصل نہ کر لیں تب
تک وہ گوکھنے میں داخل نہیں ہو سکتیں گوکھنے میں صرف شری کرشن ہی رہتے۔ باقی سب عورتیں
ہیں انکا سوال ہے کہ گوکھنے میں ہی کرشن کے بغیر کسے چلے گی چیز کر دیں۔

اسی لئے ان کے چیلے۔ اپنی عورت۔ لڑکی۔ بہو۔ اور دولت وغیرہ کو پہلے گوسائین جی کو ارپن کر لے مین۔

سموین کا احوال یہ ہو کہ جیتک گوسائین جی کی چرن سیدو این سمريت نہ ہو تب تک اسکا خاوند انہی بیوی کو نہ چھوئے اس لئے گوسائین کے چیلے پہلے اپنی اشیاء گوسائین جی کی نذر کر کے پھر خود بھوگین۔ کیونکہ اگر مالک پہلے بھوگ کر لیں تو پھر سمرین نہیں ہو سکتا۔ اول عورت وغیرہ گوسائین جی کے سمرین کر کے اس سے دوبارہ حاصل کرین جب کوئی شخص گوسائین جی کی عورت کو تاہو تب گوسائین اسکے گھر پر جا کر کاٹھ کی بتلی کی مانند بیٹھا رہتا ہے اور عورت کی طرف خوب توجہ نہ کرتا بلکہ رہتا ہے۔ اور جب کی طرف گوسائین جی دیکھیں سمجھنا چاہئے کہ اسکی طبی خوش قسمتی ہے سب عورتیں گوسائین جی کے پاؤں چھوتی ہیں جس عورت کو گوسائین جی کا دل چاہتا ہے۔ یا جیسر اسکی عنایت ہو جاتی ہے گوسائین جی اسکی انگلی پاؤں سے ربا دیتے ہیں وہ عورت اور اسکے خاوند وغیرہ اپنی خوش قسمتی سمجھتے ہیں۔ اور اس سے کہ کو خاوند وغیرہ بھی کہتے ہیں کہ تو گوسائین جی کی خدمت گذاری کے لئے جا۔ اور جہاں کیلین اسکے خاوند وغیرہ خوش نہیں ہوتے۔ وہاں کٹین سے مطلب براری کر لیتے ہیں چیلے بیاہ مین گوسائین جی کو بلا کر ان ہی سے لڑکے لڑکی کا ہتھ لیا کر لیتے ہیں۔ گوسائین جی کے جسم پر عورتیں ابٹنا مل کر اسکو غسل کراتی ہیں گوسائین جی نہانے کے بعد اپنی دھوتی غسل کے پانی میں چھوڑ دیتے ہیں اس پانی سے تمام چیلے چلیان آچن کرتی ہیں۔ خوب مصاصہ بھر کر بان کا بطور گوسائین جی کو دیا جاتا ہے۔ وہ کچھ نکل جاتے ہیں اور باقی کا چاندی کے گھڑے میں جسکو انکا چیلانٹھ کے نزدیک کر دیتا ہے بطور پیک کے اگل دیتے ہیں اس پیک کی پر سادی ٹہنی ہو۔ اگر جہالت اور غلاطت کی کوئی چیز ہے تو اس کو طرہ کر کیا ہوگی.... ہوئی کے دن میں پچکار یاں بھر بھر کر عورتوں کی اندام نہانی پر راتے ہیں۔

سیتا رتھ پرکاش صفحہ ۲۱۱-۲۱۲

سوامی دیانند ہندوؤں کے ایک در فرقہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: شکستہ اولاد کی یہ شرتی ہے کہ۔

”سہر جگ دشناں کیتی نا تر کار پور دنا“

یعنی ہزار جنگ کے دشمن کرنے سے ہی کیتی ہو سکتی ہے اسکے سولے ٹکڑی کا کوئی دوسرا لفظ

نہیں ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں ہزار عورتوں کے ساتھ بد فعلی کرنا ہی اذکار کی کہتی ہے۔ پھر سوامی دیا بند
ایسے ہندوؤں کا بھی ذکر کرتے ہیں جن کا اعتقاد ہے کہ اگر صبح کے وقت شیدائی اپنی انگ کا درشن کر لیا
تو رات کے کئے ہوئے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ دوسرے کے وقت انگ کا درشن کرنے سے عمر بھر کے اور تمام
کے وقت انگ کے درشن کرنے سے سات جنموں کے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ سیتا بھوبکاش صفحہ ۳۶
ہم نہیں چاہتے کہ اس مضمون کو زیادہ طویل نہیں۔ مذکورہ بالا چند اقتباسات جو ہم نے ہندوؤں کو مختلف
فروق کے دھرم کے پتھروں میں سے نقل کئے ہیں۔ اس بات پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی مصالح ہیں کہ ہندو قوم میں ایسے
فرقہ مرید ہیں جو ہندو شاستروں کے نام پر ہر ایک قسم کی بدعاشی و ناکاری۔ بدکاری کرتے ہیں۔ انکو اپنی
مان۔ بہن۔ بیٹی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے صحت ہی نہیں کہ کسی قسم کی شرم و حیا نہیں آتی بلکہ وہ
زنا کاری کو ہی کہتے ہیں کہ جس میں نہانے ہی سے انسان کی نجات ہو سکتی ہے۔ جو بڑی پیاری
اور ناحشہ عورتوں کے ساتھ زنا کاری کرتے ہوئے پڑے پڑے ہندو تیرتھوں کی یا تر اسے بڑھکر
اعست قراب گردانتے ہیں۔ سوامی دیا بند نے ہندوؤں کے ایسے فسادوں کا حال
بھی لکھا ہے جو انسان کی قربانی کرتا اور اسکا گوشت کھاتا ہوا انھوں نے ایسے ہندوؤں کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو
مردہ انسان کے گوشت کے علاوہ انسان کا پاخانہ اور پیشاب بھی کھاتے پیتے زن وہ بھی بتاتے ہیں کہ شند
میں ایک فرقہ دیا ہے جس کے نزدیک زنا کاری کے سولہ دوسرے کوئی عمل ذریعہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور
کبھی ہی اسی کی چوکی پر جو اپنی عمر میں ایک ہزار عورتوں کے ساتھ بد فعلی کرنے میں کامیاب ہو جائے اور
اگر بد فعلی کے اس سلسلہ میں وہ اپنی مان بہن بیٹی۔ بہن کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ تو گویا اس فرقہ کو اعتقاد
کے مطابق وہ کبھی شند تک نہیں پہنچ سکتا سوامی دیا بند نے ہندوؤں میں ایک ایسے فرقہ کا بھی ذکر کیا ہے
جو چوہلی مارگ کہلاتا ہے۔ اور جو اپنی ماؤں بہنوں۔ بہن بیٹیوں کی چوہلیوں پر لاٹری ڈال کر جسکی چوٹی
لاٹری میں نکلے۔ اسی کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ سوامی دیا بند ہندوؤں کے ایسے ویرث فرقہ کا بھی ذکر کرتا ہے
جو مرد عورت کی عبادت کے بعد خارج شدہ دریا کی گوبائی میں گھول کر پی جاتا ہے۔ سوامی دیا بند ہندوؤں
کے ایسے فرقہ کا بھی حال بیان کرتا ہے۔ جو مرد اور عورت کے عضو مخصوص کی پرستش کر کے بتائے ہیں۔ جن
کے ساتھ زنا کرتے ہیں۔ سوامی دیا بند ایسے ہندوؤں کے فرقہ کا بھی نام لیتا ہے جو اپنی عمل صحت انگ کے
درشن کرنے سے ہر کوئی نجات آتا ہے۔ وہ ایسے ہندوؤں کا بھی ذکر کرتا ہے۔ جو مرد و عورت دونوں کا

بننے کے لئے بدفعی کرتے ہوئے منتر کا جاپ بھی کرتے ہیں۔ مگر کس وقت اور کس طرح اس کے متعلق
 باہمی دیانند پر نیم لکھ سہم تھا ہے۔ لکھا ترجمہ رگید آدمی بھاشا بھوشکا میں بدین الفاظ کرتے ہیں:-
 سیکہ ذکر خور اب شرمگاہ زن داخل کردہ بہ شریعت تمام جاپ منتر مینکہ بسیار زور سدہ یا صاحب کمال
 میشود: رگید آدمی بھوشکا ہندی صفحہ ۳۹ کو سوامی دیانند نے کھلی ہندی میں ترجمہ کیا ہے مگر ہم نے
 صرف علماء کی واقفیت کی خاطر فارسی میں ترجمہ کر کے اس کی اشاعت کو نہایت محدود کر دیا ہے کیونکہ
 ہمارا کام بلکہ مذاق کی نگہداشت کرنا بھی ہے، مقصد صرف اتنا ہے کہ ہم اپنے فاضل دوست مشواجی کو یہ بتانا
 چاہتے ہیں کہ انہوں نے جو ہمارے غیور بادیا اور شریف النفس آباؤ اجداد پر الزام لگایا ہے کہ مواذا لہ
 وہ شہوت پرست تھے یا انہوں نے محض مسلمان عورتوں کی خاطر ہندو دھرم کو ترک کر کے اسلام قبول
 کر لیا تھا یہ سارا جھوٹا بہتان اور شرمناک الزام ہے۔ حالانکہ ہندو دھرم اور ہندو سوسائٹی کی مذکورہ بالا
 انگلی تصویر کو دیکھ کر جس کا سوامی دیانند نے خاک کھینچا ہے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہمارے
 آباؤ اجداد نے جو ہندو سوسائٹی ہندو دھرم کو ترک کر کے اسلام قبول کیا تھا۔ وہ کسی قسم کے شہوانی جذبات
 کی سیری کے خیال کو لیکر نہیں کیا تھا۔ بلکہ محض حق پسندی، خدا پرستی، پاکیزگی وغیرہ کو لیکر کیا تھا۔ ورنہ اگر
 ان کو شہوت پرستی کا ہی خیال ہوتا۔ تو ہندو سوسائٹی میں ان کے لئے ہر ایک مصالح موجود تھا۔ نہ صرف مصالح
 موجود تھا۔ بلکہ ہندو شائستروں نے ان کو یہ بتا دیا تھا۔ کہ کتنی مند رنگ پہنچنے کے لئے زنا کا ہی کے سوا
 کوئی دوسرا ذریعہ ہی نہیں ہے۔ جس ہندو سوسائٹی یا ہندو دھرم میں ہر ایک سعوت حتیٰ چوہری، چاری
 چندالی، ان ہیں۔ بہو بیٹی کے ساتھ مختلف فرقوں کی طرف سے شہوت رانی کے جواز میں شائستروں نے
 اور جس سوسائٹی کے مختلف فرقوں میں "سہ سہنگ در شان بستی" یعنی زنا کاری کو ہی بستی گننا لگایا ہو۔ اس
 ہندو سوسائٹی اور اس ہندو دھرم سے ہمارے آباؤ اجداد کا قطع تعلق کر کے حلقہ گوش اسلام ہو جانا ہمارے
 آباؤ اجداد کی غیرت شرافت، انسانیت، پاکیزگی، طہارت اور تقدس کی حق دلیل ہے۔ خامک جیکہ ان کو
 یہ بھی پتہ تھا کہ جس اسلام کو وہ قبول کرتے ہیں۔ اس کی یہ تعلیم ہے کہ خاص کر زنا کاری کے نزدیک مت جائز۔
 اس لئے کہ زنا کاری بدترین قسم کی حرکت ہے نہ صرف یہی بلکہ ان کو یہ بھی علم تھا کہ اسلام یہ تعلیم دیتا
 ہے کہ اگر کوئی مسلم مرد یا عورت زنا کاری کے مرتکب ہوتے ہیں تو شادی شدہ ہونے کی صورت
 میں ان کو سنگسار یعنی قتل کر دینا اور اگر غیسر شادی شدہ ہوں تو ان میں

سے ہر ایک کی تنگی چھٹھ پر ہر عام ایک ایک سو کوڑے رو اور ایک سال کے لئے خارج البار
 کرو نہ صرف یہی بلکہ ہمارے آباؤ اجداد کو یہ بھی علم ہو چکا تھا کہ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ منہ مری کسی غیر عورت
 کے چہرہ کو نہ دیکھے اور عورت بھی جب باہر جائے تو اپنے چہرہ پر نقاب ڈال کر چھ مہر اور عورت دونوں ایک
 دوسرے کی طرف آنکھ اونچی نہ کریں۔ جس اسلام نے صیانتہ الفروج کی ایسی اعلیٰ تعلیم دی ہے۔ اور قدم
 قدم پر وہ محفوظ فرما دیا یعنی اپنے جسم کے تمام سوراخوں کی حفاظت کرنے پر زور دیا ہو۔ اس کے
 متعلق آج شرابی کا یہ لکھنا کہ ہمارے آباؤ اجداد نے محض شہوت پرستی یا عورتوں کی خاطر ہندو دھرم یا ہند
 سوسائٹی کو تباہی دیدی تھی کہ قدر شرمناک جھوٹ اور ہمارے آباؤ اجداد کی عزت ننگ دانا موسس
 ان کے تقویٰ طہارت ان کے نہرو و ترین پر بدترین قسم کا ہنسنا گمراہی ہے۔ حالانکہ مذکورہ بالا آیتوں کو
 مد نظر رکھتے ہوئے جو کہ سوامی دیناند نے ہندو دھرم اور ہندو سوسائٹی کے متعلق طشت از بام کئے ہیں
 ہر ایک سمجھنا شخص بڑی آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ہم ہندی مسلمانوں کے آباؤ اجداد
 اگر شہوت پرست ہوتے۔ یا شہوت راتی کے گرویدہ ہوتے۔ یا ان کو عورتوں کی ہی ضرورت ہوتی تو وہ کسی
 صورت میں بھی ہندو سوسائٹی یا ہندو دھرم سے قطع تعلق نہ کرتے۔ اس لئے کہ سوامی دیناند کی تحقیقات
 کے مطابق ہندو سوسائٹی کے مختلف فرقوں نے اپنے اپنے شاستروں میں لذت الفروج کو پس کئی نہ مانتے ہوئے
 اپر حقیقت عمل کیا ہے یا کرتے ہیں وہ ایک شہوت پرست انسان کو گرویدہ رکھنے کے لئے کافی سے زیادہ
 ہو۔ لیکن واقعات کی موجودگی میں ہمارے فاضل دوست شرابی کا ہمارے آباؤ اجداد پر جنھوں نے کہ
 ہندو دھرم کو ترک کر کے اسلام قبول کیا تھا۔ شہوت پرستی یا دنیا پرستی کا ازام نکالنا تھا جھوٹ اور ہنسنا گمراہی
 شرارت ہو ایسے خوفناک جھوٹ کی باہوش میں اگر مرنے کے بعد ان کو تعزیرات سنو۔ ان کے مطابق کسی پلید
 ترین کپڑے کی جون میں جانے کی سزا ہے تو ان کو بھگتنی ہی پڑے گی۔

چھٹی فصل

ہمیشی

فاضل ہمیشہ شرابی نے ہمارے آباؤ اجداد کے ہنسنا گمراہی پر جو یہ نہایت دل چڑھا رہا تھا
 ازام نکالنا ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد ایسے شہوت پرست تھے کہ جن عورتوں کی خاطر ہندو دھرم کو ترک کر کے

ان ہو گئے تھے۔ اس کا تصور اساج اب ہم سوانی دیا نند کے الفاظ میں دے چکے ہیں۔ اب ہم
 بات پر غور کریں گے کہ حسین زمانہ میں چاروں آباؤ اجداد نے ہندو یا ویدک دھرم کو ترک کر کے اور ہندوؤں
 سے تعلق کر کے اسلام قبول کیا تھا۔ اس زمانہ میں ملک کے باشندوں کی اخلاقی حالت کمان تک گر چکی
 تھی۔ جرم اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں لکھیں گے بلکہ ہم سوامی دیا نند کی ہی سند پیش کریں گے۔ چنانچہ سوامی
 دیا نند لکھتے ہیں :-

شیتے ہیں کہ اس ملک میں گورکھ پور کا ایک راجہ تھا۔ پو پون (پنڈتوں) نے میگہا کر یا اور اس کی
 پیاری رانی کا ساگم (دوڑی) لکھوڑے کے ساتھ کر لیا جس سے وہ مر گئی۔ اس پر وہ راجہ دیا جھوڑا سلطنت اپنے
 راجے کو سونپ سادہ ہو کر پو پون (ہندو برہمنوں) کی نلی کھولنے لگا۔ سیتا رتھ پر کاش صفحہ ۳۲۳ :-

سوامی دیا نند کا مذکورہ بالا تصدیقات اس (برہمنی تیز رقی روشنی پتی) کہ حسین زمانہ میں آباؤ اجداد نے ہندوؤں اور
 ہندو دھرم کو قطع کر کے کیا تھا۔ اس زمانہ میں صرف برہمنوں کی ناکاری کو ہی ذریعہ نجات مانا جاتا تھا بلکہ اس کا اعلان اس ملک
 میں دلی الہام پر بھی حکم کھلا اعل کیا جاتا تھا اور اسکے جوازمین دینسترون کو پیش کیا جاتا تھا چنانچہ سوامی دیا نند فرماتے ہیں
 "جا ر غور است کہ ہاشمی یعنی زن بچان بدست خود کیر فرس دار گنتہ با فرس صحبت کند و از غریبان
 ہاشمہ سخریہ کردن ہر آئینہ فعل دام مار گیان است بچ کس بجز این جا با پی دام مار گیان شرح دید جان غلط
 دوا اپنیات خواہ کرد۔" سیتا رتھ صفحہ ۳۵۰

ہاشمہ کا ترجمہ سوامی دیا نند کے اردو سیتا رتھ پر کاش صفحہ ۳۵۰ پر "عالی حوصلہ خاوند کیا گیا ہے۔"
 (اس لحاظ سے "ہاشمی" کا ترجمہ "عالی حوصلہ سوامی" سمجھنا چاہیے۔)

سوامی دیا نند کے ہی بیان سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ دلی الہام یا دلی الفرس کی تائید و جواز میں بدھ
 کے منتر پیش کیے جاتے تھے۔ سوامی دیا نند ایسے پنڈتوں اور اچارچوں کو دام مارگی اور ہابانی کتا ہو کر گذرہ
 چنبو تھے برہمن تھے۔ پنڈت تھے۔ اور ویدوں کے منتر تھے دلی الہام کے جوازمین وہ جن دینسترون کو پیش
 کرتے تھے۔ ان میں سے چند ایک کو سوامی دیا نند نے اپنی کتاب رگریہ آدی بھاش جھوڑا میں کیا ہے جو جھین سے
 ایک ہے۔ گنتہ نام، ثواب گنن تم، ہولہ ہے۔ پر یا نام تو وہ پر یہ تم ہو اور جو دلی نام تو دلی نام ہے۔
 اہم جھان بگر جھوڑا دم جائے۔ گرجھوڑا بگر جھوڑا۔ ۳۲۴

سوامی دیا نند نے اپنی کتاب رگریہ آدی بھاش جھوڑا صفحہ ۳۲۵ پر اس دینسترون کو درج کر کے اس کا وہ

سنسکرت ترجمہ بھی درج کیا ہے۔ جو پہلے ہندو پنڈت ہمدھرا چارج نے کیا ہے۔ سوامی دیانند نے اسکا ہندی میں بھی ترجمہ دیدیا ہے۔ اس مترین ہمدھرا چارج نے کن جی کا ترجمہ گھوڑا کیا ہے فرماتے ہیں کہ گیکہ شا لاسین ہاشی یعنی بجان ہاشے کی عورت گھوڑے کے پاس سوئے اور بیٹی ہوئی گھوڑے سے کہے۔ کہ۔

”یہ اشو۔ گر بھدھار کم۔ ریتہ۔ اہم نے کرشیہ۔ کھشیا می۔ قوم۔ جہ گر بھدھم ریتہ۔ اگر سشیہ کھشیا می۔“

بھومکا کے اردو مترجم نے اسکا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ ہم رد اوق الفاعلین اسکو پیش کرتے ہیں لے فرس ایچوا ہم کہ مارک کہ باعث استقرار حل سستہ بہتہ خود گیکہ۔ تہنہ کرنا بہ رحم من بہ اندازہ در حقیقت ہمدھرا چارج نے ویہ مترین جو الفاعل عورت کے منہ سے گھوڑے کو مخاطب کر کے کھولے ہیں وہ بڑے ہی خطرناک ہیں۔ سوامی دیانند دوسرا متر یہ پیش کرتے ہیں۔

”۱۲ اور بھو۔ جیترایہ اسبیر ساساوا۔ سورگے۔ ہو کے۔ بدور لون۔ اور چا تھا م برشا داچی۔ بر جومو ریتو دھا تو۔“

بجوید چلا

اس مترین بھی ہندو دھرم کے آچارج و بھتہ نے ”برش داچی“ کا ترجمہ نسل کشی کرنے والا گھوڑا یا اسطبل کا سانڈھی کیا ہے۔ اور جیترایہ اسے مراد وہ ہاشی۔ یعنی بجان ہاشے کی عورت اور گھوڑا لیتا ہے۔ مگر سوامی دیانند راہر اور رحیت یا استاد اور شاگرد یعنی کرتا ہے۔ ہمدھرا کتاہم کرتا مترین ”برشا داچی“ کے معنی ”اشو ششتم استھہ کرستہ“ ہے یعنی فرس الذی ایوہ قاعدہ“ ایسے گھوڑے کے ساتھ ہاشی یعنی ہاشے کی عورت کیا کہے۔ ہمدھرا کتاہم۔ ہاشی سوئم۔ او۔ اشو ششتم اگرشیہ سوامی ناؤ۔ سٹھا پیتی۔“

سوامی دیانند نے اسکا ترجمہ اردو میں بھی دیدیا ہے۔ مگر ہم اسکو اوق فارسی میں یوں پیش کر چکے ہیں ہاشی بہت خود گیر فرس را اگر قتبہ بہ رتہ خود قائم کند

گیان غالب یہ کہ ہاشی کو تمام خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے ان ہندو پنڈتوں نے بقول دیانند جیون۔ بریمون نے منروا سے طریقہ ایجاد کے ہوئے اور ایسے پہاڑ بھی ڈھونڈ سچوئے کہ جن پر چل کر کے ہاشی تمام خطرات سے محفوظ رہتی ہوئی کامیابی کے ساتھ وہی فرس رکھ سکتا ہو۔ چنانچہ

اس معاملہ پر ہندوؤں کے آچارج ہیدھرنے بھوید کے مفصلہ ذیل منتر کا ترجمہ کر کے کسی قدر بدستنی
الی ہے۔

اُت سکتھیا۔ اب گدم۔ مے ہی۔ سم۔ انجم۔ چار یا۔ درشن بستی نام۔ جیو بھو جانا۔ بھوید ۱۲
سوامی دیانند نے رگ وید آدی بھاش بھوگا صنف ۳۶۰ پر ہیدھر کے سنسکرت ترجمہ کو درج کر کے اسکی

ہندی بھی کر دی ہے۔ مگر من چندھلار کی واقفیت کی خاطر اسکا عربی میں ترجمہ دے دیتے ہیں :

یجھان یخاطب الفریض قائلایا فرس القی لفظتک فی استامرام فی القی سرفعت ساقیھا
وادخل ایرک فی عضو مخصوصھا اعنی یز ابتھج وتنضربہ السوء وتسللنھن من خواھا
فیھا فالق ذاک لا یرک فی فرجھ امراتی۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زائد قدیم میں جاشی کی قسم کی عالی حوصلہ عورتیں موجود تھیں تہذیبات
ہند کی دفعہ ۳۷ کی غلات و رزی کہیں لگ بھب کر نہیں کرتی تھیں۔ بلکہ یہ نسل سب کی موجودگی میں کیا جاتا
تھا اور اس فعل کے کرتے وقت جاشی کا خاوند یعنی یجھان جاشے خصوصیت سے باہیں کھڑا رہتا تھا۔ اور
وہی گھڑے کو اس فعل کے لگتا بھی کرتا تھا اور گھڑے کی خصوصیت سے رہنائی کرتا تھا تاکہ گھوڑا کسی
غلط راستہ کو اختیار نہ کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان قدیم میں یہ فعل سائنس کے درجہ تک پہنچی
ہوا تھا۔ اور اس کے خاص قواعد و طریقے ہوتے تھے جیسا کہ سوامی دیانند نے بھی گرجکھور کی رانی کا گھوڑے
سے واپس کرنے کا حالہ دیا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ جاشی اپنی بچاؤنوں کی عورتیں وطنی الفرس کرتی ہوتی دکھائی
گئی ہیں۔ بلکہ وہ منتر وں سے یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ گیدہ شالاکے اندر گیدہ کرنے والے ہندو کیا کاروائی
کیا کرتے تھے۔ چنانچہ سوامی دیانند نے اپنی کتاب رگ وید آدی بھاش بھوگا صنف ۳۷ پر یہ منتر درج کیا ہے :
یہ ویراسو۔ لام۔ گن۔ پر۔ ڈھٹی۔ من۔ ما۔ دشو۔ سکتھنا۔ وے۔ دشو۔ ناری۔ سیتہ۔ اسیہ

اکھشی۔ بھود۔ تھنا۔ بھوید ۱۲

اس وید منتر کی جو تفسیر پرانے ہندو صیدھر آچارج نے کی ہو سوامی دیانند نے اسکا اپنی کتاب
میں درج کر کے اسکا ہندی میں ترجمہ دیا ہے۔ کہ یہ سراج کے لیڈر باونہال گھنے رگ وید آدی بھاش
بھوگا کا اردو میں ترجمہ کرتے ہوئے اس منتر کا فارسی میں ترجمہ کیا ہو گا کہ ہمارا ادا بیک مذاق پر
کسی قسم کا اثر ڈالنا نہیں ہو بلکہ بیک مزاج کی نگہداشت کرنا ہے اس لئے ہم اردو یا ہندی تو بیک

ہم فارسی میں بھی اسکا ترجمہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ بلکہ مدد سے چاہئے۔ اے میں ہم اسکا ترجمہ عربی میں پیش کرتے ہیں۔

یکثیر شاہ اذا العمال یفعلون فی بیت السرور ویتمازحون ویدل لرون ویرقصون۔
ایر القریس یوالج فی فوج المہاشی وغلا ویل العالی یوالجون فی فوج النسوة اتی
فی بیت السرور اذا انتشر الذاکر فی صیور۔

کنول کڑا۔ کمثل بقولان اذا اجتمع الرجل والمرأة فتمتسم الذنوب تنجید۔ گیسے نکال کے اس نظارہ سے
بڑھ کر حیا سوز نظارہ نمایاں کر کے نہیں ہو سکتا تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۲۰ تو اس کے طرف وید منتر کے اس ترجمہ
میں تو برائے ہندو آج پرچے نشر و حیا۔ اخلاق و مذہب غیرت و محبت غرضیکہ ہر ایک چیز کو نہایت سید و دی
سے مذبح کر کے ویدک گیسے نکال میں ڈھیر کر دیا ہے۔ کچھ ہی ہوتے پرانا پندت و وید میں جس قسم کی تعلیم دیکھتا
ہے۔ اسی کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اپنی تفسیر لوگوں کے ہاتھ میں دیدیا ہو۔ وید و لوگ ویدوں کی اس تعلیم کو
دیکھتے ہیں۔ تو ان میں سے جو سیدھے ہندو ہیں۔ وہ ان ویدوں سے منکر ہو جاتا ہے۔ مگر جو خیال کرتا ہے کہ ویدوں
میں جو کچھ تعلیم ہو۔ وہ درست ہے اور کسی چیز میں غلطی نہ ہو۔ وہ طبقہ اس پر عمل بھی کرتا ہے۔ چنانچہ خود ملی وید
نے تعلیم کیا ہے کہ ہندو ہندو تو ان بابر ہندوں نے گوکھپور کے راجہ کی رانی کا گھوڑے سے ساگم کر لیا یا کھل سکن
بچے کہ بقول مہامی دیانتہ گوکھپور کے راجہ کی رانی کا گھوڑے کے ساتھ مقبرہ قواعد کے مطابق ساگم نہ کرنے کی
وجہ سے ہلاک ہو گئی ہو۔ مگر اس سے آنا جیتہ تو لگ گیا کہ اس زمانہ کے ہندو فقہانے وطن ابھاسم کاجہ پر ویدوں
میں سے ثابت کر کے اس پر عمل شروع کر دیا تھا۔ مہامی دیانتہ ستیا رتھ پر کاغذ صفحہ ۵۰ پر تعجب کا اظہار کرتا
ہو کہ فقہانے کہ عورت سے گھوڑے کا محبت کروانا دام دار گیون کے سوائے کسی کلام نہیں سکن ہے دام
دار گیون نے اپنے اس جہاد کے لئے آگنی۔ وایو اور اکتیہ یعنی سورج و چاند و دیگر دیوتاؤں کی مثال کو بد نظر کیا
ہو اس لئے کہ شت پتھ برہمن میں جہاں جہم کہ انگریزی کتب مقدسہ شرق کی جلد یا نہ ہم صفحہ ۲۵۲ پر موجود
ہے۔ اور جہاں اقتباس میکٹافلڈ صاحب ایم۔ اے۔ ڈی۔ ڈی نے اپنی انگریزی کی کتاب بنام ویدوں کے
جہن صفحہ ۲۱ پر دیا ہے۔ اس میں یہ ذکر آتا ہے کہ پہلے پہل پر عورتی اکیلا ہی تھا اس لئے وہ لوگ وید کا پیدا
کرنے چنانچہ اس نے آگنی۔ وایو۔ آدیتہ وغیرہ دیوتاؤں کو یہ اکیلا اس کے لئے اس لئے اپنے خود کو پیرک
سے گلے کو پیدا کیا آگنی دینا نے جب گلے کو دیکھا تھا اسکا دل لالچا لالہ اس نے سچا کر میں کے ہاتھ

تہ چنانچہ وہ اسکے ساتھ مل بیٹھا۔ اور اسکا نطفہ گائے کا رو دھرن گیا یہی وجہ ہے کہ جب تک گائے کو عمر تری
 گئی کا وہ نطفہ اس میں پکنا رہتا ہے۔ گائے کا وہ سیاہ رنگ کی ہو۔ خواہ سرخ۔ خواہ سفید مگر اس کا رو دھ
 بننے آگ کی طرح چمکتا ہو اس سفیدی ہی ہوتا ہے اس لئے کہ یہ گئی کا نطفہ ہے۔ اب دیکھو تو ان میں جھگڑا پیدا ہوا
 نائے کا رو دھ پہلے کس کو چڑھایا جائے۔ گئی نے کہا کہ مجھے چڑھایا جائے۔ واپس نے کہا مجھے سوچنے کے لئے
 مجھے چڑھایا جائے۔ مگر وہ کسی بات پر متفق نہ ہو سکے۔ آخر انھوں نے کہا کہ اگر ہم اپنے باپ پر جا پستی سے فیصلہ
 کروائیں۔ چنانچہ وہ پر جا پستی کے پاس گئے پر جا پستی نے کہا کہ چونکہ یہ گئی کا نطفہ ہے اس لئے پہلے گئی کا حق ہے
 پھر سوچ کا پھر واپس کا وغیرہ وغیرہ قحب مہین کہ بہن گرتھوں کے ایسے قصوں سے ہی ہندوؤں کو وسیع
 جیسے فقہانے ویدوں کے منتروں سے وعلی الہام ثابت کرنے کی کوشش کی ہو۔ سوامی دیانند نے اس قسم کے
 ہندو اچار جن کے برہمنے اڑائے ہیں۔ مگر اس بات کا کیا علاج ہو سکتا ہے کہ جس زمانہ میں ہمارے آباؤ اجداد
 نے ہندو دھرم میں اس قسم کی وعلی الہام کی تعلیم کو عمل میں آتے دیکھ کر ہندو دھرم سے قطع تعلق کیا تھا۔ اس
 زمانہ میں سوامی دیانند موجود نہیں تھا۔ مگر ہندو دھرم کے متعلق ہمارے آباؤ اجداد میں تعجب پر پہنچے تھے۔ وہ
 بالکل درست تھا چنانچہ اس سے بہت عرصہ پیشہ چارواک کے عالموں نے جو سحرکرت کے بڑے اعلیٰ درجہ کے
 نہت تھے ویدوں کے متعلق یہ فتویٰ دیدیا تھا کہ:-

ترویہ وید سے کرنا روہ بھائیٹ دھورت۔ نشا چرا۔ شوسہ۔ یا تر ہی مشن۔ پتی مگر ہم پر کیرتی تہ
 سوامی دیانند نے اس فتویٰ کو اپنی آرزو ستیارتھ پر کاش صفحہ ۴۹ پر نقل کیا ہے۔ ہم اسکا ترجمہ
 فارسی میں کرتے ہیں۔

این تعلیم دید کہ ہمیشہ کیر الفرس را بدست خود گرفتہ با فرس صحبت بکنند کردن کار زندگان گیر بافتن کار
 ہمیشہ بدعاشی است ازین معلوم ہے شود کہ مصنفان وید بھائیٹ دھورت و نشا چر یعنی سحر بدعاشی و جشی بودہ
 ستیارتھ پر کاش آرزو صفحہ ۴۹

ویدوں کے مصنفین کے بارے میں چارواک کے عالموں کا ذکر کہ بالا فتویٰ بہت سخت ہے۔ مگر ویدوں
 کا غلط ترجمہ کرنے کی وجہ سے سوامی دیانند کے نزدیک پوانے ہندو نہت و دام مارگی ہیں لیکن ویدوں کے علاوہ
 دوسرے گرتھوں کے مصنفین کے بارے میں سوامی دیانند صاحب فرماتے ہیں
 بھاگرت میں لکھا ہے۔ رتھو کی ان سے کوئی پیدا ہوا۔ اس کو تول سے پرہا کے وہ ہنہ باؤن کے اگر تھے

سودہ بھور اور بائیں باؤن کے انگوٹھے سے دست رو باندھنی۔ ان سے دل پر چاٹتی ہوئے۔ ان کی ۱۳ رگیوں کی شادی کیٹھنپ سے ہونا لگھنی جز۔ ان میں دتی کے پیٹ سے ویت۔۔۔۔ اور سر کے بطن سے کئے لگیدز وغیرہ اور دیگر عورتوں کے بطن سے اٹھنی لگھڑے۔ اونٹ گدھے بھینسے گھاس بھوس اور ببول وغیرہ کے درخت کاٹھن سمیت پیدا ہوئے۔ دھارے وان بھاگوت کے بنانے والے نالی بھگدو کیا کمانا بھگدو کو ایسی بھوٹی بائیں لکھنے میں ذرا بھی خرم و عیانہ آئی محض اندھا ہی بن گیا۔۔۔۔۔ اور جس پر ان لوگوں کی بنائی ایسی سخت نامکن پیدا ہو جس نے کو دنیا کو ابھی تک مخالط میں ڈال رکھا ہے۔ بطن ان پر سہ درجہ کی بھوٹی باؤن کو سہ اندھے پوپ اور باہر اندر کی بھوٹی آنکھوں والے ان کے چلیے سینے اور راستے ہیں۔ بڑے ہی قحبہ کی بات ہو کہ یہ انسان ہیں اور کوئی ان بھاگوت وغیرہ پر انون کے بنائے والے پیدا ہوتے ہی کیون نہ ہم ہی میں ضائع ہو گئے لیکن پیدا ہونے کے وقت سر کیون نہ گئے تاکہ وہ ان گناہوں سے بچتے اور ملک آریہ ورت ان مصیبتوں سے بچ جائے۔

سینا تھ پرکاش صفحہ ۳۷

سوامی دیانند ان ہندو شاستروں سے اور ان کی تعلیم سے اور ان کے بنانے والوں سے جن پر کہ مڑیہ ہندو دھرم کی بنیاد ہے۔ بہت برا فرقہ ہمد ہے ہیں۔ مگر ذرا آگے چلیے سوامی دیانند دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

”برہمنوں نے سچا کہ اپنی روزی کا بندوبست کرنا چاہیے۔ یہ صلاح کر کے وہ سب کو اپدیش کرنے لگے کہ ہم ہی تمہارے ممبر و ہین ہماری خدمت کرو گے تو کئی ملکی اور نہ جنم میں جاؤ گے بھلا ایسے عقل۔ نفس پرست فریبی عیاش اور ادھر سوئے اور جاہلوں پر عالموں کے اوصاف کیا کھٹ سکتے ہیں۔ مگر جبے کشتری وغیرہ نے علم ہو گئے تو ان برہمنوں نے ان کے سامنے جو جو گپ اپنی اور جنم نے سب ان کی جب ان برہمنوں کو عقل کے اندھے اور گانچھ کے پورے مل گئے تو ان کے لئے حیش و عشرت کا باغ کھل گیا۔ یہاں تک کہ گئے گئے کہ ہاری خدمت بغیر دیو پر کسی کو نہیں مل سکتا۔ ان سے پوچھا جائے کہ تم کس لوگ میں جاؤ گے تمہارے کام تو گھنیزک میں جنم میں پڑنے کے ہیں تم کڑے کوڑے اور پٹیلے وغیرہ بنو گے۔ تم برہمن نہیں ہو۔ بلکہ دیو جو دغا و فریب سے دوسرے کو گھٹ کر اپنا عقیدہ نکالنے والے کو پوپ کہتے ہیں۔“ سینا تھ صفحہ ۳۷

سوامی دیانند نے ہمارے خراجی کے بھائیوں نہیں برہمن کے متعلق ہے عقل نفس پرست فریبی عیاش

ادھر می یعنی بیدین اور جاہل وغیرہ جو الفاظ اہتمام کے ہیں۔ وہ اس قدر سخت ہیں کہ ہم خود بھی ان کو ناپسند کرتے ہیں۔ اور ہندو دھرم کے موجودہ پورا لون وغیرہ گرتھوں کے مصنفین کو تو سوامی دیانند نے جس طرح لال بھکڑ بھکڑے بے حیائے شرم اندھے۔ بوب وغیرہ الفاظ میں یاد کیا ہے اور جس قسم کی ان کے لئے پیدا ہونے سے پہلے جو میں ہی ہلاک ہو جائیگی بردعا کی ہے ہم اس کو بھی بڑا سمجھتے ہیں۔ ہم سوامی دیانند کے ان سخت اور نامالام الفاظ کو یہاں پر کبھی نقل نہ کرتے۔ اگر ہم کو اپنے آباؤ اجداد کے تنگ و ناموس پر نگلے گئے اگر شرم برہمن کے الزامات کا جواب دینے کی مجبوری پیش نہ آتی اب معاملہ بالکل صاف ہو گیا ہے۔ یعنی ہم کو تہہ لگ گیا کہ ایک طرف تو دیکر زمانہ کے لکیر کرنے والے پنڈت یا برہمن دیدوں کی تفاسیر میں یہ کیہ تالاکے اندر بدترین قسم کی حیا سوز حیوانیت کے افعال کرتے ہوئے دکھائے گئے ہیں دوسری طرف مہاشی یعنی ان مہاشوں کی مستورات کو طی الہام میں مصروف دکھایا گیا ہے اور یہ سب کچھ ویدوں کے مطابق بتایا جاتا تھا ادھر ہم چارواک کے عالموں کو دیدوں کے مصنفین پر بھلائی و عورت اور نشا چہرہ پر نیکانترے لگاتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ادھر سوامی دیانند دیدوں کے برائے مفسرین یا مجتہدین پر دام مار گئی اور ہا با پی کا فتوے لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان سب سے بڑھ کر سوامی دیانند موجودہ ہندو دھرم کے گرتھوں کے مصنفین اور پجھون کو لال بھکڑے شرم بے حیائے عقل نفس پرست فریبی حیا ش بیدین۔ جاہل۔ ٹھک کے گئی دعا باز۔ گھور رک یعنی جہنم میں جانوروں کی طرح کھڑے بننے والے بتلار ہے ہیں اور لوگوں کو ایسے گرتھوں اور ایسے دھرم کو چھوڑنے کی تعلیم دے رہے ہیں۔ جب ہم اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں تو ہمارے آباؤ اجداد اس قدر دور اندیش۔ عقلمند۔ خدا پرست۔ حق پسند اور راست شعار تھے کہ انھوں نے اپنی دینی اور دنیوی فلاح و بہبود اسی میں سمجھی کہ اگر تمام فواحشات قطع تعلق کر کے مسلمان ہو جائیں۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے۔ ہمارے ایسے محقق آباؤ اجداد پر شرمائش کا یہ الزام لگاتا کہ انھوں نے بغیر تحقیق محض لالچ کی خاطر ہندو دھرم کو ترک کر دیا تھا کہس قدر خطرناک جھوٹ بڑی

ساتویں فصل

دشنامہ

جس زمانہ میں ہمارے آباؤ اجداد نے ہندو دھرم کو ترک کر کے اسلام قبول کیا تھا اس زمانہ میں اور اس سے بہت عرصہ قبل اس کتاب کی جس قسم کی حالت تھی۔ اس کا تذکرہ اس نقشہ مہاشی کے مضمون میں

دکھا آئے ہیں اب ہم اس بات پر بحث کریں گے کہ کیا اس زمانہ کے بعد اس ملک کی مذہبی حالت میں کچھ ترقی ہوئی۔ ہمیں اس بات پر بحث کرنی کی اس لئے ضرورت ہے کہ آج کل ہمارے کان میں چاروں طرف سے یہ آواز آرہی ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو جبکہ آباء اجداد نے تلواریں ڈالیں۔ نذر زمین کے لالچ میں ہندو دھرم کو ترک کر کے اسلام قبول کرنا تھا ان کو ازسہ نوہند و بنالینا چاہیے اگر چہ اسے بزرگوں کے زمانہ کی نسبت آج کل کے ہندو دھرم نے کچھ ترقی کر لی ہو تو ہمیں یقیناً اس سلسلہ پر غور کرنا پڑے گا مگر ہم اس بات کا یہ کہہ کر دنگا میں اس کے لئے یہی مناسب ہو کہ ہم ایک دفعہ پھر سوامی دیانند کو شہادت کے کٹھرے میں کھڑا ہونے کی تکلیف دیں۔ اس لئے سوامی دیانند ہمارے فاضل دوست غرضاجی کے نزدیک ایک نہایت ہی معتبر گواہ ہیں اور وہ ان کے نزدیک ایک غلط کامی انسان اور موجودہ زمانہ کا چاراج اور ہندو قوم کا بھارت دہندہ ہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ سوامی دیانند اس زمانہ سے صدیوں بعد پیدا ہوا ہے جبکہ ہمارے آباء اجداد نے ہندو دھرم ہندو قوم ہندو دھرم کو ہندو دھرم سے جدا کر دیا تھا۔ ہندو دھرم کو خیر باد کہہ کر اسلام قبول کیا تھا یہ کام صحیح صحیح پتہ لگانے کے لئے کہ آیا ہمارے آباء اجداد نے مذکورہ بالا تمام باتوں کے متعلق جو فیصلہ کیا تھا۔ وہ درست تھا یا غلط۔ ہم سوئیس صدی کے بہترین کل بھوشن ہندو قوم کے خطبات دہندہ آریہ سماج کے بانی شری سوامی دیانند کی کتابوں کو سن کر کاہل بھرتی بننے کے لئے قلم بند کرتے ہیں چنانچہ سوامی دیانند فرماتے ہیں:-

ا۔ بھارت و دیگر پورائوں کے بنائے والے پیدا ہوتے ہی کیوں نہ رحم میں ضائع ہو گئے۔ یاد رکھو ان گناہوں سے بچے۔ سیتا تھ پکا شمس صفحہ ۴۷۔

۲۔ ان کے دھرم کی چھوٹی باتوں کو دے اندھے پوپ اور بہنیں اور باہرائے کی چھوٹی باتوں والے اللہ کے چھوٹے ساگر (دشت) اور آنتے ہیں تعجب کی بات ہے کہ یہ لوگ انسان ہیں انکے اور صفحہ ۴۷

۳۔ راہ سے راہ بھارت کے بنائے والے ہلکا کیا کیا کتا جھک کر ایسی چھوٹی باتیں لکھتے

نہ بھی حیا اور شرم نہ آئی محض اندھا ہی بن گیا صفحہ ۴۷

۴۔ برہمنوں نے سوچا کہ اپنی روزی کا بند و بست کرنا چاہیے۔ یہ صلاح کر کے وہ سب کو اپریش کرنے لگے کہ ہم ہی تمہارے مبدو ہیں ہماری خدمت کرو گے تو کتنی ملے گی۔ اور جنہم میں جاؤ گے وہ جلا سے بے عقل نفس پرست فری حیاش۔ ادھر می رسید ہیں اور جالوں پر جالوں کے اوصاف کی گھٹکتی ہوئی

۵۔ جب ان برہمنوں کو عقل کے اندھے اور گائٹھ کے پورے (چیلے) مل گئے تو ان کے پریش اور عشرت کا باغ کھل گیا۔ صفحہ ۳۱۶

۶۔ برہمن کھنے لگے کہ ہماری خدمت کے بغیر ہر شے کسی کو نہیں ملتا۔ پوچھنا چاہیے کہ تم کس لوگ میں جاؤ گے۔ تمھارے کام تو گھور رنگ یعنی جہنم میں پڑنے کے ہیں تم کیڑے کوڑے اور پتنگے وغیرہ بنو گے۔ صفحہ ۳۱۶

۷۔ تم برہمن نہیں ہو۔ بلکہ پوپ ہو۔۔۔۔۔ دغا فریب سے دوسرے کو ٹھگ کر اپنا مطلب بھالنے والی کو پوپ کہتے ہیں۔ صفحہ ۳۱۶

۸۔ پھر وہ پوپ لوگ (برہمن) اپنی اور اپنے پاؤں کی پوجا کرنے اور کہنے لگے کہ اسی میں تمھاری بہتری ہو۔ جب یہ لوگ (ہندو) انکے بس میں ہو گئے۔ تب غفلت اور نفس پرستی میں غرق ہو کر گر پڑے۔

۹۔ دیکھئے ان گہر گندہ پوپوں (برہمنوں) کی سیلا۔ صفحہ ۳۱۹

۱۰۔ جینیوں نے وہ وغیرہ کی جتنی کتابیں پائیں۔ انکو تلف کر دیا۔ ان کے اصولوں کو بھی برباد کیا۔

۱۱۔ آریوں پر حکومت کا زور چلا۔ اور انکو تکلیف بھی دی۔ صفحہ ۳۲۲

۱۲۔ اچھر وغیرہ مورتی پوجا کی بنیاد جینیوں سے چلی۔ صفحہ ۳۲۲۔

۱۳۔ شکر آچارج کے وقت میں جینی ہلاک ہوئے۔ اب جتنے بت جینیوں کے ٹوٹے ہوئے بھٹکتے ہیں وہ شکر آچارج کے وقت میں ٹوٹے تھے۔ اور جو بغیر ٹوٹے ہوئے بھٹکتے ہیں وہ جینیوں نے زمین میں کاڑھے تھے کہ توڑے نہ جائیں۔ صفحہ ۳۲۵۔

۱۴۔ پھر ان نام مارگی اور رشیوں نے صلاح کر کے بھگ لنگ کو قائم کیا جسکو جلد ہری اور لنگ کہتے ہیں اور اس کی پرستش کرنے لگے۔ ان بے شرموں کو ذرا شرم نہ آئی کہ یہ مکروہ کام ہم کیوں کر توڑیں۔ صفحہ ۳۲۵

۱۵۔ اسی اچھر وغیرہ بت پرستی اور بھگ لنگ کی پرستش میں نجات ماننے لگے۔ صفحہ ۳۲۵

۱۵۔ برہمنوں نے صلاح کی کہ جینیوں کی مانند اپنے بھی اوتار۔ مندر۔ مندر مورتی اور کتھا کی کتابیں بناویں۔ چنانچہ اوتھوں نے جینیوں کے ۲۴ تیر شکروں کی مانند ۲۴ اوتار مندر اور بہت بنا کے۔ صفحہ ۳۲۵

۱۶۔ ایک شخص ٹٹھ کوپ اسی کجی توہ میں پیدا ہوا تھا۔ اس سے دیشومت تھوڑا سا چھلا۔ آکر

منی داہن بھنگی خازان میں پیدا ہوا صفحہ ۳۴۰۔

۱۷۔ شیوون نے شیوپران رشاگتوں نے دیوی بھاگرت ویشوون نے وشنوپران وغ
بنائے ۱۰۰۰۰۰ ان کے باہمی جیسے جھگڑے ہیں ویسے ہی پورانوں میں بھی کچھ ہیں صفحہ ۳۴۰۔
۱۸۔ دیوی بھاگرت میں شری ایک عورت کی تھا لکھی ہوئی اسی نے سب دنیا کو بنایا اور ہر جا وشنو۔
کبھی اس نے پیدا کیا صفحہ ۳۴۰۔

۱۹۔ جب اس دیوی کو خواہش ہوئی تو اس نے اپنا ہاتھ گھسا۔ اس سے ہاتھ میں ایک آبلہ ہوا
اس میں سے برہما کی پیدائش ہوئی۔ اس سے دیوی نے کہا کہ تو مجھ سے شادی کر۔ برہما نے کہا۔ تیرے پران
ہے۔ میں تجھ سے شادی نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر ان کو غصہ آیا۔ اور لڑکے کو جلا کر خاک کر دیا صفحہ ۳
۲۰۔ دیوی نے اسی طرح پھر ہاتھ کو گھس کر دوسرا لڑکہ پیدا کیا اس کا نام وشنو رکھا۔ اس کو بھی اپنے ساتھ
سادی کرنے کے لئے کہا مگر اس نے بھی نہ مانا۔ چنانچہ اس کو بھی راکھ کر دیا۔ صفحہ ۳۴۰۔
۲۱۔ پھر اس نے تیسرے لڑکے کو پیدا کیا۔ اس کا نام ہما دیو رکھا۔ اس نے بھی کہا کہ تو مجھ سے شادی
کر۔ ہما دیو بولا۔ میں تجھ سے شادی نہیں کر سکتا تو دوسرا جسم بنائے تو شادی کر لوں گا۔ چنانچہ دیوی نے ایسا
کیا۔ صفحہ ۳۴۰۔

۲۲۔ ہما دیو بولا کہ یہ دو لڑکے اٹھس کیا چلی ہو۔ دیوی نے کہا کہ یہ دونوں تیرے بھائی ہیں۔ انھوں
نے میرا حکم نہیں مانا تھا۔ اس لئے اٹھ کر دیئے ہیں۔ ہما دیو نے کہا کہ میں اکیلا کیا کروں گا۔ ان کو زندہ
کر دے۔ اور دو عورتیں اور پسیدہ کر پھر تینوں کی شادی تینوں سے ہوگی۔ ایسا ہی
دیوی نے کیا۔ صفحہ ۳۴۰۔

۲۳۔ پھر تینوں کی شادی تینوں کے ساتھ ہو گئی۔ وہ بے امان سے شادی نہ کی۔ اور ہمیشہ سے
کرتی۔ کیا اس کو جائز سمجھنا چاہیے۔ صفحہ ۳۴۰۔

۲۴۔ چنانچہ وہ وغیرہ کر پیدا کیا۔ ہر جا وشنو اور اودا خدا ان کو بائیں کے اٹھانے والے کہا بنایا۔
اس قسم کے گہوڑے چھ چوڑے طبع زاد کچھ ہیں صفحہ ۳۴۰۔

۲۵۔ ہر در رکھش اور راکھ لگائے سے کتنے اتنے ہوئے راکھ میں بولنے والا گدا وغیرہ ہیں
رنگ بگڑنے والے پھیل۔ کچھ غیر ملکی کیوں نہ بنیں اور نہ کہتے۔ گدے وغیرہ ہیں راکھ میں

وٹنے والوں کی مکتی کین نہیں ہوتی ص ۳۱۲

۲۶۔ ویشنوت والے شکھ۔ چکر۔ گدا اور پدم کے نشانات کو آگ میں تپا کر بازو کی طرح میں داغ دیکر پھر دودھ سے بھرے برتن میں بکھاتے ہیں۔ اور کسی اس دودھ کو پی بھی لیتے ہیں۔ انسان کے گوشت کا ذائقہ بھی اس میں آتا ہوا ص ۳۳۳

۲۷۔ دھات کو تپا کر کھال کو جلاتا تب نہیں کہلاتا..... ویشنو لوگ اپنے پدر واج اور بدھ کی طرف توجہ نہیں دیتے ص ۳۲۵

۲۸۔ شٹھ کوپ روگی بھاج یا بچتا پھر تاشقا۔ یعنی کبیر ذات میں پیدا ہوا تھا ص ۳۲۵

۲۹۔ یہ بتا برتی محض پاکھنڈت ہے۔ اور جنیون نے جاری کی ہر ص ۳۲۶

۳۰۔ جنیون نے دھیان کی حالت والے تنگے بت بنائے ہیں ص ۳۲۶

۳۱۔ ویشنو وغیرہ نے اچھی طرح سچی ہوئی صورت کے ساتھ رنگ درگ عیش و عشرت کی صورت والے کھڑے اور بیٹھے ہوئے بت بنائے ہیں ص ۳۲۶

۳۲۔ ویشنو وغیرہ پوپن کے چیلے... عجیب عجیب کر کرنے لگے ص ۳۲۶

۳۳۔ تب پوپ ہی بولے کہ وہ بت فلان بہاڑ یا جنگل میں ہے میرے ساتھ چلو دکھلا دوں تب تو وہ اندھے اس دھابا کے ساتھ چل کر گئے ص ۳۲۶

۳۴۔ جب ایک نے لپلا کی۔ تب تو اس پوپ کو دیکھ کر سب پوپن (برہمنوں) نے اپنی گذران کے لئے کر دھڑپ سے بت قائم کیے ہیں ص ۳۲۶

۳۵۔ جو تم کہتے ہو کہ بت کے دیکھنے سے پریشور کی یاد ہوتی ہے۔ یہ کتنا بالکل جھوٹ ہے ص ۳۲۶

۳۶۔ جب بت سلنے نہ ہوگا۔ تو پریشور کی یاد نہ رہے سے انسان تنہا جگہ دیکھ کر جوری زنا کاری وغیرہ بد فعلی کرنے کی طرف راغب ہو جائیگا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہاں پر مجھے کوئی نہیں دیکھتا۔ اس لئے وہ خرابی کے بغیر نہیں چکیگا۔ اس طرح کئی عیب پتھر وغیرہ بت پرستی کرنے سے پیدا ہوتے ہیں ص ۳۲۶

۳۷۔ جس طرح برہم نام کو یاد کرتے ہو وہ طریق جھوٹا ہے ص ۳۲۶

۳۸۔ گنیش سوراج اور دیوی رام کرشن وغیرہ اداکون کے بت بنا بھی اصل جھوٹی بات جو ص ۳۲۸

۳۹۔ تم پتھر وغیرہ پر بھول جتے تو کہو کہ یہ پڑھاتے ہو مسئلہ راگ دھوکہ دہن لگاتے ہو۔ دھوپ

جلا کر کون دیتے ہو۔ گنہگار۔ گھڑیاں۔ جھانچ کھانچ کر کڑی سے نوٹا پیٹا لین کرتے ہو۔ ص ۳۲۹
۳۰۔ جو منتر کو پڑھ کر ٹانے سے دیتا آجاتا ہو۔ توبت جائز کر لین نہیں ہو جاتا اور رخصت کرنے نہ
چلا کر کون نہیں جاتا ص ۳۵

۳۱۔ منو کھانی جو سوسے ہاٹے لگو۔ یہ پو پستی تم کو ٹھاک کر اپنا طلب کھاتے ہیں ص ۳۵
۳۲۔ بت پرستی میں ثواب نہیں بلکہ گناہ ہی گناہ جو ص ۳۵

۳۳۔ بت پرستی ایک بڑی خدق ہو، حسین اگر کر انسان چکنا چور ہو جاتا ہو پھر اس خدق
سے نکل نہیں سکتا۔ بلکہ اسی میں مر جاتا ہو ص ۳۵

۳۴۔ بت پرستی کرنا ادھرم کہے دینی ہے ص ۳۵

۳۵۔ لوگ کروڑوں درویش مندرون پر خرچ کر کے مفلس ہو جاتے ہیں ص ۳۵

۳۶۔ مندرون میں عورت مرد نہ کاسیل ہونے سے زنا کاری۔ بڑائی بکھیر اور بیمار یاں وغیرہ
پیدا ہوتی ہیں ص ۳۵

۳۷۔ بت پرستی کو بھات کا ذریعہ مان کر انسانی جامہ رانیکان کرتے ہیں ص ۳۵

۳۸۔ مختلف قسم کی مخالفت شکون اور ناموں اور حالات واسطوں کے پوجاریوں کا
ایک عقیدہ نہ رکھنے سے باہمی نفاق بڑھتا اور ملک کی برادری ہوتی ہے ص ۳۵

۳۹۔ بت کے پھوسے پر اپنی فتح اور دشمن کی شکست مان بیٹھتے ہیں۔
۴۰۔ بت پرست مناجاد بغیر بھاڑے کے ٹٹو۔ اور کھار کے گدھے کی مانند دشمنوں کے

بیس ہیں ہو کر کسی طرح کی تکلیف پاتے ہیں ص ۳۵

۴۱۔ جو پریشور کی عبادت کی جگہ دل اور نام پر پھر غیبت دھرم تھوڑے ان بے عقافت کی
تباہی پر پیشور کون نہ کہے ص ۳۵

۴۲۔ ہم میں جو کر مندرا اور ملک ملک پھر بھوکے تکلیف پاتے دھرم دیتے اور عاقبت جلا
کرتے اور جو روغروں سے شتر بنے ہیں ص ۳۵

۴۳۔ بت پرست ملک جہاں بھاریوں کو دولت دیتے ہیں وہ اسی دولت کو نہ ہی لای اور
زنا کاری شرانوشی اور بڑائی بکھیر میں نہ خیر کرتے ہیں جس سے دے دے کر نام کی بکھیر

بیچارے غریب لوگوں کا مال اڑا کر مچ کرتے ہیں ۲۷

۶۸۔ اگر کوئی دھارمک راجہ ہوتا تو ان پتھر کے دلدادہ لوگوں کو پتھر گھڑنے گھڑانے اور گھرنے وغیرہ کاموں میں لگا کر کھانے پینے کو دیکر گذران کرتا ۲۸

۶۹۔ غورتوں کے پتھر وغیرہ کے ... سے شہر پیدا ہوتی ہیں ۲۹

۷۰۔ بت پرستی وغیرہ برے کاموں ہی سے آتی ہے۔ رات میں ننگے پوٹیاں جھکاری صحت کم ہوتی ہے۔

کرڑوں آدمی ہو گئے ہیں ۳۰

۳۱

۱۔ سارے جہان میں جہالت ابھی بت پرستوں نے پھیلائی ہے۔ جھوٹ فریب بھی بہت پھیلایا ہے۔

۳۲

۲۔ کاشی میں اور نگ زیب کو لاٹ بھرونے بڑے بڑے سحرے دکھلائے تھو۔ بالکل غلط ہے۔

۳۔ ہمارے دلچسپ کھوڑے کو صورت نہ دکھانے کے لئے کنوئیں میں اور مینی مادہ اور ایک برہمن کے گھر میں جاسے۔

یہ کوئی سحرہ نہیں ہے بلکہ پرچار یوں ہے اس پتھر کے ڈب کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ اور مینی مادہ ہو کر برہمن کے

گھر میں چھپا دیا۔ ۳۱

۴۔ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ گیارہ مین شرادہ کرنے سے بیرون کے گناہ دور ہوتے ہیں ۳۲

۵۔ کیا کہ جن پنڈتوں کو لوگ لاکھوں روپیہ دیتے ہیں۔ وہ اسکو رندی بازی وغیرہ گستاہ میں

خرچ کرتے ہیں ۳۳

۶۔ یہ بھی جھوٹی بات ہے کہ جتنا تھو کو را دن لایا تھا ۳۴

۷۔ کبھی کسی دغا باز نے زمین میں گھا کھود کر اس میں ایک آدمی بٹھا دیا۔ ہوگا اور اس کے منہ پر کٹا

بچھا بیٹھ دیا ہوگا۔ اور اس سکار نے اٹھا دیا ہوگا کسی آگہ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے کو اس طرح ٹھک

لیا ہو تو تعجب نہیں ۳۵

۸۔ کلکتہ کی کالی اور گانا کاشا وغیرہ دیوی کو لاکھوں آدمی لاتے ہیں۔۔۔۔۔ بے علم لوگ جیڑی کی مانند

ایک دوسرے کے پیچھے چل کر کنوئیں یا گڑھے میں کرتے ہیں ۳۶

۹۔ جگن ناتھ میں ظاہر معجزہ کوئی بھی نہیں ہے۔ بلکہ بالکل جھوٹی باتیں ہیں۔ آگہ کے اندھے

اور گانٹھ کے پورے روپیہ اٹھارے میں غورو اور زلزلہ کے اندھ میں جکڑے ہیں ۳۷

۱۰۔ جگن ناتھ میں دام مانگیروں نے جیڑی بکڑا کر ہے۔ کیونکہ سوکھ داسی کو شرم اور لڑائی

کہا کہ ہم بت فروش نہیں۔ بلکہ میت شکن ہیں۔ ص ۳۶۲

۹۱۔ جب پوجاری اور پوپون پر کڑے پڑے تب رونے لگے اور مارے ڈر کے جھوٹ خزانہ تیار کیا۔ ص ۳۶۳

۹۲۔ تب سب خزانہ لوٹ۔ پوپ اور ان کے چیلون کو غلام بیگاری بنا چکی پسائی۔ گھاس کھدایا۔ بول دیوار وغیرہ اٹھوایا۔ اور چنے کھانے کو دیئے گئے کیونکہ تھمر کی پرستش کر کے تباہ و برباد ہوئے۔ ص ۳۶۲

۹۳۔ دو در کا جی کے رنجھوڑ جی کی ہندی کا قصہ بھی بالکل جھوٹ ہی ص ۳۶۶
۹۴۔ جب سنہ ۱۹۱۲ء کے سال میں توپن کے مارے مندر اور بت انگریز دن نے اڑا دیئے تھے تب رنجھوڑ جی کا بت کمان گیا تھا۔ وہ کھن کی ایک ٹانگ بھی نہ توڑ سکا۔ ص ۳۶۱

۹۵۔ بھلا یہ تو کو کہ جس کا محافظ مار کھائے اسکی پناہ پڑنے والے کیون نہ بیٹھے جائیں ص ۳۶۲
۹۶۔ یہ بات کہ جوالا کھی ظاہر دیوی پر سب کو کھا جاتی ہے۔ ہنگ لاج بھی آدھی رات کو کھا کر دکھائی دیتی ہے۔ چند روپ بولتا اور یونی خسر کے نکلنے سے دوبارہ جہنم نہیں جاتا۔ اس قسم کی سب باتیں ہرگز قابل تسلیم نہیں ہیں ص ۳۶۳

۹۷۔ سچا لکھی سولے ایک مندر جو محل در اور در وھر کی تالیمن کی بنارس کے اور کچھ بھی نہیں ہے ص ۳۶۴

۹۸۔ جنگل میں سولے پوجاریوں کی جالاک کے اور کچھ نہیں ہے ایک بانی اور ایک دلدل کا ذکر بنا رکھا ہے۔ جسکے نیچے سے جیلے اٹھتے ہیں ص ۳۶۵

۹۹۔ یونی کا جتران لوگوں نے دولت ملنے کے لئے بنا رکھا ہے ص ۳۶۳

۱۰۰۔ تھڑے بھی اس طرح پوپ لیلاین اس سے اگر بزرگی ہوتی ہو۔ تو کیا اگر حیوان پر قہرے کا بھال لائے وہ بروگ پاڑا آدمی ہو جائیگا ص ۳۶۴

۱۰۱۔ امر ناتھ میں خود بخود لنگ بن جاتے ہیں۔ کوئی تعجب کی بات نہیں اگر بانی جم کھوئے لنگ کی شکل میں جاتا ہو۔ ص ۳۶۵

۱۰۲۔ کھن میں ہر دمداہشت کا دروازہ ہے ہر کی بڑی پر غصہ کرنے سے گناہ چھوٹتا

بن سچ پوچھو تو یہ ہاڈ کی پوڑی ہے۔ کیر کہ ملک ملک مردوں کی ہڈیاں اس میں پڑا کرتی ہیں۔ نگاہ کبھی
 نا بغیر سزا جھگٹے نہیں چھوٹ سکتے ۳۶۴

۱۰۳۔ تہوین میں رہنے سے پیسوی ہوتا ہو۔ مگر تہوین توحب ہوتا ہو گا تیب ہوتا ہو گا۔ اتہو
 محض جھکشا بن ہو ۳۶۵

۱۰۴۔ دیوی بریاگ۔ گنگوتری۔ اتر کاشی۔ کپت کاشی۔ ترگی ناراین کیدار دہری ناراین
 ... وغیرہ مقامات عابدوں کے لئے اچھے ہیں۔ لیکن درگا داروں کے لئے وہاں بھی درگا دار کی ہر

۵۔ اردیوی بریاگ پوران کے گہوڑوں کی لیلہ ہے۔ یعنی جہاں لکھنڈا اور گنگا ملی ہے۔
 وہاں ریتا رہتے ہیں۔ ایسی گپین نہ مانگیں۔ تو وہاں کون جائے ۳۶۵

۱۰۶۔ وہاں ہنت پوجاری اور بیڑے آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پوروں سے مال ڈاکر
 عیش و عشرت کرتے ہیں۔ ۳۶۵

۱۰۷۔ ویسے ہی دہری ناراین میں ٹھگ و دیا والے بہت سے بیٹھے ہیں راول جی وہاں کے
 سردار ایک عورت کی بجائے بہت سی کرسیٹھ ہیں ۳۶۵

۱۰۸۔ جیسے تیرتھ کے لوگ وغا باز۔ مال اٹھانے والے ہوتے ہیں۔ ویسے پہاڑی لوگ نہیں جانتے ۳۶۵
 ۱۰۹۔ ونیشوری کالی شمش بھی بریاگ تیرتھ راج متھرا۔ بندرا بن کورکھشیترا ... انکھانیے

والوں نے بنا رکھے ہیں۔ ۳۶۵

۱۱۰۔ بالکل نامکن ہو کہ اجڑھیا کا شہر آبادی۔ کتے۔ گدھے۔ بھگی۔ چار اور پاخانہ سمیت

تین دفعہ ہشت میں گیا ۳۶۵

۱۱۱۔ متھرا تین رک سے نیاری تو نہیں لیکن اس میں تین جانا در بڑے لیلہ دھاری ہیں۔ ایک
 چوبیس غسل کرنے جائے تو اپنا محصول لینے کے لئے کھڑے کتے رہتے ہیں کہ لاڈ بھان۔ بھانک۔ نمک
 اور لٹو کھائیں۔ دوسرے پانی میں کچھ جن کے لہرے گھاٹ پر غسل کرنا بھی مشکل ہوتا ہو۔ تیسرے لال
 منہ کے بندہ جو۔ گڑھی۔ ٹوپی۔ زیور اور جو تیان تک بھی نہیں چھوڑے گاٹ کھا دیں۔ دھکے دیکر
 ماری ڈالیں۔ ۳۶۶

۱۱۲۔ بندرا بن جہاں تیب تھا۔ اب تریہ و ابن لہر تریہ کا جھک لائی مانند جھکر چھو کر

اور گر چہ جلی وغیرہ کی لینا پھیل رہی ہو۔ ص ۳۶

۱۱۳۔ اولیٰ کے میلے پر گور و دھن اور سب سے زیادہ تر این بھی پو پون کی بن پڑی ہو۔ ص ۳۷

۱۱۴۔ کرکھ شستہ ترن بھی وہی روزی کی نیلا تھو۔ ص ۳۷

۱۱۵۔ جوہر اوزن کے صنف و پاسا جی ہر نے۔ قرآن میں ان کے گھوٹے نہ ہوتے تھے۔

۱۱۶۔ سمپر دای نوگون نے بھاگوت وغیرہ وجہ بد فرہمی کشا میں بنائی ہیں۔ ص ۳۸

۱۱۷۔ دیوی بھاگوت میں دیوی کو پریشوری اور شو دشنو وغیرہ کو اس کا غلام بنا یا گئیں تھیں۔

میں گئیں کو پریشور اور باقی سب کو غلام بنایا ہے۔ بھلا یہ بات ان لوگوں کی نصیب تو اور کس کی ہو۔ ص ۳۸

۱۱۸۔ شو بران والے نے شو سے دشنو بران والے نے دشوت دیوی بران والے نے دیوی سے

گئیں کھنڈ والے نے گئیں سے سورج والے نے سورج سے والو والے نے دیو سے دنیا کی بیداشت لگی ہو۔ ص ۳۸

۱۱۹۔ شو بران میں شو نے خوش کی کہ میں دنیا کو پیدا کروں۔ اس نے برہما کو پیدا کیا۔ برہما نے

ایک چلو بائی اٹھا کر بائی میں ڈبک دیا۔ اس سے ایک بھلا اٹھا جیلے میں سے ایک آدمی پیدا ہوا۔ اس

پرہاسے کہا کہ لے بیٹے دنیا کو بنا کر ہلے کہا کہ میں تیرا بیٹا نہیں۔ بلکہ تو میرا بیٹا ہے۔ دونوں میں جھگڑا ہو گیا۔ ص ۳۹

۱۲۰۔ ہادی نے سوچا کہ جن کو میں نے دنیا بنانے کے لئے بھیجا تھا وہ دونوں آپس میں جھگڑا کر رہے

ہیں۔ تب ان دونوں کے بیچ میں سے ایک نرالی لنگ پیدا ہوا اور وہ فوراً آسمان میں چلا گیا۔ اسکو دیکھ کر

دونوں حیران رہ گئے۔ ص ۳۹

۱۲۱۔ دونوں سوچنے لگے کہ اس لنگ کا شروع اور آخر معلوم کرنا چاہیے جو پہلے آدے وہ بابا

جو چھپے آدے وہ بیٹا اٹلائے۔ ص ۳۹

۱۲۲۔ شو کو جسے کی شکل بنا کر لنگ کہتے لگانے کے لئے بچے کو چلا اور پرہاس میں کاہم بنا کر اوپر

کو اور ڈالا۔ ص ۳۹

۱۲۳۔ دھرم اور میں ایک دونوں کی کسی تیر و تار سے چلتے رہے گر لنگ کی حد نہ ملی۔ ص ۳۹

۱۲۴۔ برہما نے سوچا کہ اگر دشمنی نہ آئے اور گاڑ جھگڑا نہ کیا جاتا تو چوکی۔ وہ ایسا سوچ رہا تھا

تاکہ اسی وقت ایک گائے اور کتلی کا رشتہ اور سے اترتا۔ ص ۳۹

۱۲۵۔ برہما نے ان سے پوچھا کہ کمان سے آگے ہر شخص نے جو امر یا کرم شروع کر دیں

اس لنگ کے سہارے چلے آتے ہیں ص ۳۴۱

۱۲۶۔ برہانے پوچھا کہ اس لنگ کی کوئی حدت یا نہیں۔ انھوں نے کہا کہ نہیں ص ۳۴۲

۱۲۷۔ برہانے نے کہا کہ میرے ساتھ چلو گرائی گواہی دو کہ گائے اس لنگ کے سر پر دو دھکی دہا۔
بہاتی تھی۔ اور درخت کے کین پھول برتا تھا۔ انھوں نے کہا کہ ہم جھوٹی گواہی نہیں دینگے تب
برہانہ غصا ہو کر بولا کہ اگر گواہی نہیں دو گے تو میں تم کو ابھی خاکستر کر دوں گا ص ۳۴۳

۱۲۸۔ تب دونوں نے دوڑ کر کہا کہ جیسی تم کہتے ہو۔ ویسی گواہی دینگے تب تینوں نیچے کی طرف چلے

۱۲۹۔ برہانے دشمن سے سوال کیا کہ تو نے اس لنگ کی حد معلوم کیا یا نہیں اس نے جواب دیا

کہ نہیں ص ۳۴۴

۱۳۰۔ برہانے نے کہا میں پتہ سے آیا ہوں۔ دشمن نے کہا۔ کوئی گواہی دو تب گائے اور درخت نے

جھوٹی گواہی دی ص ۳۴۵

۱۳۱۔ تب لنگ نے کشتی کو بد دعا دی کہ تو نے جھوٹ بولا۔ یہ تیرا بھول مجھ پر یا کسی دیوتا پر کبھی نہیں
چڑھیں گا۔ جو کوئی چڑھاویگا اس کا ستیا ناس ہو گا۔ ص ۳۴۶

۱۳۲۔ گائے کو بد دعا دی کہ جس منہ سے تو نے جھوٹ بولا۔ تو اسی منہ سے پاخانہ کھا یا کرگی تیرے
منہ کی پریش کوئی نہیں کرے گا۔ لیکن تم کی کرینگے ص ۳۴۷

۱۳۳۔ برہانہ کو بد دعا دی کہ تو نے جھوٹ بولا پس اس کی تری پریش دنیا میں کبھی نہیں ہوگی ص ۳۴۸

۱۳۴۔ دشمن کو بد دعا دی کہ تو نے سچ بولا ہے۔ اس کے تری پریش تب جگم ہوگی پھر دونوں نے

لنگ کی حد و نشان ص ۳۴۹

۱۳۵۔ اس حد و نشان کو لنگ میں سے ایک چٹاپوٹ صورت نکل آئی اور کئی لگیں نے تم کو

خلقت پیدا کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ تم جھگڑے میں کیوں پڑ گئے ص ۳۵۰

۱۳۶۔ تب ہمارے بالوں میں سے ایک راکھ کا گولہ نکال کر دیا۔ اور کہا کہ اس کو خلقت پیدا کرو

۱۳۷۔ اچھا کوئی پرانوں کے بنائے والے سے بڑھ کر جب ذرات بھی نہیں تھے تب جو ہر اشیاء مادہ کو جسم
پائی۔ کب لنگ گئے اور کب کی کا درخت اور راکھ کا گولہ کہا تھا اسے یاد اگر نہیں تو کل بڑے ص ۳۵۱

۱۳۸۔ کوہ پوچھی اتم بھاتا اور خوشامدی گیت گائے بالوں سے بھی جڑھ کر گئی ہو یا نہیں...

تم کو سچائی اور دھرم سے کیا مطلب بلکہ تم کو تو اپنی غرض ہی کو کام ہو۔ ۳۷۴
 ۱۳۹۔ پوپ جی وہاں سے دھوکہ کھا کر بھگا کر ہو گیا۔ ... ہنگامہ کے لئے چڑھا کر اپنی عمر قانون
 کے برخلاف باتیں بنانے میں رائیگان کر دی۔ ۳۷۵

۱۴۰۔ دیکھو درگا پٹھ بنانے والے ... نے کیسا ناممکن گتھا کا گپوڑہ بھنگ کی لہریں اوڑا دیا
 کہ جس کا کوئی حد و حساب نہیں۔ ۳۷۵

۱۴۱۔ دشمنوں نے سوڑی شکل بنا کر زمین کو منہ میں رکھ دیا۔ وہ اٹھا اور دونوں میں لڑائی ہوئی
 ۱۴۲۔ یہ پورا ملک لوگ علم حیرانیہ کے دشمن ہیں۔ بھلا جب زمین کو سر ہانے رکھ لیا تو آب
 کس پر کھڑا ہوا۔ ۳۷۶

۱۴۳۔ زمین کو براہ جی رو شونو شکل سوڑنے نے منہ میں رکھ لیا پھر وزن کس پر کھڑے ہوئے
 رٹے ہوئے۔ ۳۷۶

۱۴۴۔ لیکن پوپ بھی کس پر سوئے ہوئے۔ یہ بات ایسی ہی ہو کہ جیسے بچی کے گھر گئی آئے۔
 بولے گئی جی۔ ۳۷۶

۱۴۵۔ اس قسم کی جھوٹی باتوں کا گپوڑہ بھاگوت میں لکھا ہے۔ کہ جس کا حد و حساب نہیں۔ ۳۷۷
 ۱۴۶۔ اس بھاگوت کے مصنف نے شری کرشن پر دودھ دیا۔ دہی۔ مکھن وغیرہ کی چوری کرنے
 اور اچھا لوڑی سے بد فعلی اور غیر عورتوں کے اس منڈل میں کھیل کود کرنا وغیرہ جھوٹے عیب دکھائے ہیں
 ۱۴۷۔ شہزادان میں بارہ لڑائی لنگون کا ذکر ہے جن میں روشنی کا شمع بھی نہیں رات کو بغیر چراغ
 جلائے تنگ بھی اندھیرے میں نظر نہیں آتے یہ سب لیل پوپ جی کی ہو۔ ۳۷۹

۱۴۸۔ گر تو یہ ان بھی جھوٹا ہو۔ ۳۷۹
 ۱۴۹۔ شرادہ ترین۔ بند کا دنیا مرے ہوئے۔ جیو دن کو تو نہیں پہنچتا البتہ مردوں کے قائم مقام
 پوپ جی کے گھر میٹ اور ہاتھ میں پہنچا۔ ۳۸۰

۱۵۰۔ جیو شری کے لئے کا کے کاوان لیتے ہیں وہ پوپ جی کے گھر انسانی کے گھر پہنچا ہے۔ ۳۸۰
 ۱۵۱۔ ویرتی پرگائے نہیں جاتی پھر کس کی دم پر کر کے رکھ دے۔ ۳۸۰
 ۱۵۲۔ ہاتھ کو ان ہی حلال کا ڈرا گیا۔ ہر دم کیسے بڑا بکا۔ ۳۸۱

۱۵۳۔ پوپ جی کہتے ہیں کہ ایکادشی کے روز سب گناہ ناج میں رہتے ہیں اس پوپ جی سے پوچھنا چاہیے کہ کس کے گناہ اس میں رہتے ہیں تیرے یا تیرے باپ وغیرہ کے ^{۲۹۱}۔
 ۱۵۴۔ بہت پرستی سے شری راجندر شری کرشن نارائن۔ اور شو وغیرہ کی پڑی مذمت اور پڑی ہوتی ہو۔ ^{۳۹۱}

۱۵۵۔ پوجاری لوگ سیتا رکھی۔ لکشمی اور بارتی وغیرہ کے بت بنا کر مندرون میں لکھوان کے نام سے بھیک مانگتے ہیں۔ ^{۳۹۱}

۱۵۶۔ آسے۔ ہاراج! دیکھئے تو سیتا رام۔ کرشن۔ رکھی بارادھ کرشن لکشمی نارائن ہادیو۔ بارتی کو تنہا روز سے بال بھوک یاد اندہ باقی نہیں ملا کچھ بھینٹے چڑھائے ^{۳۹۱}

۱۵۷۔ سیتا کی تھنی بنوا دیجئے۔ ناج وغیرہ بھجو۔ تو رام کرشن کو بھوک لگوا دیں ^{۳۹۱}

۱۵۸۔ دیکھئے ایک دن چوبون نے ایسا غضب کیا کہ سیتا رام وغیرہ کی آنکھ بھی نکال کر بھاگ گئے۔ اب ہر چاندی کی آنکھ نہ بنا سکے۔ اس لئے کوری کی لگا دی ^{۳۹۱}

۱۵۹۔ رام لیا اور اس منڈل بھی کرتے ہیں سیتا رام۔ رادھا کرشن تو لیج رہے ہیں۔ جنت وغیرہ اور انکے چیلے فرے سے بیٹھے ناچ رہے ہیں ^{۳۹۱}

۱۶۰۔ بند رہیں سیتا رام وغیرہ تو کھڑے ہیں۔ اور پوجاری جی یا جنت جی گندی بڑی لکھائے بیٹھے ہیں ^{۳۹۱}

۱۶۱۔ یوگ کرانین جی سیتا رام وغیرہ کو نقل لگا اندر بند کر دیتے ہیں۔ اور آپ ٹھنڈی ہوا میں پتک پھانکے رہتے ہیں ^{۳۹۱}

۱۶۲۔ بہت سے پوجاری اپنے نارائن کو ڈیا میں بند کرکے اوپر کو کپڑے وغیرہ باندھ گئے ہیں لکھائے ہیں ^{۳۹۱}

۱۶۳۔ جس طرح بند رہا اپنے بچے کو گلے میں لٹکا لیتی رہو۔ ویسے ہی پوجاریوں کے گلے میں بھی نارائن جی کو لٹکا لیتی رہیں ^{۳۹۱}

۱۶۴۔ جب کوئی بہت کوڑوڑا لٹا ہو۔ تب ہلے ہلے کر چھاتی پیٹ لیتے ہیں کہ سیتا رام جی۔ رادھا کرشن جی اور شو بارتی جی کو بدعاشوں نے توڑ ڈالا ^{۳۹۱}

۱۶۵۔ نارائن جی کو کھی کے بڑبھوک ہی نہیں لگتا بہت نہیں تو تھوڑا سا گھی ضرور بھیج دینا ^{۳۹۱}

۱۶۶۔ اس منڈل و رام لیا کے آخر میں سیتا رام اور رادھا کرشن کو بھیک منگواتے ہیں۔ ^{۳۹۱}

۱۶۷۔ اس میں کیا شک ہو کہ آریہ ورت کا فعل و بد پتھر وغیرہ تہن کی پرستش کرنے والوں کا

شکست ان ہی کاموں کے باعث ہو گا

۱۶۷۔ بیت پرست جبکہ بیت پرستی کے فعل کو نہیں چھوڑے تھے تب تک ان دن کے مخالفوں کی طرف سے خوب انعام ملتا رہیگا۔ ص ۲۹۱

۱۶۸۔ ان کا پتھر وغیرہ جن کے بھر و ستم بہت سال نقصان ہو گیا۔ جنہ پتھر ٹرینگ تو در ذمہ
زادہ سے زیادہ نقصان ہو گا۔ ص ۳۹۱

۱۶۹ شیعیت و انجمن نگارشی اور تحریک غیر کے سنگ بنا کے بوجھ میں رہبرِ مسلم اور دیگر
کی آواز کی مانند بڑ بڑ منھٹ نکالتے ہیں صفحہ ۳۹

۱۷۰۔ وہ کہتے ہیں کہ جنب بھی سامر کے آگے سے ہمارا دیو بھاگے تھے۔ تب۔ بم۔ بم کے غرے اور
مغری کے طور پر ایسا بیٹھیں تھیں۔ ۱۷۱۔

۱۷۱۔ پارہتی کے باپ دھنیش پر جاتی کا سرکھٹا رنگ میں ڈال سکے دھنیش پر بکھرے کا سرکھٹا دیا تھا۔ اس نے وہ کرے کی مانند آواز نکال نکال جملہ میں۔ اس سے پارہتی اخروش اور مہادیو خوش ہو گئے۔

۱۴۲۔ دشناماتے پڑا راین کے باؤن کی مانند تلک اور بیچ میں پلا خط جو کہ شری ہو گاتے ہیں وہ ہمارے کے لگ کا دشمن بھی نہیں کرتے کیونکہ اس سے شری جی شرمندہ ہوتی ہیں ۲۹

۱۷۳۔ بجات الہ میں ایک کیتھا لکھی ہے کہ کوئی شخص رخت کے نیچے سو رہا تھا۔ سوتے سوتے یہی مر گیا۔ اور اسے گیس نے بیٹے کو دی۔ وہ اپنے برتنک کی شکل میں ہو گئی۔ ۲۹۵

۴۷۔ جب ہم اور دشمن کے فرشتے اکوٹھے آئے۔ تو دونوں میں جھگڑا ہو گیا ہم کے فرشتے کہتے تھے کہ ہم اکوٹھے اپنے دشمن کے فرشتوں سے کرا کر دیکھ اے اے مانتے پریشانی تک ہو۔ تم کیسے بچا سکتے ہو یہ دیکھ کر ہم کے فرشتے چپ ہو کر رہ گئے ۲۹۵

۵۰۔ جب اتفاقاً کسی بخاری کا یہ ماتم ہو تو جو لوگ محبت اور رافت سے تک لگاتے ہیں۔ وہ نہ کر
سے چھوڑ دیکھیں۔ میں ہادیوں کو کیا محبت ہو۔ سو رہ جاتے ہیں کہ جب تک لگاتے ہیں کہ کھڑے ہیں۔

۱۶۹۔ رام سہاسی ... محمد زون کی کجست، یہی سمت رفتہ ہیں۔ کچھ کو رام چکر، کچھ کو رام کے علم

چند روزی نہیں مل سکا

۱۷۷۔ نام تو رکھا رام منہ بھی باد رکھ کر تے ہیں راندہ سنہری کا۔ جہان دیکھو وہاں راندہ ہی راند

ستون کو گھیر رہی ہیں ص ۲۰۳

۱۷۸۔ جیسی گوسائین کی دھن لٹنے وغیرہ کی عجیب لیلیا ہو۔ ویسی ہی سہمی ناراین کی بھی ہو

۱۷۹۔ انگ انگت مت رانے انگ کے نشان سے دانے جاتے ہیں وہ ہمارے سولے کسی

دوسرے کو نہیں مانتے ص ۱۷۱

۱۸۰۔ یہ لوگ تھر کا ایک انگ سونے یا جاندی ہیں۔ اگر گلے میں ڈال رکھتے ہیں۔ جب پانی

بھی پیتے ہیں تب سکو رکھا کر پیتے ہیں ص ۱۷۱

۱۸۱۔ گری۔ پوری۔ بھارتی۔ گوسائین وغیرہ سادھوؤں کی منڈلیاں محض کھانے پینے کے لئے

ہیں۔ ان میں بہت سے ... مکار بھی ہیں یہ لوگ دنیا کو دکھانے کے لئے مکاری کرتے ہیں۔ تاکہ دنیا میں

عزت ہو اور مال ملے ص ۲۲۲

۱۸۲۔ کتنے ہی مٹھ دھاری گڑھستی ہو کر بھی سنیا سی کا محض کھنڈ کرتے ہیں۔ کام

کچھ نہیں کرتے۔ ص ۲۲۲

۱۸۳۔ کوئی سادھو روکے وغیرہ دینے کی سہمی بنا تا ہو۔ اس کے پاس بہت سی عورتیں جاتی ہیں

اور ہاتھ جوڑ کر رکھا لگتی ہیں۔ اگر کسی کے رکھا ہو جاتا ہے۔ تو سمجھتی ہے کہ بابا جی کا کلام کی برکت ہے ص ۲۲۲

۱۸۴۔ اگر اس سے پوچھو کہ سوری۔ کتنی۔ گدھی اور مرغی وغیرہ کے بچے کس بابا جی کی کلام کی برکت سے

ہوتے ہیں۔ تو کچھ جواب نہ دے سکیں گے ص ۲۲۳

۱۸۵۔ جو سادھو یہ کہتا ہو کہ میں روکے کو زندہ کر سکتا ہوں تو وہ خود ہی کیوں مر جاتا ہو ص ۲۲۳

۱۸۶۔ جینیون کی مانند سنگدل۔ گمراہ۔ کپٹہ ور۔ مذہب کرنے والا۔ اور دھولا ہو ان کی بھی

دوسرے مذہب والا نہ ہو گا ص ۲۲۴

۱۸۷۔ دوسرے مذہب میں بھی حسد اور کینہ ہو۔ گر جقدر ان جینیون میں ہے۔ اتنا کسی اور

میں نہیں ہو۔ دشمنی ہی باپ کی خبر ہو۔ اس لئے جینیون میں باپ کے اعمال کو سن نہیں ہوں۔ ص ۲۸۵

۱۸۸۔ میں مذہب کا یہ مول کہ خیر مذہب والے جو کہ کی مانند ہیں یہ بات بالکل جھوٹ ہے۔ دوسرے

کو جیسا کہ آج ویسی ہی دوسروں کو سمجھتا ہو ص ۲۸۵

۱۸۹۔ جینیوں کے اچانچ وغیرہ مایان طبع دیکھئے۔ یعنی ہر وہی مکر و فریب، ربا و ط و ملاوہ ان کی اندرونی کیفیت بھی کھل گئی ہو۔ ص ۲۸۵

۱۹۰۔ یہ جینی لوگ حاکن کے بڑے خوشامدی۔ جھوٹے اور ڈروک ہوتے ہیں۔ ص ۲۸۶

۱۹۱۔ اگر جینی لوگ ہنلا نہ عقل نہ ہوتے۔ تو ایسی باتیں کیوں مان لیتے۔ ص ۲۸۷

۱۹۲۔ جبر طرح بازاری عورت اپنے سوا کسی اور کی تعریف نہیں کرتی اسی طرح جینیوں کی یہ بات

بھی دکھائی دیتی ہو۔ ص ۲۸۸

۱۹۳۔ جینیوں کی تمام باتیں سولے چند ایک کے ترک کر دینے کے قابل ہیں۔ ص ۲۸۹

۱۹۴۔ جسکو ذرا برا بھی عقل ہوگی۔ وہ جینیوں کے دیوان۔ کتب مسائل و راہیں سکون کو کھ

سن۔ اور غور کر کے بلا شک فوراً جھوٹ دیکھا۔ ص ۲۹۰

۱۹۵۔ اگرچہ لوگ دوسرے بے علموں کو جیلا بنا کر حیوانوں کی طرح نہ باندھتے تو وہ ان کے

بچنے سے جھوٹ کر پٹہ جو کوہل بنالیتے۔ ص ۲۹۱

۱۹۶۔ جینیوں کی کتاب میں لکھا ہو کہ خواہ کیسا ہی دکھ آجائے مگر جینی لوگ کھیتی بیوپار وغیرہ

کام نہ کریں۔ کیونکہ کام ترک میں لیجانے والے ہیں۔ ص ۲۹۲

۱۹۷۔ جینیوں کا ایسی کج روی کا پیش کرنا اکل بیہودہ ہے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ بھرت خور

بیوپار وغیرہ کیوں کرتے ہو۔ ص ۲۹۳

۱۹۸۔ جینیوں کے جھوٹے ایمانی ہو گزرے ہیں۔ انھوں نے دوسرے مذہب کو گالی

دینے کے سوا اور کچھ بھی نہ کیا۔ ص ۲۹۴

۱۹۹۔ جینیوں کو ایسی جھوٹی اسی جوڑی گپ مارنے سے ذرا شرم نہیں آتی۔ ص ۲۹۵

۲۰۰۔ پورنی پوجا کا جتنا جھگڑا چلا ہے وہ سب جینیوں کے گھر سے نکلا اور تمام اہل

باطلہ کی جڑیں میں است ہے۔ ص ۲۹۶

۲۰۱۔ جینیوں کی مروتوں کا سب کے سامنے شکار جا اور رکھنا خود ان کی ہی کلہوڑا لگا کر

مکروہ بالا اقتباسات سے یہ بات بخوبی عیاں ہو کر رہی وہ مذہب کے دل میں جینیوں کے لئے

کے بت پرستیوں، پندتوں، گرتوں، تیرتوں، مندوں، برہمنوں، سادھوؤں، سنیوں،

فزون کے بانی مانیوں وغیرہ کے لئے جب قدر نور دار نفرت اور بیزاری کا جذبہ دیکھا جاتا ہے وہ اپنی
 مناسب حدود سے بھی تجاوز کر گیا ہے۔ چنانچہ سوامی دیانند صاحب اس قسم کے بت پرستوں سادہ ہون
 نیاسیوں۔ برہمنوں۔ ہندوؤں وغیرہ کو پوپ کے نام سے بھارتے ہوئے ان پرانڈھے باہر اندر کی بھوٹی
 آنکھوں والے لال بھیکوڑے حیا بے شرم کو باطن بے عقل نفس پرست۔ فحشی۔ عیاش۔ اوسھر می بین
 جال عقل کے اندھے گانڈھے کے پورے جہنم میں جانے والے کیڑے کوڑے بننے والے۔ دغا باز ٹھگ غفلت
 اور نفس پرستی میں غرق۔ جھوٹے گور و گھر گنڈ۔ بھگ اور رنگ کی پرستش کے موجد۔ مکروہ اور بے شرمی کے
 کام کرنے والے بھگ اور رنگ کی پرستش میں نجات ماننے والے۔ کنجر بھنگلی۔ بھاڑے کے ٹوٹو کھار
 کے گدھے بدر واجون اور بد فعلیوں میں پھنسے ہوئے۔ پاکھنڈت کے پرچارک۔ مکاڑ۔ دغا باز۔ مکرو
 فریب سے بت قائم کرنے والے لوگوں کو ٹھگنے والے بت پرستی کر کے انسانیت جام کو رائیگان کھونے والے
 بدچلن۔ رنڈی بازی۔ ذاکاری۔ شراب نوشی کرنے والے محسن کش۔ ویدوں کے مخالفت ٹن ٹن ہون
 ہون کرنے والے شور مچانے والے اور انگوٹھا دکھانے والے۔ چمک۔ مشک۔ چاک۔ جھکاک۔ کرنے والے
 غویہوں کا مال ڈرنے والے نئے سیست۔ بھک۔ ٹنگے۔ کم ہمت۔ سارے جان میں جانت کی بھیک
 والو سیٹ و بندے کم عقلوں کو ٹھگنے بت چور بھنگر مگی چالاک دولت کو توڑ دالو کا ڈار ٹھگے دیا والو بھٹا۔
 خوشامدی۔ بھائی۔ اور دھرم کو توڑا کسی بھانگے کے ٹوڑے یا نیراؤ بھنگ کی ترنگ میں گہرے ہانڈو والو علم جغرافیہ کے دشمن۔
 جھوڑا الزام تراشنے والو عیاش حریص۔ بھکاری لاج رنگ دیکھنے والے بندریا کی طرح رنگ کو گھٹے میں لٹکانے
 پھرنے والے۔ بیٹی جھکرے رنگ پونچنے والے کرے کی طرح۔ ہم۔ ہم۔ ہر۔ ہر کہنے اور گال بجانے والے
 ناچنے پر رنگ کی شکل کا لٹک لگانے والے۔ رائیڈ سینسی۔ رائیڈ لون میں گھرے رہنے والے۔ دغا کر
 رنگ کا نشان بنانے والے گھٹے میں رنگ لٹکا کر بھرنے والے۔ بانی بھی رنگ کو دکھلا کر پینے والو محض
 کھانے پینے کی خاطر سادہ صوبے والے سیناسی ہو گھنڈ کرنے والے۔ سنگدل۔ گمراہ۔ کزور۔ حاسد۔ بیرونی
 مکرو فریب کے علاوہ اندر سے بھی کپٹ منی۔ جھوٹے۔ ڈر بوک۔ حلفانہ۔ بائین بنانے والے بازاری عورت
 کی مانند بے علموں کو جیونوں کی طرح اندھے والے کجرو۔ گلیان وینے والے نکلی ہوئے فزون کی پوجا کرنے والے
 وغیرہ وغیرہ ثابت ہی الامایم الفاظ کی پوجا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ صورت ہی نہیں۔ بلکہ سوامی
 دیانند صاحب سمجھتی پوجا بات پرستی کو بھی سخت بے شرمی اور بے حیائی کا فعل مکروہ کام شہوت پرستی کا

موجب خدا کی یاد سے دور کرنے والی۔ چوری۔ زنا کاری وغیرہ میں رغبت دلانے والی چیز نفس
عبرت بہترین گناہ۔ گہری خندق۔ بیدینی۔ فلسفی کا باعث۔ زنا کاری۔ رطائی اور بکھیرے کی موجب۔
بیمار این بڑھانے والی۔ نفاق ڈالنے والی۔ ملک کی ہرادی کا موجب دشمن کو فتح دلانے والی تباہی
کارستہ دنیا اور عاقبت کی ہرادی کا باعث۔ رنڈی بازی۔ شرابیوشی کی مددگار بزرگوں کی بے عزتی
کا موجب۔ محسن کشی۔ پوجاری۔ اور پجاریوں کی بد فعلیوں کا باعث میان بیوی کی محبت کو توڑنیوالی
روح کو بجان کرنیوالی شراب۔ اور بدبو پھیلانے والی شرافت سے گری ہوئی حرکت۔ قابل ہرک سستی کم گنتی
گداگری کی مان۔ جھوٹ اور فوٹپ کی اشاعت کا ذریعہ حیوانیت مجسم وغیرہ قرار دیتے ہوئے بت پتیا
کے برخلاف نہایت نادر دار الفاظ میں صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں اس سے بھی بڑھ کر سوامی صاحب
ان تمام ہندو گر تھوں یا ہندو شاستروں کو جنہیں بت پرستی کی تعلیم دی گئی ہے۔ جھوٹی نقصان دہ اور قابل
ترک قرار دیتے ہیں ہندو گر تھوں کے علاوہ وہ تمام تیرتھ جو ہندوؤں کے نزدیک نہایت مقدس اور نجات
کا ذریعہ مانے جاتے ہیں۔ سوامی دیانند کے نزدیک ٹھٹھ کی کاٹھن فاحشہ عورتوں کے جنگل اور شہیدہ گروں
کے مسکن معلوم ہوتے ہیں اسکے علاوہ سوامی دیانند نے اپنی شہادت میں حکم اہم اور درج کر چکے ہیں۔ اس
بات پر کافی روشنی ڈال دی ہے کہ اس ملک میں جس قدر بت توڑے گئے تھے۔ وہ زیادہ تر شکر آچاچ کے زمانہ
میں توڑے گئے تھے جو کہ ان بتوں کا تعلق جنیون سے تھا۔ اور جنیون نے کسی زمانہ میں بقول سوامی
دیانند آریون یعنی ہندوؤں پر بڑے مظالم توڑے تھے اور انھوں نے وہ دن اور دیگر گر تھوں کو لافن کرنا
شروع کر دیا تھا۔ اس لئے جب ہندوؤں کو جنیون پر قابض ہوا۔ تو ہندوؤں نے جنیون کے بتوں
کو خوب توڑا اور انکے مندروں پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ ہندوؤں اور جنیون کا یہ جنگ مسلمانوں کے ہندو
میں آنے سے بہت عرصہ پیشتر ہوا تھا۔ اس لئے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ جن مسلمانوں اور بتوں کے توڑنے کا ان
مسلمانوں پر لگا یا جا رہا ہو۔ وہ بقول سوامی دیانند دراصل ہندوؤں اور جنیون کی آپس کی جنگ کے
نشانات ہیں۔ جو اب تک دیکھے جاسکتے ہیں۔ گیا کے بدھ مند کا ایک ہندوؤں کے قبضہ میں چلا آج بھی
اس بات کی کافی شہادت ہے کہ ہندوؤں نے فرق مخالف کے مندروں اور صور جیون کے ساتھ نہایت ہی
فیاضانہ و تبصر سے کام لیا۔ پھر یہی ہو سوامی دیانند کے مذکورہ بالا دشنام سے کم از کم اتنا پتہ لگ جاتا ہے
کہ وہ ہندو ہوتے ہوئے اور بتوں کے گھر میں پیدا ہو کر ہندو دھرم اور خاص کر جنیون سے کس قدر

یہ رائے نظر آتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دشنام جس کے معنی گائی کہے جاتے ہیں وہ سنسکرت کے دشت اور نام کا کفر
 ہے۔ یعنی کسی شخص کو برے نام سے پکارنا۔ سوامی دیانند نے تو اپنے بھائی چند پریمہون اور ہندوؤں کو توڑ دشت
 ناموں سے یاد کیا ہو کہ انکی کتاب کا یہ حصہ دشت نامہ یا دشنام بن گیا ہو۔ بت پرستی سے بڑھ کر ان کے نزدیک
 کوئی برا فعل نہیں ہو۔ ہندوؤں کے جن گرتھوں میں بت پرستی کی تعلیم دی گئی ہو۔ سوامی دیانند کے نزدیک
 ان گرتھوں کے مصنفین شرافت اور انسانیت سے محروم تھے پس جس صورت میں کہ ہم سوامی دیانند کو ہندو
 دھرم گرتھوں تیرتھوں۔ ہندوؤں سا دھرم۔ سنیا سیدوں۔ پریمہون۔ پنجتوں وغیرہ سے سخت بیزار
 اور ان سے دور دور بھاگتا ہوا دیکھتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں ہمارے بزرگ کیسے دور اندیش۔ حق
 پسند۔ خدا پرست اور حقیقت شناس تھے کہ انھوں نے سوامی دیانند سے صدیوں پیش اس قسم کے فحش
 کو ترک کر کے اسلام قبول کر لیا۔ حالانکہ سوامی دیانند کے زمانہ میں ہندوؤں میں سے مسلمانوں اور انگریزوں
 کے راج کی بدولت انسان کی قربانی ہستی۔ و فحش اور وطنی الفرس جیسی خطرناک اور شرمناک رسومات تاننا
 روکی جا چکی تھیں۔ مگر ہمارے بزرگوں کے زمانہ میں جبکہ انسان کی قربانی ہستی اور وطنی الفرس جیسے جرائم
 بھی دن و رات کئے جاتے تھے۔ اس زمانہ میں ان خدا ترس۔ حق پسند۔ غیور۔ با حیا۔ شریف النفس
 بزرگوں کو ہندو دھرم میں رہنا کس قدر دشوار ہو گیا ہوگا۔ اور کس طرح وہ اپنی بے آب کی طرح اس
 دلدل سے نکلنے کے لئے تیار ہو رہے ہوں گے۔ چونکہ اس زمانہ میں ایک طرف ہندو تھے دوسری طرف
 جینی اور دونوں ہی بت پرست تھے اور بت پرستی کی جو خرابیاں اور بدنتائج ہو سکتے ہیں۔ ان پر سوامی
 دیانند نے خود ہی اپنے دشنام میں روشنی ڈال دی ہو۔ مقام غور ہو کہ ان سید روحن کو جو ان تمام فحش
 سے تنگ آ چکی تھیں۔ جنکو دھرم نامی دے سکتا تھا نہ ہندو دھرم راجست پہنچا سکتا تھا۔ کیسی
 مشکلات کا سامنا تھا۔ یہ وہی زمانہ تھا جبکہ عرب میں آفتاب اسلام طلوع ہو چکا تھا۔ ہمارے آباؤ اجداد
 کی تیار اور پیاسی روحیں آسمان کی طرف دست بردار تھیں کہ خداوند کریم نے اوہنکی آواز کو سنا اور انکی
 سرسرا کے لئے آفتاب اسلام کی کرنیں خشکی اور تری کے راستے سے ہندوستان پر پڑنے لگیں۔ ہمارے
 آباؤ اجداد نے جو پہلے ہی سے اس روحانی بادشاہ اور باقی رحمت کے لئے چشم براہ تھے۔ انکی نور کی
 ان کرنوں کو لینے کے لئے اپنے دھن کے کوڑھن کو کھول دیا اور نہایت ذوق اور شوق کے ساتھ اس نغمہ
 انکی کہ اپنے روحانی ہونٹھوں سے نکالایا۔ ہمارے ایسے خدا پرست اور حق پسند آباؤ اجداد پر آج کی رات

اگر کہا گئے۔ سا۔ چند دم۔ نگم۔ نگم۔ ایہ۔ بھاستے :

سوامی دیا نند فرماتے ہیں کہ ہیدھر چھوٹا ہو۔ دام مارگی ہو۔ وہ ویدکا ایسا ترجمہ کر کے برباشی
 بھیلانا چاہتا ہے۔ سوامی دیا نند ہیدھر کی اس شرارت کو طشت اندام کرنے کے لئے وگوید آدی بھاش
 بھونکا میں نہایت طیس ہندی میں اسکا ترجمہ شائع کر دیتا ہوں۔ ہزاروں لاکھوں زوجوں دوشیزہ ہندی
 آریہ وکریان اسکا مطالعہ کرتی ہیں مگر ہم ہندی لائبریری میں اسکا ترجمہ نہیں کر سکتے۔ بلکہ ویدک ہیدھر کو
 رکھنے کے لئے ہم نہایت دقیق الفاظ استعمال کر سکتے۔ "عاملان گیدہ" اگستہائے خود شکل استلامہ میا زندہ
 ویا دوشیزگان میگہ نیر دقت وظی النساء بالسرعة صورت غلغلا من استہارے آید۔ وچون ایر الرحل
 مثل الحصفور فی السہ المرأة ورے آید۔ وآن کیہ رائنگ میگہ۔ ویکر لطفہ میسر زو۔ ہر آئینہ صوت لہلا
 بلندے شود۔ دوشیزگان نیز با عامل میگہ شہزادہ میگہ بند کہ حشفہ کیہ تو با سوراخش مثل زمین
 تو می نند۔ ہم جانتے ہیں کہ ہائے اس ترجمہ سے عوام الناس کے ہاتھ پلے کچھ بھی نہیں پڑے گا۔ مگر ہم کیا
 کریں ہم مجبور ہیں ہم پرانے خیال کے ہندوؤں کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں کہ ویدوں کی تفسیر کو ہر ایک
 انسان کے سامنے یہاں تک کہ چوہڑے چاروں کے سامنے بھی پیش کرنا چاہیے۔ چنانچہ اسی اصول
 سے متحرک ہو کر وہ اپنی اردو اور ہندی کی کتابوں میں ویدک اصولوں کی بدین الفاظ شاعت
 کرتے ہیں۔ بہترین وقت برائے جماعت بعد از یک پہر شب است چون مرد و عورت تندرست
 و خرسند باشند باید کہ جماعت بکنند و قنیکہ منی بفضاء فرج برسد ہر را باید کہ حرکت نہ کنند
 و جسم ہائے خود را تقسیم و اشتہ دہن پیوستہ بہ دہن۔ منی پیوستہ بہ منی مراد انزال منی بکنند۔ وقت
 چکیدن لطفہ بہ اندام نہانی عورت را باید کہ کون خود را تنگ بکنند و فرج را بالاکشیدہ لطفہ بہ رحم
 خود برساند و استقامت یابند۔ اردو سیتا رتھ پرکاش ص ۱۸۰ سنسکار بھی ص ۲۲

سوامی دیا نند اس میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے کہ مذکورہ بالا ویدک ہدایات کو
 اردو اور ہندی میں شائع کر کے زوجوں کو ندری لکھیں یا عورتوں کے سامنے پیش کریں
 مگر ہمیں ان ہدایات کو اردو میں نقل کرتے ہوئے جھجک محسوس ہوئی ہو۔ اگر سوامی دیا نند کا مذکورہ
 بالافعل درست تسلیم کر لیا جائے تو ہم پوچھتے ہیں کہ اسی مطلب کو ظاہر کرنے کے لئے ہندوینڈیت
 حیدر کا یہ منہ پریش کرتا ہو۔ وہ کیا جرم کرتا ہے ؟

تالہ چہ - تے تہا چہ - تے اگر کم - برکھش - اسہ - روہتا - برقی - لایینی - نے -

کچھ شہنشاہی تیم - سیات - (بحر وید ۲۳)

حمید ہر اسکا ترجمہ بدین الفاظ کرتا ہو :-

"ہو ہاشی - تو - تالہ - چہ - تویتا - یدار - کاشٹم - لیسہ - منج - کیسہ - اپری بھاگم - اردتہ

تداتے تہا - کچھ مٹھی - تلیم - لنگم - برکھیشنی - ایوم - تو - اپتی - اتی - شلیلم - لنگم - اٹھانین
کروٹی - وا - تبد بھوگین - سینہم - اتی - دون - ایوم - تو - اپتی :-

"لے ہاشی - چون پردوارت برخت چوب خواہیدند - وید تو کیش لقبضہ الیدہ است
لیک داخل کرو - تو بہ طور آدمی - تم بعد اقامتہ الذکر بہ ہاشی میگوید کہ با تو مجاعت میجو اہم
ہاشی بچو اب میگوید کہ ولادت تو ہم برین منط بورہ است -

سوامی دیانند فرماتے ہیں کہ حمید ہر ویدن کا ایسا ترجمہ کرنے میں یہ معاشی کرتا ہے اور کہ

وہ دام مارگی ہو گر خود - بحر وید کے ہی ایک منتر کا ترجمہ سوامی دیانند نے بدین الفاظ کیا ہو :-

ریتو - موترم - بھاتی - پونیم - پروشدی - اندریم - گر بھو - جرا یونا - اورت - ایوم

جہاتی جنتہ (بحر وید ۱۶)

ترجمہ :- چون ایرا ریل بہ استہ المراء داخل میشود - استخراج سنی و بول خوب میگذرد - بعدہ

نطفہ بہ جرا غلطیدہ پیدا میشود :-

پیدائش کے جس اصول کو حمید ہر نے ذرا کھلے الفاظ میں دکھایا ہے - اسی کو سوامی دیانند

نے وید کے دوسرے منتر سے واضح کر دیا ہو - حمید ہر دوسرا منتر پیش کرتا ہو :-

یسیہ - اگھو - بھیدیا - کرو سو - تھولم - اپات - ست - شکادی - اسہ - یجتو - گر شنے -

بحر وید ۲۳

شکلا - دور

چون کیراہین بہ اشتیق داخل میشود خصیتان شفران سے اندر یعنی بہ سبب تنسیق التعلیق

وسایتہ الذکر بہ رین استہ مادہ چان ہے قرار دی و منطرب میگذرد - گرگی کہ مکان آمد کہ بہ شفاقی

ظلت البقرہ ملون للما قادمہ بناب بشتد سوامی دیانند کہتا ہو کہ یہ صریح اس کرتا ہے - کہ

کہتے ہیں کہ کئی ایک وید منون کا خود سوامی دیانند جو کہ کیا ہے وہ ذات خود حمید ہر کے ترجمہ

ہیدھر کجروید کے اس منتر کا ترجمہ بدین الفاظ کرتا ہے۔

مرو را بید کہ چون بندہ است المارۃ ضلیل "آزماہست خود گرفتہ کشادہ کند۔ چنان کہ کسان منہست را بخلہ و علف پر گزودہ با بیدیدہ۔ تاکہ ہم نہ جدا جدا ہوں۔"

صاف ظاہر ہے کہ ہیدھر کا ترجمہ اور اسکی مثال دونوں تجربات و مشاہدہ کو ساتھ لئے ہوئے ہے مگر سوامی دیانندان دونوں باتوں کو نظر انداز کر جاتا ہیں مثلاً

"وایم تے شندھامی۔ پراہم تے شندھامی۔ چکشتو۔ غندہ اہی شردتم نے شندھامی ناہیسیم تے شندھامی۔ بیڑانتے۔ شندھامی یا یونسے۔ شندھامی۔ جو ترم تے شندھامی (یجر وید ۱۰) سوامی دیانند فرماتے ہیں کہ اس منتر میں گورو یا گوروکسا۔ ت کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو مخاطب کر کے کہے۔ کہ۔

"بیائیکہ زبان شمارا پاک کینم۔ بیان شمارا پاک کینم۔ نظر شمارا پاک کینم۔ گوش شمارا پاک کینم۔" ان شمارا پاک کینم۔ کیشناراپاک کینم۔ کون شمارا پاک کینم۔ افعال شمارا پاک کینم۔"

ہدایت نہایت معقول ہیں۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ گورو کل میں ۵۴ برس سے لیکر ۴۴ برس تک طاقت

علم کو رہنے کی اجازت ہے اگرچہ چھوٹی عمر کے ہوں تو ممکن ہے۔ ان کے باخاند پیشاب صحت کرینکا مطلب

ہو لیکن اگر سوامی دیانند کی طرح جو سوامی درجہ پانچ کے پاس پتھر میں ۴۸ برس کی عمر سے بھی زیادہ دیر

شاگردی کرتے رہے تھے۔ گورو کے گھر میں طالب علم ۲۵ برس سے لیکر ۴۴ سال کی عمر کے ہو گئے۔ تو پھر وہ

منتر کے فرمان پر عمل کرنا گورو کی عورت تو ایک طرف خود گورو کے لئے بھی بڑا مشکل ہے۔ ایک منتر اور لیجئے:

"ناہرتے۔ سے۔ جنم۔ دیگیم۔ پاہرے۔ پجیتی۔ بھست۔ آند۔ ننداد۔ اندور۔ ہے۔ بھگا۔

سوجاگیم۔ لپا۔ جنگا۔ بھیا۔ پ۔ بھیا۔ دھر موآی۔ ہشی۔ راجا۔ پشٹھنا (یجر وید ۱۰)

سوامی دیانند فرماتے ہیں۔ کہ اس منتر میں راجہ کو ہدایت کی گئی ہو کہ وہ اپنی رعایا کے سامنے یہ اعلان کرے کہ

"اے رعایا میں نے خواہم کہ ان من دول من دھلم من۔ وکون من و فرج من و کیتہ اہی پشٹین

من۔ کریر من کہ باعث لذت جلع ست این ہمہ اشمار باعث شادمانی من باشند۔ و خیر ہم کہ ساق من دپکا

من باعث قیام من باشند۔ وں راجہ شاہورہ بہ عدل و انصاف حکومت کینم۔"

راجہ کی طرف سے رعایا کے سامنے یہ وں نے جنہیں اعلان کی ہدایت کی ہو وہ نہایت فصیح و بلیغ ہیں

مگر یہ اسی منتر سے معلوم ہوا کہ ویدوں کے زمانہ میں راجاؤں کے جسم میں بھگ بھی ہوا کرتی تھی راجاؤں کے راجہ یعنی ہمارا راجہ اندر کے بارے میں پورا نون میں کھتا آتی ہو کہ جب اس سے گوتم کی بیوی اہلیہ سے نکاح کیا تو رشی کی بددعا سے اندر کے جسم میں ہزار بھگ پیدا ہو گئی تھی۔ ممکن ہے۔ پورا نون کے اندر کے جسم میں ہزار بھگ نمودار ہونے کی کہانی وید کے اسی منتر سے اخذ کی گئی ہو۔ مگر اس بات کا تاریخی ثبوت ملنا نہایت مشکل ہے کہ راجہ کی ہزار بھگ کھٹے کھٹے آخر کار اس زمانہ میں صرف ایک بھگ رہ گئی اور پھر کج کل کے زمانہ میں وہ بھگ بھی کیوں روپوش ہو گئی۔ بہرہ گیت کچھ ہی ہنسوامی دیا نندنے اس چیتان کا کوئی حل نہیں بتایا۔
دوسرا منتر لیتے ہیں۔

”پرچھیامی۔ توام۔ پریم۔ اتم۔ پرتھویا۔ پرچھیامی۔ تیر۔ بھو اسنیہ نا بھو پرچھیامی۔ تو۔ درشنہ۔ اشواسیہ۔ رتبہ۔ رگوید منڈل پہلا ۲۲-۳۲-۳۳۔ سوامی دیا نند ترجمہ کرتے ہیں۔

”اے عالم! من از تو ہے پریم کہ کنارہ زمین کجاست؟ راز تو می پریم کہ مرکز ہمہ اہرام فلکی کجاست؟ از تو ہے پریم کہ آن کیست کہ انزال مٹی اور پچو انزال فرس است کہ باران مٹی میسند؟ سوامی دیا نند فرماتے ہیں کہ محققین کو چاہیے کہ وہ اسی قسم کے سوالات عالموں سے پوچھنے سے روک کر۔ رگوید کے دوسرے منتر میں ان تمام سوالوں کا جواب دیتے ہوئے آخری سوال کا جواب یہ دیا گیا ہو کہ ایسا بارش کنندہ سورج ہے۔ مگر رگوید میں اس سے پہلے ہی منتر میں سورج دہانے میں پڑنے کا جو کام کیا ہے۔ اس سے سوامی دیا نند بھی جکرا گیا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلا منتر یہ ہے۔

”دیو تو۔ را۔ مے۔ پنا۔ جنتا۔ نا بھرتہ۔ بندھری۔ ماما۔ پرتھوی۔ مہیم۔ انا مہ۔ چمبو۔ یونی۔ انتر منتر۔ بتا دو ہتر گریہم۔ اوبات“ رگوید منڈل پہلا ۲۲-۱۶۳-۳۳۔
رگوید آدمی بھاش بھومکا میں اس وید منتر کا ترجمہ کرتے ہوئے سوامی دیا نند نہایت پریشان ہوا ہے۔ آخر کار وہ یہ ترجمہ کرتا ہے۔

”رودشی (سورج) میرا تباہی مٹانے والا ہے۔ اس سے تمام کاروبار انجام پاتے ہیں۔ یہاں سورج اور زمین کا باہمی تعلق ہے۔ زمین مانا لینے والے قیام ہے زمین اور سورج یا زمین اور مبادل چادر

چھتے اور چاندنی دو بالمقابل کھڑی ہوئی تو جون سے شایہ ہیں۔ اہل جوہنزلہ باپ ہے۔
 میں جوہنزلہ دختر ہے۔ اب باران کی صورت میں تل کو قائم کرتا ہے رگوید منڈل سوکت ۳۴ منتر
 ۳۳ سو الینی سوچ کو پر جاپی کہتے ہیں اور صبح کی شفق اس کی دختر کی مثال ہے۔ کیونکہ جو شے
 کسی سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ اسکی اولاد کی مثال ہوتی ہے اور وہ خود ہنزلہ اس کے باپ کے ہوتا ہے۔
 وہ باپ یعنی سوچ اور شایہ یعنی سرخی تا شفق میں جوہنزلہ اس کی دختر ہے۔ کمال سرعت اپنی کروڑوں
 سے بدول کرتا ہے اور اس طرح شفق میں سوچ کے حلول کرنے سے سوچ کی روشنی یادن جوہنزلہ اس کے
 فرزند کے ہے۔ پیدا ہوتا ہے۔ اس فرزند یعنی روشنی یادن کی مان او شا شفق کا اور باپ سوچ کی
 گویا۔ شا کے بطن سے جو سوچ کی دختر کی ہنزلہ ہے۔ سوچ کی صورت نطفہ سے فرزند یعنی دن
 پیدا ہوتا ہے۔ علی الصبح یعنی پانچ گھنٹے رات رہتے سوچ کے برادر ہونے سے بیشتر کسی قدر سرخی
 نمایاں ہوتی ہے۔ اسے او شا (شفق) کہتے ہیں۔ اسوقت باپ (سوچ) اور بیٹی (شفق) کے
 وصل سے خوشنار روشنی شل فرزند پیدا ہوتی ہے جس طرح مان باپ سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح
 یہاں بھی گھنا جاتا ہے۔
 اسیر برہمن۔ پنچکا ۲۔ کندھا ۳۳۔ ۳۴

”بادل اور زمین کا بھی باپ بیٹی کا تعلق ہے۔ کیونکہ بادل یعنی پانی سے زمین کی پیدائش ہوتی
 ہے۔ اس لئے زمین، ہنزلہ اس کی دختر کے ہے بادل زمین باران صورت نطفہ ڈالتا ہے۔ پانی
 پڑنے سے زمین باراں ہوتی ہے اور اس سے نباتات وغیرہ ہنزلہ اولاد پیدا ہوتی ہے۔ ترکٹ ادھیہا
 ۴۔ کھنڈ ۲۱) اسی طرح رگوید کا ایک دوسرا منتر بھی ہے۔

شاسد۔ وہی نا۔ دوہتر۔ پننیم۔ کادی۔ دوران۔ ریشیہ۔ دی دہی۔ تم مہرین۔ پتا پتر
 دوہتو۔ یکم۔ رنجین۔ سم۔ شکمین۔ رفسا۔ دوہنوسے۔ رگوید منڈل (۳۱)
 اس منتر میں سوامی دیانند نے ”پتا دہی اور دوہتر یکم“ کا ترجمہ ”باپ۔ دوہن کرنے والا بیٹی کے
 بچن کو کیا ہے۔ اس منتر کی تشریح اور پر والے منتر کی تشریح میں موجود ہے سوامی دیانند نے رگوید
 کے اس منتر کی تائید میں یہ ثبوت ہم پہنچایا ہے کہ نہ صرف رگوید میں ہی بلکہ ترکٹ اور اساتھریہ برہمن میں
 بھی باپ اور بیٹی کے تعلقات کا قصہ موجود ہے۔ جب یہ حالت ہو تو ہم نہیں جانتے کہ سوامی دیانند ہندو
 اگر تھون کے اس قصہ کو کہہ رہے ہیں اپنی بیٹی کے ساتھ نہ کیا۔ کیونکہ غیر مستند قرار دینے میں

آگے چکر سوامی دیانند نے رگید کا یہ منتر پیش کیا ہے کہ:-

انیم - اچھسو سو بھگے - ہتم رمت رگید منڈل ۱۰-۱۰-۱۰

سوامی دیانند اس کی تشریح بدین الفاظ کرتے ہیں:-

"جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اسے نیک نیت

اولاد کی خواہش کرنے والی تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کرے کیونکہ اب مجھ سے تو اولاد

نہیں ہو سکیگی۔ تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوک کر کے اولاد پیدا کرے۔ لیکن اس بیابے عالی حوصلہ

خاوند کی خدمت میں کمر بستہ رہے۔ ویسے ہی عورت بھی حسب بیاری وغیرہ میں پھنسا کر اولاد پیدا کرنے کے

ناقابل ہو تب اپنے خاوند کو اجازت دے کہ اسے مالک آپ کی اولاد کی امید مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری

بیوہ عورت سے اولاد پیدا کیجئے جیسے پانڈورا جی کی عورت کتنی اور راری وغیرہ نے کیا اور جیسا واپس جی

نے چترانگد اور دچتر دیرج کے مر جانے پر اپنے بھائیوں کی عورتوں سے نیوک کر کے امکا امبا سے وصرت

ریشٹر اور امبا لیکا سے پانڈورا دسی سے دور کو پیدا کیا اس قسم کے تاریخی واقعات بھی اس بارہ میں

ثبوت ہیں۔ سیتا تھ صفحہ ۱۳

سوامی دیانند کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ نیوک کا مسئلہ آنا ہی پرانا ہے جتنا کہ ملی الفرس کا مسئلہ

وہ اسکے ثبوت میں یہ منتر بھی پیش کرتے ہیں۔

سوما پر تھو د دے - گندھو د دے - دودے - اترا - ترمیوا - کشنہ - پتی تو ریستہ - رش - جا

رگید ۱۰-۸۵-۴۰

رگید کے اس منتر سے سوامی دیانند یہ ثابت کرتے ہیں کہ عورت کو گیارہ مردوں سے نیوک

کرنے کی اجازت دیدن نے دی ہے۔ پھر وہ اسی رگید کا یہ منتر بھی دیتے ہیں۔

ام - توام - اندرا - میرؤا - سپترام - سو بھگم - کرنو - شاسام - پتر نام سندھی - پتی میکا

رگید ۱۰-۸۵-۴۵

کروھی

اس منتر سے سوامی دیانند یہ ثابت کرتے ہیں کہ شادی اور نیوک کے ذریعہ عورت اور مرد کو

دین دن اولاد پیدا کرنے کی اجازت ہو مگر کہا در کس طرح؟ سوامی دیانند فرماتے ہیں:-

۱۔ اگر شادی شدہ مرد دھرم کی خاطر غیر ملک میں گیا ہو تو یہاں بھی عورت اس سے اگر علم و نیکی

کے لئے کیا ہو۔ تو پھر برس۔ اور دولت کمانے کے لئے کیا ہو۔ تو تین برس تک انتظار کر کے نیوگ کے ذریعہ اولاد پیدا کرے جب شادی شدہ خاوند واپس آوے تب نیوگ شدہ خاوند سے قطع تعلق ہو جائے ویسی ہی مرد کے لئے بھی قاعدہ ہے۔

۲۔ عورت بائجھہ ہوتی آٹھویں برس اولاد ہو کر مر جائے تو دسویں برس جب جب اولاد نہ تب تک لڑکیاں ہی ہوں۔ (ڑکے نہ ہوں)۔ تو کیا دسویں برس اور جو بکلام پونے والی ہو۔ تو جلدی ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔

۳۔ اسی طرح اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو۔ تو عورت کو چاہیے اسکو چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کر اولاد پیدا کر کے اس بیابے خاوند کی وارث کرے۔

۴۔ اگر حاملہ عورت سے ایک سال کے عرصہ میں مرد سے یا دائم المیض مرد کی عورت سے رہا نہ جائے۔ اور اسکا عالم شباب ہو تو کسی سے نیوگ کر کے اس کے لئے اولاد پیدا کر دے۔

سیتا رتھر پرکاش صفحہ ۱۳۸

نیوگ کا مسئلہ خود سوامی دیانند کو ہی زنا کاری سامعلوم ہوتا ہو۔ چنانچہ وہ خود ہی اس پر سوال و جواب کرتے ہیں:-

سوال۔ یہ نیوگ کی بات زنا کاری کی مانند معلوم ہوتی ہے۔

جواب۔ جیسا قواعد کے مطابق بیاہ ہونے پر زنا کاری نہیں کہلاتی اسی طرح قاعدہ کے مطابق نیوگ ہونے پر زنا کاری نہیں کہی جاوے گی۔

سوال۔ ہے تو ٹھیک لیکن یہ زندگی باری کا سا کام نظر آتا ہو۔

جواب۔ زندگی باری میں کوئی مقررہ آدمی یا مقررہ قاعدہ نہیں ہوا کرتا۔ مگر نیوگ میں بیاہ کی مانند قواعد ہیں۔

سوال۔ ہم نیوگ کی بات میں گناہ معلوم ہوتا ہو۔

جواب۔ گناہ تو نیوگ کے روکنے میں ہے۔ کیونکہ ایشور کے قواعد کے مطابق مرد عورت کا فطرتی عمل رک ہی نہیں سکتا۔ بھرتارک الدنیا عالم باکمال اور جو گیون کے۔

سیتا رتھر پرکاش صفحہ ۱۳۲-۱۳۳۔

سوامی دیاند کی مذکورہ بالا تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ نیوگ کا مسئلہ مرد اور عورت کے فطرتی عمل کو جاری رکھنے کے لئے ہوا اور کہ نیوگ نہ کرنا گناہ ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں نیوگ پر عمل کرنا بڑا پین یا ثواب یا دھرم کا کام ہے۔ یہی دھرم مارگیوں کا خیال ہے کہ سہسہ جھگ و نشان مکتی۔ مگر اس طرح در بدر خراب ہونے کی نسبت یہ کیوں نہ کیا جائے کہ حالات و ضروریات کے مطابق عقد ثانی اور طلاق پر عمل کیا جائے۔ سوامی دیاند اسکو نہیں مانتے وہ فرماتے ہیں کہ:-

”عقد ثانی نہیں ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ عقد ثانی سے عورت اور مردین محبت کم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب چاہے تب مرد کو عورت اور عورت کو مرد چھوڑ کر دوسروں کے ساتھ تعلق کر لینگے دوسرے جب عورت اپنے خاوند کے مرنے پر یا مرد اپنی عورت کے مرنے پر دوسرا بیاہ کرنا چاہیں تب پہلی عورت کی یا پہلے خاوند کی جائیداد کو واپس لے لینگے۔ تیسرے بہت سے اپنے خاوندوں کا نام و نشان مٹ کر ان کی جائیداد برباد ہو جائیگی چوتھے بتی برت اور استری برت دھرم برباد ہو جائیگی۔ سیتا رتھ پرکاش ص ۱۳

عقد ثانی سے بتی برت اور استری برت دھرم کو ناش ہو جانے سے بچانے کے لئے سوامی دیاند شادی شدہ عورت کو اجازت دیتے ہیں۔ کہ اسے نیک بخت چونکہ تپتی بڑا یعنی عفت با ہے۔ اس لئے ہم بستر ہونے کے بعد فوراً اپنے بیاہتا عالی حوصلہ خاوند کی خدمت میں چلی آنا۔ مگر سوامی دیاند یہ بھی فرماتے ہیں:-

”ایک نیوگ میں دوسرے لڑکے کے حمل رہنے تک نیوگ کی حد ہے۔ اس لئے چھپے صحبت نہ کریں۔ حاصل کلام مذکورہ بالا فرقہ سے دس اولاد تک ہوتے ہیں چھپے شہوت پرستی بھی جاتی ہے۔ گوجا جب تک ایک عورت غیر مردوں سے دس بچے نہ پیدا کر لیں۔ تب تک وہ برابر نیوگ کر سکتے ہیں۔ کن کہہ سکتا ہے کہ اتنی اولاد صرف ۱۱ گھروں کی در یوزہ گری سے مل جائیگی مکن ہے ان کو اسے بھی زیادہ دروازوں پر دستک دینی پڑے اور سیکڑوں ہزاروں تک پہنچا پڑے اس صورت میں دھرم مارگیوں کے اصول سہسہ جھگ و نشان مکتی اور نیوگ میں طلاق کوئی فرق نہیں ہوتا جس طرح دھرم مارگی اپنی ذات برادری یا ہم مشردوں کے ساتھ ایک جگہ جمع ہو کر دھرم مارگ کو مقررہ قواعد کے مطابق بدفعی کرتے ہیں اسی طرح نیوگ کے متعلق بھی سوامی دیاند فرماتے ہیں۔

"جب عورت و مرد کا نیوگ ہوتا ہو تب اپنے خاندان میں مرد و عورتوں کے سامنے ظاہر کریں کہ ہم دونوں اولاد پیدا کرنے کی خاطر نیوگ کرتے ہیں۔ جب نیوگ کا مدعا پورا ہو جائیگا تب ہمارا قطع تعلق ہوگا۔ اگر اس کے برخلاف کریں تو گنہگار اور ذات برادری یا راجہ کی سزا کے مستوجب ہوں گے۔

بین ایک بار مستقر اصل کا کام کرینگے

بیتا چھ صفحہ ۱۲۲

نیوگ کا مدعا اپنے پیدا کرنا ہے۔ اگر بچے پیدا ہونے سے پیشتر یہ تعلق توڑ دیا جائے تو وہ گنہگار اور ذات برادری اور راجہ کی سزا کے مستوجب ہونگے اس ناجائز تعلق کی مزید تشریح سوامی دیانند یوں فرماتے ہیں "نیوگ کی صورت میں عورت اس بیاہے خاوند کے گھر میں رہتی ہو اور نیوگ سے پیدا شدہ بچہ کے وسیع و اتاکہ نہ بننے کہلاتا ہے۔ اسکا گوشت چڑھاؤ نہ اسکا اختیار ان لوگوں پر رہتا ہے شادی شدہ مرد اور عورت کو باہم خدمت اور پرورش کرنی لازمی ہو کر نیوگ کرنے والے مرد اور عورت کا اس قسم کا کوئی تعلق نہیں رہتا بیاہی عورت مرد کا تعلق دونوں کی موت تک رہتا ہو۔ مگر نیوگ شدہ عورت مرد کا تعلق "کاسچ" کے بعد چھوٹ جاتا ہے شادی شدہ مرد و عورت اپنے گھر کے کاموں کو سرانجام دینے میں کو مشغول رہتے ہیں۔ مگر نیوگ شدہ مرد اور عورت اپنے اپنے گھر کے کام کرتے ہیں۔ ۱۳

سوامی دیانند کی مذکورہ بالا تحریر کا مطلب صاف ہو کہ نیوگ کی صورت میں مرد و عورت خواہ شادی شدہ ہوں۔ خواہ غیر شادی شدہ۔ اگر ادھر کراچ" کیا اور دھر وہ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ دام مارگیوں کی اصطلاح میں شراب کا نام "تیرتھ" اور زنا کاری کا نام "چچی" ہے مگر یہ کراچ" کی اصطلاح سوامی دیانند کی اختراع ہے جس طرح دام مارگیوں نے اپنے ہر ایک قسم کے فسق و فجور کے لئے پرانے ہندو گرتھوں کی آڑ لے لی ہے اسی طرح سوامی دیانند نے اس "کراچ" کے لئے سب سے پرانی کتاب یعنی رگ وید کا سہارا لیا ہے اور اسکا نام نیوگ رکھا ہے پرانے ہندو پنڈت مہیدھر کراچ اور سوامی دیانند میں صحت اتنا سا فرق ہے کہ مہیدھر دلی اور وید میں سے ثابت کرتا ہے مگر سوامی دیانند فرس کا کام آد میں سے لینا چاہتا ہے۔ حالات زمانہ کے مطابق گھڑے کی طاقت کو آدمیوں کی طاقت میں تبدیل کر دیا گیا ہو نتیجہ وہی ہو جو مہیدھر کا تھا۔ دلی اور فرس میں خاوند اپنی عورت کو اجازت دیتا ہو کہ تو گھر لے سے دلی کر نیوگ کی حالت میں خاوند اپنی عورت کو اجازت دیتا ہو کہ گیارہ غیر مردوں کو دلی کر پس ویدوں کے متعلق پرانے ہندو پنڈت مہیدھر اور سوامی دیانند کی تحقیقات کا نتیجہ تقریباً یکساں ہے ویدوں کے ان پرانے اور نئے پهلوانوں کے دھجھل کو دیکھ کر ہم اس بات کی ہرگز ضرورت

محسوس نہیں کرتے کہ ہم اپنے یا اپنے بزرگوں کے فیصلہ پر کسی قسم کی نظر ثانی کریں بلکہ ہم نہایت مضبوطی سے اس بات پر قائم ہیں کہ ہندو یا دیگر قوم کو ترک کر کے ہمارے آباؤ اجداد نے اپنی حق پسندی و خدا پرستی کا بین ثبوت دیا یا ہو ہمارے ایسے بزرگوں پر آج کسی آریہ یا ہندو کا یہ الزام لگانا یا کدہ تلوار سے دھک لالچ کر لیا جانے والا ہو تو ہم کو سخت شرافت ہو

دین فصل

گھٹی

ہمارے بزرگوں کے تنگ ذاموں پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انھوں نے تلوار کے دوسری مالا لچھ سو ہندو یا دیگر دھرم کو ترک کر دیا تھا۔ ہم سے استدعا کی جاتی ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کے فیصلہ پر نظر ثانی کریں۔ چنانچہ اس مقصد کی خاطر ہمارے سامنے دو دن کے پورے اور نئے مفسرین کا دنگل بھی رہ چکا ہے۔ اگر ہم دیکھا جکے ہیں کہ اس دنگل کو دیکھ کر جب ہماری تسلی نہیں ہو سکتی تو ہمارے آباؤ اجداد جو ہم سے زیادہ عالم فاضل، خدا ترس اور حق پسند تھے اس قسم کی باتوں سے کیونکر صبر کر سکتے تھے؟ کو اختیار کرنے سے رک سکتے تھے چنانچہ وہ دو دن کو ترک کر کے حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ بہ شک بحث کرتے کرتے خشک گزرا۔ اب ہم ذرا گہری بحث کرنا چاہتے ہیں۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ اگر وہ دن کی اس تعلیم پر جو سوامی دیانند ہمارے سامنے پیش کرتا ہے وہ عمل ہونے لگ جائے تو ہندوستان میں کس قدر اقتصادی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا مثلاً سوامی دیانند فرماتے ہیں کہ۔

دو ہوا ایم، نیگت استو، گھر تو اکتا۔ داکھ تو لنشی۔ ایکم تیا دیت۔ پترم ندو کیتھن چنا منوسمرتی

۳۰ سیتا رتھ پرکاش مطبعہ ہارس شکتی ۱۵۳۵

منوسمرتی کے اس شلوک کا ترجمہ کرتے ہوئے سوامی دیانند لکھتے ہیں کہ۔

"عین آدمی رات کو تمام جسم پر گھٹی کا لپ کر کے ایام ماہوار سے پاک شدہ بیوہ عورت کے ساتھ چسپاں صحبت کر لے گا ایک لڑکا پیدا کرے دو سالہ بچہ نہ کرے یہ کام تماشینی کے طور پر نہ کرے۔"

سوامی دیانند اور منوہار راج دونوں ہی یہ روایت کرتے ہیں۔ کہ نیرگ کرنے سے پیشتر نرم جسم پر گھٹی کی لپ لپنی چاہئے گھٹی کا لپ کینوں کرنا چاہئے۔ اسپر وہ کوئی روشنی نہیں ڈالتے۔ سوامی دیانند نے اور مردوں اور عورتوں کی اقسام تمام ہی میں کہ جنکو نیرگ کرنے کی اجازت ہو مثلاً بچکان بدکلام مرد یا بدکلام عورت

طریاق میں پیدا کرنے والی عورت۔ یا رانج نر جس مرد کی عورت یا دام المہ عورت کا قانونہ مالک بنے
 گئے ہوئے مردان کی وراثت وغیرہ۔ نیز ہندوؤں کی ساری کی آباؤی میں تو اگر ایسے مردوں اور عورتوں
 کی تعداد چند ہزار کی مشورہ سے ہم کم از کم ہندوؤں کی تسلیم کر لیں۔ اور سوامی دینند کے فرمان کے مطابق
 میں ایک ایک بار بھی نیوگ کر میں تو کم از کم ایک بار نیوگ بھی نہ سب سے ایک سال میں صرف نیوگ کی حالت میں
 پس کرنے کے لئے ۱۲ لاکھ میں بھی خرچ ہوگا جو سب سے زیادہ سوامی دینند نے یہ بھی کتاب کا حجت کرتے
 سے پیشتر ہم بھی فرمایا ہے اس نام کے لئے سوامی دینند کے باب کے مطابق ۴۰ آہو تیان دتی ہیں ایک
 ایک آہو تیان میں کم از کم ۶ ماشہ گھی فی کس ہوا ضروری ہے۔ بارہ دفعہ سال میں نیوگ کرنے کے لئے ۳ کوڑے مردوں
 اور عورتوں کو پس کے علاوہ گرجا جہان سنسکار کا ہوم کرنے کے لئے ہر دفعہ گھی خرچ کرنا پڑیگا۔ اس کی مقدار
 ۵۰۰ ۶۲ ۴۱ لاکھ میں ہوگی۔

پس نیوگ کے لئے گھی کا کل خرچ ساڑھے ۲۵۰۰۰۰ ۲۵۰۰۰ ۲۵۰۰۰ ۲۵۰۰۰ ۲۵۰۰۰ ۲۵۰۰۰ ۲۵۰۰۰ ۲۵۰۰۰ ۲۵۰۰۰ ۲۵۰۰۰
 مگر سوامی دینند نے آئینہ کے لئے دو دن وقت ہوم یا گھی جو خرچ کرنا بھی لازمی قرار دیا ہے۔ چنانچہ
 سوامی دینند ناراج سیتا راج پرکشش میں مذکور کا ذکر کرتے ہیں کہ۔

پیشتر صبح اور شام منہ بھرا دوا گھی جوڑا ہوم کرے۔ اگر پہلے لوگ دوا گھی کے کام نہ ہو جائیں
 اور رکوشہ در کی مانند سمجھیں
 سید ارتھ ۱۲

اب دیکھنا چاہیے کہ گھی ہوم یا ہوم میں صبح اور شام کس قدر گھی چھانکنا چاہیے۔ سوامی دینند
 نے سنسکار بعد ہی میں روزہ کے دو دن وقت کے باقاعدہ ہوم کے لئے فی کس ۶۰ آہو تیان بیان کی ہیں
 ہر ایک آہو تیان میں کم سے کم چھ ماشہ کی اور زیادہ سے زیادہ ایک چھٹا تک کی ہونی چاہیے۔ اگر کم سے کم چھ ماشہ فی
 آہو تیان گھی یا جال سے تو روزانہ فی کس چھ چھٹا تک گھی خرچ ہوا۔ آریوں اور ہندوؤں کی موجودہ آبادی
 ۴۰ کوڑے کے لگ بھگ ہے۔ آئینہ سے اگر سینا سیوں اور بچوں وغیرہ کو منہ کر دیا جائے تو ۲ کوڑے آدمی اور بچے
 ہیں۔ بلکہ ہر روز باقاعدہ ہوم کرنا چاہیے جس کا پیر مطلب یہ ہے کہ ۲ کوڑے ہندوؤں کو ۲ کوڑے ہندوؤں
 وقت ہوم کرنے کے لئے ایک سال میں ۶۰ کوڑے گھی خرچ کرنا پڑیگا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ سوامی دینند نے
 سنسکار بعد ہی میں اس بات پر زور دیا ہے کہ اگر لڑکے ۱۶ سنسکار ہی کرنے چاہئیں۔ اگر ہم یہ مان لیں کہ ہندوؤں
 کی آبادی میں سے ۲ کوڑے ہندو سال میں کم از کم ایک سنسکار ہی کرتے ہیں۔ اور فی سنسکار ۶۰ گھی خرچ کریں

نواس حساب سے کم کر وٹمن سالانہ گھی سنسکارون پر چھ بگڑا۔ اس کے علاوہ سوامی دیانندنے اس بات پر بھی خاص زور دیا جو کہ عورت اور مرد جب بھی جماعت کریں۔ انکو ہوم ضرور کرنا چاہیئے۔ اس ہوم میں کم از کم ۶۱ ہوتیان کی کسی ہونی چاہئیں اگر ہم تسلیم کریں کہ کم کر وٹمن دیون میں ۲۰ کر وٹمن شادی شدہ ہیں اگر وہ سال بھر میں بارہ دفعہ بھی جماعت کریں۔ تو ان کو کم از کم ۲۰ کر وٹمن بھی سالانہ صرف اسی مقصد کے لیے جلا پڑے گا۔ سنسکار بہ ہی میں سوامی دیانندنے آگ میں جلانے کی ساگری کی فرست دی ہے۔ اس میں کتوری کیسر اگر گرجین الائجی۔ جائفیل۔ جادوری۔ دودھ بھیل۔ گھی۔ قندناج۔ جاول کہیون اور دھنک۔ شہد۔ چھوڑے۔ کشتش۔ گھو۔ بھات۔ کھیلٹی۔ کھیر۔ لڈو۔ اور جلود کی ضرورت بتلائی ہے۔ اس میں بھی گھی کی ضرورت پڑتی ہے اگر ۲۰ کر وٹن آریون کی ساگری میں ۵۰ ہیس سالانہ گھی کی کسی لپٹی کر وٹن میں بھی صرف ساگری ملانے میں لگ جائیگا پھر سوامی دیانندنے یہ بھی لکھا ہے کہ جب کوئی مر جائے تو جتنا آٹا وزن ہوتا ہے اسکو جلانے کے لگو گھی ڈالنا چاہئے۔ بعض لالہ صاحبان دودھ تین تین من کے ہوتے ہیں اور بعض کم وزن کے۔ اگر اوسط وزن ایک من بھی رکھا جائے اور ۲۰ کر وٹن کی آبادی میں شرج اوات سم فیصدی سالانہ ہو۔ تو اس حساب سے اگر وٹمن گھی سالانہ صرف مردوں کے بھونگٹے میں لگ جائیگا۔ اس تمام گھی کی مقدار کو جمع کرتے ہیں۔

۱۔ نیک سے بیشتر جسم پر لپ کر کے لگو ۲۲۵۰۰ لاکھ ۵۔ جماعت سے بیشتر ہوم کے لئے ۲۲۵۰۰ کر وٹن
۲۔ نیک کو بیشتر ہوم کرنے کے لگو ۶۲۵۰۰ لاکھ من ۶۔ مردوں کو جلانے کے لئے ۱۰۰۰۰ کر وٹمن
۳۔ دونوں وقت ہوم کے لئے ۶۷۵۰۰ کر وٹمن ۷۔ ہوم کی اختیار کر تب کرنے کے لگو ۱۰۰۰۰ کر وٹمن
۸۔ سنسکارون پر ہوم کے لئے ۳۰۰۰۰ کر وٹمن ۸۔ گھی کا سالانہ خرچ ۱۰۵۶۴۱۲۵۰۰ ارب من
گوکہ ۲۰ کر وٹمن دیون میں صرف ۲۰ کر وٹمن دیون کو دیک دھرم پر عمل کرنے کے لئے کم از کم ایک ارب ۵
کر وٹمن ۶ لاکھ ۱۲ ہزار ۵ سو من گھی سالانہ یاہ کر وٹن ۸ لاکھ من گھی ماہیہ یا تقریباً ۱۰ لاکھ من گھی روزانہ آگ میں
جلا پڑیگا۔ اگر آجکل کی شرح یعنی ۸۰ روپیہ فی من کے حساب سے اس کی قیمت لگا کی جاوے تو ہم ۲۰ کر وٹن روپیہ
روزانہ ہونی پڑے گا دوسرے مطلب یہ کہ کم از کم ۲۰ کر وٹمن دیون میں تو ہر ایک ہندو کو روزانہ ایک روپیہ کے حساب سے
آگ میں جلانے کے لگو گھی کی ضرورت ہو۔ ہاے آریہ اور ہندو درست مسلمان کو تو یہ الزام دے رہے ہیں۔ کہ چھوٹے
یہ لوگ لگے وغیرہ دودھ دینے والے حیوانوں کا گوشت کھاتے ہیں۔ اس لئے ان جانوروں کے کم کر وٹن

کئی مشنک بنگالیوں، مسلمانوں، اور ہندوؤں میں کرتے دیکھ کر ان لوگوں نے کہنے لگے کہ ہندوستان میں آریہ
 سلج نے دیویوں کے نام سے دیوتا اور ہوم بنا کر ان کے شریعہ کی بات سب سے ہی اچھی، شرف اور باغیر غرض
 ہرگز ان کو تو کھانہ کے لئے بھی بیسہہ ہوا۔ اور یہ لوگ انھوں میں بھی لیب کرنے میں صانع کر دیں۔ انہیں
 ہو کر اگر آریہ سماج کے لئے اپنے پرستے اور ہوم کرنے کے پکار کو پھر ان کی طرح اور باری کو کھانا تو جہہ تو ان
 میں بھی کہیں سو گئے کو بھی نہیں ملے گا۔ سب ایک کے منہ اڑ جائیگا یا ان کی نذر ہو جائیگا یا اسی دیکر
 دھرم کے متعلق وہ جیسے بزرگوں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے تو ان کے طریقہ لالچ سے اس کو
 چھوڑ دیا تھا بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جیسے اس دھرم کے تمام مسائل یہود میں دیکھے ہی آریہ ہندوؤں کی طرف
 سے ہمارے آباؤ اجداد پر لگائے گئے الزامات بھی یہودہ تھے ہیں۔

دسویں فصل

مبدأ

ہمارے آباؤ اجداد نے ہندو یا دیکر دھرم کو کیوں ترک کیا تھا۔ اس کا توڑا سا جواب ہم دی چکے
 ہیں۔ اب ہم اس بات پر بحث کریں گے کہ سوامی دیانند جنہوں نے اپنی تمام عمر دیویوں کے پرچار کی دہائی دیکھ
 دیتے ختم کر ڈالی کیا وہ خود بھی دیویوں کی صداقت کے قائل تھے یا نہیں؟ یا انھوں نے کہیں ملازمن اور
 عیسائیوں کے ساتھ مباحثہ کیا نیت سے ہی تو وہ دینی آفرینوں کے کچھ بھی تھے۔ حالانکہ وہ حقیقت وہ ان کی صداقت
 کے قائل نہ تھے۔ اگر سوامی دیانند کے نزدیک مخالف کو شکست دینے کی نیت سے کسی قسم کے غلط عقیدہ
 یا روکاری سے کام لے لینا صرف یہی نہیں کہ محبوب نہیں۔ بلکہ بہت اچھی بات ہو۔ چنانچہ سوامی دیانند کہتے ہیں۔
 "اگر روح اور خدا کی ایک اور جگہ کے تھیا ہو تو کیا خیال شکل آچارچ کا ذاتی عقیدہ تھا تو یہ عقیدہ
 نہیں۔ اور اگر انھوں نے مذہب کی تردید کے لئے اس عقیدہ کو اختیار کر لیا ہو تو کچھ اچھا ہو سیتا تو پھر پکا شرف
 مطلب صاف ہو کہ مخالف کو میدان مباحثہ میں شکست دینے کیلئے سوامی دیانند کے نزدیک غلط عقیدہ
 یا روکاری سے کام لے لینا کوئی بری بات نہیں۔ بلکہ عمدہ بات ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ تعجب نہیں کہ مسلمانوں نے عیسائیوں

کے ساتھ مباحثہ کی غرض سے سوامی دیانند نے محض برہما کا راندہ خوب پر دیدہ کی آڑ سے رکھی ہو۔ اور وہ خود ان کی صداقت کے قائل نہ ہوں۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ جس معیار پر وہ قرآن مجید کو رکھ کر لکھتے ہیں۔ جب یہی معیار پر ویروں کی حاجت پڑنا لگے تو یہ توہین کرب ثابت ہوتے ہیں تو وہ ان کو کیوں کر کلام الہی مان سکتے ہیں۔ چنانچہ سیتا رتھ پرکاش کے ۴۷ ویں باب میں سوامی دیانند قرآن مجید پر نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۱) جس کتاب کی یہ تعلیم ہو کہ جو تمہارے مذہب کو نہیں مانتے۔ انکو قتل کر ڈالو اور اگر انہیں میں سوا نقصان کے کچھ فائدہ نہیں ہو۔ ان کا نونا اچھا ہو۔ ۵

یہ سوامی دیانند کا پیش کردہ معیار ہے۔ اب اسی معیار پر یہ دیکھو کہ احکام کو پرکھنا چاہیے۔ دیکھیں گے کہ سارے راج پرش! آپ دھرم کے مخالف دشمنوں کو آگ میں جلا ڈالیں سارے باد و جلال والے پرش! وہ جو ہمارے دشمنوں کو حوصلہ دیتا ہو۔ آپ اسکا انکار نہ کرنا کہ شک لگائی کی طرح جلا میں۔ بحیرہ ویر (۱۱)۔ چونکہ وید کے مذکورہ بالا حکم میں دھرم کے مخالفوں کو زندہ آگ میں جلا ڈالنے کی تعلیم ہو۔ اس نے سوامی دیانند کے خود پیش کردہ معیار کے مطابق یہ تعلیم تو نہیں دینے والے کے لائق ہو۔ اور سوامی دیانند کے اپنے ہی الفاظ میں اسی کتاب اور اس کتاب کے خدا کو مانتے ہیں سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہیں ہو۔ (۲) سوامی دیانند نے لکھا ہے کہ یہ سخت بے شرمی کی بات ہے۔ کہ ایک طرف تو اسے بچاؤ کی جاوے ڈالے مارے جائیں۔ اور دوسری طرف یہ بھی کہا جاوے کہ یہ خدا کی تعلیم ہے جس مذہب میں اسی تعلیم ہو۔ اسکو ترک کر دینا چاہیے سوامی دیانند کے مذکورہ بالا معیار پر ویروں کی تعلیم کو رکھ کر دیکھنا چاہیے ویر میں لکھا ہے۔

"سے تیج دھاری دروان پرش! آپ انیروشن کے کھانے پینے اور کام کاج کے مقامات کو اچھی طرح اجاڑیں اور ان کو اپنی تمام طاقت سے ماریں بحیرہ ویر (۱۲)۔"

چونکہ مذکورہ بالا دیندیش میں جبکہ سوامی دیانند نے خود ہی ترجمہ کیا ہے۔ دشمنوں کے ہتھوں کو اجاڑنے اور ان کے گاون کو روٹنے کا حکم ہے۔ اسلئے بھول سوامی دیانند یہ سخت شرم کی بات ہے کہ اسی تعلیم کو خدا کی طرف منسوب کیا جائے ہمارے آریہ اور ہندو دشمنوں کو بھی چاہیے کہ ویدک دھرم کو ترک کر دیں۔

(۳) سوامی دیانند کا سدھانت ہے کہ "جس طرح دوسرے لوگ اگر تم سے دشمنی کریں تو وہ تم کو بھگوان

اس طرح اگر تم ان سے دشمنی کرو گے تو تم ان کو بڑے گمراہ کہیں دشمنی کی بنا پر دوسروں کو قتل کرنا اور ان کو آپ کر دشمنی سے بڑھ کر کھانا مولی لوگوں کا کام ہے۔ کیونکہ یہ سخت طرفداری اور خود غرضی کی بات ہے۔ ص ۱۱۳

مگر دیکھو اس کے بارے میں کیا کہتا ہے لکھا ہے۔

میں نے انسانی شخص کی ہر ذرگ مخالفت کرتے ہیں۔ یا جو ایذا دینے والا ہے وہ اس سے دشمنی کرتا ہے۔ اسکو ہم شیعہ وغیرہ کے منہ میں ڈال دیتے ہیں (ریجوید ۱۵)

مذکورہ بالا دینے سے بقول سوامی دیکھنا اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ اگر ہم کسی سے دشمنی کریں تو وہ شخص شیعہ کے منہ میں ڈالا جائے۔ اور اگر وہ شخص ہم سے دشمنی کرے تو وہ بھی اسی شیعہ کے منہ میں ڈالا جائے۔ گویا دونوں صورتوں میں اسی کو ملزم گردانا گیا ہے۔ پس بقول سوامی دینا نہ سخت موزی بن ہو کیونکہ اس میں سخت طرفداری اور خود غرضی باقی جاتی ہے۔ پس بقول سوامی دینا نہ دیکھو خود غرض لوگوں کی تعلیم ہو خدا کا آمین کوئی دخل نہیں ہے۔

(۲) سوامی دینا نہ کا سدھانت ہو کہ جس طرح تم دوسروں کو ڈسٹ اور کافر کہتے ہو اسی طرح وہ تم کو ڈسٹ اور کافر کہتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہو کہ ان کو قتل کیا جاوے اور تم کو چھوڑ دیا جائے جس کتاب میں اسی تعلیم ہو۔ وہ خدا کی کتاب نہیں ہو سکتی۔ مگر دیکھو میں لکھا ہے۔

”جس ڈسٹ سے ہم لوگ دشمنی کریں۔ یا جو ڈسٹ ہم سے دشمنی کرے ہم اسکو ان ہواؤں سے ہلاک کریں“ (ریجوید ۱۵)

سوامی دینا نہ کے مذکورہ بالا سدھانت کے مطابق دیکھو کسی صورت میں بھی خدا کا کلام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس میں دشمنی کرنے والے دونوں ہیں۔ گراہک تو ہلاک کرنے کی تعلیم ہے اور دوسرے کو جو دشمنی کرتا ہے ہلاک کرنے کی کوئی تعلیم نہیں ہے۔ بعض انسانی رواج کی اختراع ہو۔ پس بقول سوامی دینا نہ یہ بات چھوڑنے کے قابل ہو (۵) سوامی دینا نہ نے لکھا ہے کہ جو لوگ بے گناہوں کو مارنے غدر بجاتے اور دوسروں سے دشمنی کرتے ہیں۔ وہ سخت موزی ہیں۔ اور جس کتاب میں اس قسم کی تعلیم ہو۔ وہ کتاب جاہلون کی کتاب سمجھی جائے۔ مگر دیکھو میں لکھا ہے۔

”ہم لوگ جس سے دشمنی کریں۔ اور جو ہم سے دشمنی کرے۔ اسکو ہم شیعہ وغیرہ کے منہ میں ڈال دیتے ہیں۔“ (ریجوید ۱۵)

”ہم لوگ جس عداوت سے دویش کرتے ہیں۔ یا جو ہم سے دویش کرے اسکو ہم لوگ خونخوار جانوروں کے منہ میں ڈال دیتے۔“ (یجریدہ ۱۹)

”جیسے ہم لوگ نفرت کرتے ہیں۔ یا جو ہم کو مار رہے ہیں یا جو ہم کو دکھ دیتے ہیں ان کو ہم ان ہواؤں کے منہ میں ڈال کر اس طرح دکھ دیتے ہیں جس طرح بنی کے منہ میں جو۔“ (یجریدہ ۲۶-۲۷)

ان تین مشنروں میں متواتر اس بات کا ذکر آیا ہے کہ جن لوگوں سے تم نفرت کرتے ہو۔ یا جن لوگوں سے تم ناامد اصر ہو یا جو لوگ تمہاری تکلیف کا موجب ہیں ان کو اس طرح تڑپا کر اور جس طرح ہی چاہو کہ کو مارتے ہو اگرچہ پیچھے دکھایا جا چکا ہو کہ وہ میں اُن کو اٹا کر کے زندہ آگ میں جلا ڈالنے کی سزا بھی تجویز کی گئی ہے مگر چوہے کی طرح تڑپا کر مارنا بے رحمی اور سنگدلی کی انتہا ہے جس کتاب میں اس قسم کی تعلیم ہو۔ وہ کتاب بقول سوامی دیانند انسان کی روح مثل حیوان کے بنا۔ اس میں خلل ڈال فساد مچا۔ انسانوں میں نا اُلفاقی پیدا ہو کر تکلیف دہ جانے والی ثابت ہوتی ہو۔ اور بقول سوامی دیانند ایسی کتاب نہ خدا کی بنائی ہوئی ہو سکتی ہے نہ کسی عالم کی۔

۶) دشمنوں کے ساتھ جس سیرجی کا سلوک کرنے کی وہ دین تعلیم دی گئی ہو وہ اپنی نظیر آپ بھی ہو علاوہ زمین دشمنوں کے گاؤں کو جلا کر خاک سیاہ کر دینے کی وہ دین جا بجا تعلیم دی گئی ہو۔ چنانچہ خود سوامی دیانند ایک منتر کا بدین الفاظ ترجمہ کر لکھتے۔

”اے طاقتور اور درویش غیر عالم انسان! جس طرح ہم لوگ کھوٹے سوجھاؤ والوں کے گاؤں کو آگ کی مانند مارنے والے تھے خوب صورت و دو ان کو سب طرح سے دھارن کریں۔ اسی طرح تڑپا کر دھارن کریں۔“

(یجریدہ ۲۶)

”اے اسی طرح حفاظت کریں اور عالم کا پتہ بتا کر دکھ دینے والے آگ وغیرہ پانچوں کو جلا کر کے دیوں کے حکم کو جاننے والا ہو کہ دشمنوں کو مار دینا والا اور دشمنوں کے گاؤں کو تباہ کر کے آپ کے جاہ و حشمت کو دوبا لا کر تاج۔ اسی طرح دیگر دو دان لوگ بھی آپ کو دوبا اور رونے سے ترقی دین۔“ (یجریدہ ۳۳)

مذکورہ بالا دو مشنروں کو صاف ظاہر ہے کہ کس طرح دشمنوں کے گاؤں کو آگ لگانے اور ان کے جاہ کرنے کے کام کو ”روشن ضمیر انسان“ اور دیون کے عالموں کا فرض منصبی قرار دیا گیا ہے سوامی دیانند نے آ کر اور بائبل پر لکھتے ہیں کرتے ہوئے جا بجا اپنے ہول کا بدین الفاظ ظاہر کیا ہے کہ جس کتاب میں اس قسم

کی تعلیم ہو۔ وہ عالموں کی کتاب نہیں ہو سکتی بلکہ سکھوں کی کتاب تھی چاہیے سوامی جی نے
 اسی اس سکھوں پر پڑھنے سے اس بات کا انکشاف ہوا کہ ان کے دماغ پر کیا اثر ہوا ہے یہی سائنس کی کتاب ثابت نہیں
 ہوتی بلکہ وہ دشمنوں کے ہی گیت ثابت ہوتے ہیں۔

(۷) سوامی دیانند نے یہ ثابت کر دیا کہ کتاب یہ تعلیم دیتی ہے کہ وہ بدکرداروں کے ہاتھوں کی
 گردن کاٹ دینا چاہیے۔ اور اس کا مین ان کا دماغ کی مدد کرتا ہے۔ تو وہ کتاب خدا کی ہوتی
 ہے۔ نہ ایسا خدا ہو سکتا ہے بلکہ یہ سب اس کتاب کے مصنف کا فریب ہے۔ گھنٹا چاہیے ۵۹۱ گرو کی گھنٹا چاہیے کہ
 آیا یہ اس اصول کے مطابق خدا کی کتاب ہو سکتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ لکھا ہوا ہے۔

"لے انسان جس طرح میں بدکرداروں کی گردن کاٹتا ہوں ویسے تو بھی کاٹ رہا ہوں (۱۲۲)
 سوامی دیانند کے خود سامعہ معیار کے مطابق میں دیکھتا ہوں اس قسم کی تعلیم ہو کہ جس کو دیدار کو ماننا
 والے بدکرداروں کے قہری دین اس کی ہی گردن کاٹ دینا چاہیے خواہ وہ بدکردار نہ بھی ہو وہ کتاب
 کسی صورت میں بھی خدا کی کتاب نہیں ہو سکتی۔ پس بقول سوامی دیانند یہ خدا کی کتاب نہیں ہو سکتی بلکہ یہ انکھ
 مصنفوں کا فریب معلوم ہوتا ہے۔

(۸) ایسے لوگ جو ہماری کسی ناجائز حرکت سے ہم سے ناراض ہو جاتے ہوں کیا سزا ملنی چاہیے۔
 سکھوں میں یہ لکھا ہے:۔ جو دشمن ہم کو گن سے مخالفت کرتا ہے یا جس نے دشمن سے ہم کو مخالفت کرتے
 ہیں۔ اس بدکردار دشمن کو مختلف زنجیروں کو جکڑ داور اس کو ان زنجیروں سے کبھی موت چھوڑ دے اور کبھی ۱۵ سال
 گواہ سکھ میں لے کے قید میں رہنے دیا جائے خواہ وہ ہم سے دشمنی نہ بھی کرتا ہو اور ہمارا بڑا پیار خواہ
 ہو جو کہ ہم اس سے دشمنی کرتے ہیں اسے اسکو قید کر دو۔ یہ محض انصاف کا خون کرتا ہے۔

(۹) اور پھر اس قیدیوں کے ساتھ قید خانہ کی کوٹھی میں کیا سلوک کرنا چاہیے اسکا ذکر میں انصاف کیا گیا ہے
 لے ڈشٹ انسان اگر کبھی بھی ہدایت کی روشنی حاصل نہ کر سکے تیرا زندہ دینے والا علم کا زمین تجھے کبھی بھی
 آئندہ دے" (یجر وید ۱۲۱)

موجودہ گورنمنٹ کا نامہ ہے کہ وہ قیدیوں کی تعلیم و تربیت کا بھی انتظام کرتی ہیں اور ان کو سزا دینے کی
 کوشش کرتی ہیں۔ گرو یہ کہتا ہے کہ ایسے قیدیوں کو جکڑ دے اس لئے عرق دینے کی سزا دی ہو کہ ہم ان سزا
 دینے میں کبھی ہدایت کی روشنی نصیب نہ ہو۔ اور ہمیشہ علم سے محروم رہیں۔ بلکہ اپنا پلا لکھا پڑھا بھی

ایسی خود شک تعلیم کہ قبول سوامی دیا نند خدا کی طرف منسوب کرنا سخت جہالت ہی۔
 (۱۱) اپنی خود اعتقاد کو ہلاک کرنے میں جانتے بوجہ و ناجانتے سواکس کی پروا نہیں کرنی چاہیے جو چنانچہ وہ یہ لکھتا ہے کہ
 نئے انسان جس طرح بھی دشمنوں کو ہلاک کیا جائے، جو قسم کے کاموں کو کر کے سدا ہی راحت سے
 زندگی بسر کرے تو بھروسہ ہے۔

اس کو معلوم ہوتا ہے کہ دشمنوں کو ہلاک کرنے کے لئے خواہ تم کو ناپاک سے ناپاک اور شرمناک سے شرمناک
 کام بھی کرنا پڑے تو بھی کر ڈالو۔ دھرم اور ہم کی مطلق پروا نہ کرو ایسی تعلیم کو خدا کی طرف منسوب کرنا سخت ظلم ہے جو
 نکر قبول سوامی دیا نند اس قسم کی باتیں صفوں کے لیے ہی فاسد خیالات ہوتے ہیں خدا کو ان سے کیا تعلق ہو
 (۱۲) سوامی دیا نند لکھتا ہے کہ:۔ اس قسم کی برار تھنا (دعا) ابھی نہ کرنی چاہیے اور نہ پریشور اسکو قبول
 کرتا ہے جس کی یہ جو کلمے پریشور آپ میرے دشمنوں کو فنا کرو۔ بھگتو سب بڑا بنا تو میری ہی نیکنامی ہو اور سب
 میرے ماتحت ہو جائیں۔ وغیرہ وغیرہ کیونکہ اگر دونوں دشمن ایک دوسرے کے فنا ہونے کے واسطے برار تھنا کریں
 تو کیا پریشور دونوں کو فنا کر دے گا۔ اگر کوئی کہے کہ جسکی زیادہ محبت ہوگی اسکی برار تھنا بھل ہو جائیگی تو ہم کہیں
 ہیں کہ جسکی محبت کم ہو اسکا دشمن بھی کم درجہ فنا ہونا چاہیے۔ ایسی جہالت کی برار تھنا کرتے کر کوئی ایسی برار تھنا
 بھی کرنے لگے جائیگا؟ (سوامی، ص ۲۱۲)

”مگر دین میں لکھا ہے کہ:۔ (۱) اے پراعتن!۔۔۔ میں بہرورد دشمنوں کی ہلاکت کے لئے آپکو اپنے دلیں
 قائم کرنا ہوں۔ (۲) یہودیہ دیہا، (۳) اے پریشور! میں دشمنوں کی ہلاکت کے لئے آپکو اپنے دل میں قائم کرنا ہوں
 لئے سکے دھارن کرنا اور پریشور! میں دشمنوں کی ہلاکت کیلئے آپکو بار بار اپنی دلیں قائم کرنا ہوں۔“ (یہودیہ دیہا)
 ”اے پراعتن! آپکی کرپا سے ہم لوگوں کے لئے بانی اور اناج وغیرہ نباتات سب (دوست) مانند ہوں اور
 جو ہم لوگوں سے دشمنی رکھتا ہے، یا جس پر ہم لوگ دشمنی کرتے ہیں اسکے لئے جو جل در اناج وغیرہ سب کچھ دینے
 والے دشمن کی مانند ہوں یہودیہ دیہا“

سوامی دیا نند نے اس قسم کی برار تھناؤں کو ستیا تھد پرکاش میں محض جہالت کی برار تھنا میں لکھا ہے
 چونکہ یہ دعویٰ دین محدود ہے جسکا کوسلومی دیا نند نے جو درجہ کیا ہے بنا برین وید خدا کا کلام نہیں جس کتاب
 میں اس قسم کی تعلیم ہو۔ اسکے متعلق سوامی دیا نند فتویٰ دیتا ہے کہ ایسی کتاب نہ تو خدا کی بنائی ہوئی ہو سکتی
 ہو۔ دیکھی علم کی۔ بلکہ وہ جاپون کی کتاب ہو۔ اسکی لاطینی اور توہیات کی باتیں انسان کی روج کو مثل حیوان کے

بنائیں اس کے فخل انکار فسا و تیار دنا بن میں نا اتفاق پھیلنا باجم تکلیف کو بے عایت و لامضرب ہر
سوامی دیا مندی بنکرہ بالا کے نہایت معقول پر دقتی سے ہائے آریہ دیوان نے دیدن کی تعلیم کا
پرچار شروع کیا جو تب کہیں تک نہیں نا اتفاق اور باجمی تکلیف بڑھ گئی ہر پس جس صورت میں کہ سوامی شیکھا
کے اپنی مقرر کردہ معیار پر رکھ کر پکھنے سے دیدن میں نہیں معین کر خدا کا کلام ثابت نہ ہوتا ہو۔ بلکہ بقول دایہ دیا مندی
دشیدن اور دیا بلون کی کتاب ہو تو اس صورت میں آج آریہ یا ہندوؤں کا ہمارے آیا و احباد پر یہ ازام لگانا کہ انھوں
نے دیدن سے بے خبر ہونے کی وجہ سے کیا تیار کر کے اڑ سے یا اندری لالچ سے ہندو یا ویدک دھرم کو ترک کر دیا تھا اس قدر
شرمناک مخالطہ ہے۔

گیا حصین فصل

یونی ہیکر

ہا ہے آباد اجداد کے تنگ ناموس پر جو یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انھوں نے ہندو یا دیگر کرم جو بھگت کی وجہ سے یا تو اس سے مذکور یا زن - زور زین کے لالچ سے ہندو دھرم کو ترک کر دیا تھا۔ اس کا کسی قدر جواب ہم بھیجے معنوں میں وہ بھگت ہیں۔ اب ہم ایک ایسے مسئلہ پر بحث کریں گے جو ہندو یا دیگر کرم کی بنیاد پر - مگر ہندو مذہب کے ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس سے بڑھ کر دنیا کے اندر کوئی نوعیت اور یہود کی نہیں ہو سکتی۔ اس مسئلہ کا نام یوحنا پیکر ہے۔ چنانچہ منو ہاراج فرماتے ہیں :-

یوں۔ تو جیدوایم۔ مین۔ مین۔ کرنا کرمشو۔ یاتی۔ لو کے اسن۔ تت۔ تت۔ سرم نیوہا۔

”جس جس یونی سن یہ جیو جو کر م کے اس دنیا میں ختم لیتا ہو۔ اب اس کا حال سنو“

اسکے بعد مذکورہ ارجح نے مختلف یونینوں کا بیان کیا ہے سو امی دیا نند نے بھی ستار تھری کاش میں منو ہاراج کے ان حالات کو نقل کرنے ہوئے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جو شخص بندر دیو جسم کے چوری دوسرے کی عورت سے تاغیر بکا کم تر رہا۔ وہ درخت وغیرہ نہ چلنے والی یونین میں جاتا ہی نہ انسان سے کہہ سکتے یا پرن کی منزل میں پہنچا اور چاند وغیرہ جنگلی جانور آدمی سے کہہ گئے گناہوں کے بدلے جنڈال وغیرہ کا جسم تھا، جو ۱۹۲۵ء ای میل دوسری نگاہ منو کا حال یہ ہے سو امی دیا نند نے پھر اس بات کو دہرایا ہے کہ جو نہایت درجہ کے توگیا ہوتے ہیں۔ وہ نہ چلنے

درخت وغیرہ یا کپڑے کو ٹروٹن کی یونی میں جاتے ہیں جہاں ۲۹ مطلب یہ ہے کہ ہندو یا ویدک دھرم کی رو سے روح
انسانی اپنے اعمال کی سزا و جزا بھگتے کرتے ہیں جن میں انسانوں کی یونی میں چار رنگاں ہیں یعنی ہندو
یا ویدک دھرم کے اس یونی چکر کو عام طور پر چون یا اورگون یا تاناسخ یا پرنسپل کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اگرچہ اصل
یونی چکر کے معنی "سلسلہ الفروج" ہیں۔ جب سراج جسم سے الگ ہوتی ہے تو وہ دو سراج میں اختیار کرنے سے پہلے دوسری
یونی میں مینو کر دیا جاتا ہے۔ اس کے تعلق سوسری یا نند اٹھ روید کے ایک سنتر کا ذکر ہے کہ جسے لوگوں نے آری
کیا شام بھو کا ۲۱ پر پتھر فرماتے ہیں۔

”جو چھو پھلے ختم ہیں جس قسم کے دھرم کے کام کئے جوتابو۔ ان ہی کے مطابق اگلے جنوں میں بہتے اعلیٰ جسم حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح جو پاپ کے کام کیے جوتابو۔ اگلے جن میں انسان کا جسم نہیں پاتا بلکہ دیوانہ وغیرہ کا جسم پا کر دکھ بھوکتا ہے پھلے ختم ہیں گو ہوئے پاپ اور برے کے مطابق سزا و جزا پانے والا جو پھلے ختم جسم کو چھو کر ہوا کے ساتھ رہتا ہے جو ہر لوانی ہوا اور نباتات کے ساتھ داخل ہو کر مٹی میں داخل ہوتا ہے اس کے بعد یونی (بھگ) اپنی گمبھیا شیعہ یا رجم میں قائم ہو کر دوبارہ جسم لیتا ہے۔ جو جیو ایشور کے کلام معنی ویردن کو بخوبی جان کر اسے جھکرا سیر عمل کرتا ہے و دشمن سابق جہر عالموں کا جسم پا کر دکھ بھوکتا ہے۔ اور بیدینی کرنے سے مختلف قسم کے نیچے جنموں میں یعنی کیڑے کوڑے میوان وغیرہ کے جسم کو اختیار کر کے مختلف قسم دکھ بھوکتا ہے۔ (اتھرو دیکا کا ۵۔ اٹو دیگا ۵۔ دیگا ۱۵۔ منتر ۲) اسی جنموں کو سوامی رانند سیتا رتھ پرکاش میں یون بایان فرماتے ہیں :-

”جیو ہوا۔ اناج۔ پانی۔ خواہ جسم کے مساموں کے ذریعہ دو سرے کے سیم میں ایندھن کی تحریک ہو ورنہ فصل بنتا ہو۔ لہذا داخل ہونے کے سلسلہ واسطی میں جا کر جسم میں قائم ہو کر جسم اختیار کر کے ابھرنا ہو سیتا تھا۔ اسی مضمون کو زونیت کے مصنف نے اپنے تجربہ کی بنا پر یونان ادا کیا ہے۔“

”میں مراہون، پیدا ہوا ہوں۔ پھر مراہون، پھر پیدا ہوا ہوں میں نے مختلف قسم کی ہزاروں پوتوں کی سیر کی ہر مختلف قسم کے کھانے کھائے ہیں مختلف پستانوں کا دودھ پیا ہر مختلف ماؤں کو دیکھا ہوں۔ باؤں اور دوستوں سے واسطہ پڑا ہوں اندھے خوب ترسی تکلیف میں رحم کے اندر رہا ہوں۔ (کھبیر کا صفحہ ۴۱۵)

۱۔ اے فیرقانی بیو۔ تو اناج میں بھی رہتا ہو۔ بڑے بڑے درختوں میں بھی موجود ہو۔ تو اس نام مناسبت
موجود ہو۔ تو رحم میں بدل کر ماحل کرنا ہو تو نباتات خود اجناس (جو کھردیہ پلیم)

۱۔ لے جیو دیوان خواجہ جہم کو اختیار کیا کہ تاہم اور ان کے ہمین ذرا اس کے اور سو فیہا ہوا ہیو زجر وید ۱۱۱
 ۲۔ لے جیو اتوار بار بار ان کے ہمین سو فیہا ہوا جس کا نام کو وین تو جی کی شکل میں سو ذرا ہوا کے مشکل
 کاری ہو زجر وید ۱۱۱

غرض یاد دینی چکر کا یہ مسئلہ شرفی اور سرتی کے علاوہ ہن وان کے تھرتا نام شسترون میں رہا یا تاہو۔
 اس جگہ سے نجات پانے کے لئے مختلف شاسترون اور ہن وان کے مختلف فرقوں نے مختلف قسم کے عبادت بنائے ہیں
 میں اس جگہ سے ہی سنائی ہی ہندو یا ویدک صرح کے نزدیک نجات یا نستی یا تاہو اس مطلقا جگہ سے ہی کے مختلف
 طریقوں میں ہن دام مارگیوں نے تو یہ جسمنگی طریقہ اختیار کیا کہ غلطہ سے بچاؤ کا طریقہ غلطہ سے
 ڈرنا نہیں بلکہ غلطہ کا ردور در مقابلہ کرنے میں سو فیہا ہوا انھوں نے سو فیہا ہوا نشان کستی کا پیر چار شریعہ کو
 کر ان میں سے ایک فرقہ اتنی رعایت کو نہ نظر رکھا کہ۔

ماتری۔ یونی بری۔ تیاہیہ۔ دمہرت۔ سرو۔ یونی۔ شرو۔

یعنی صورت مان کی "ہونی" کو مستثنیٰ کر کے باقی تمام عورتوں سے ٹڈر ہو کر بد فعلی کرہ۔ گردور سے نے انکی
 تردید نہ کی۔ کہ اگر ایسا کر دے تو نجات نہیں ہوگی۔ اسلئے "اترم۔ اہی۔ نہ۔ پنجیت"

مان کو بھی مت چھوڑو۔ و دوسرے فرقوں نے ردور در مقابلہ کرنے کی بجائے عاجزی یا فروتنی کا طریقہ اختیار کیا
 کیا یعنی جو چیزیں بار بار اس دنیا میں پہنچتی رہتی ہو۔ کو ہم سب مل کر عاجزی سے انکی عبادت کریں۔
 چنانچہ ان لوگوں نے یونی اور رنگ کی کھلم کھلا پرش شرن کر دی کہ شاید ہماری عاجزی۔ فروتنی اور ساری
 اسمیں آجائے اور ہم اس یونی جگہ سے چھوٹ جائیں۔ بعض فرقہ ہن کی یونی جگہ سے بچنے کے لئے لوہے وغیرہ کو گرم
 کر کے رنگ کا ٹیکہ اپنے جسم پر لگانے لگے بعض رنگ کا ٹیکہ پر لگانے لگے بعض رنگ کو ٹیکہ میں لٹکا کر بھرنے لگے
 غرض اس یونی جگہ یا سلسلہ الفرج میں بار بار آنے جانے سے بچنے کے لئے ہندوؤں میں سے جسکی سمجھ میں بھی جو علاج
 آیا۔ وہی کر لے لگ گیا۔ اس جگہ کے حلقے کچھ ایسے پیچ در پیچ واقع ہوئے ہن کر وہ اپنے افتادہ شکار کو کسی طرف نہ
 اور کسی طرح بھی بھٹکے کی اجازت نہیں دیتے چنانچہ منومہ راج فرماتے ہیں۔

"گور کی عورتوں سے زنا کرنے والا شخص لگھاس۔ بات۔ کچھ دار درخت بھولوں کی بل اور کچا گشت
 کھائے اور بڑے کم کر نرالوں کی یونی میں سو مرتبہ جاتا ہو۔ منو۔ ۱۱۱

اگر اس تعلیم کو درست تسلیم کر لیا جائے تو مانا پڑے گا کہ لگھاس۔ بات۔ ایلج اور درختوں کا دار و مدار

محض زمانہ کاری پر ہی اسلئے کہ ہندو یا دیگر دھرم میں روح اور مادہ دونوں غیر مخلوق اور ازلی ہیں۔ اگر زمانہ کاری نہ ہو تو نباتات معدوم ہو جائے گی۔ نباتات کے معدوم ہو جانے پر حیوان اور انسانوں کا بھی خاتمہ ہو جائیگا۔ کیا ایسی تعلیم کو ماننے والا پرماتما سے دعا کر سکتا ہو کہ اپنے پرانوں اور وقت پر مبنیہ برساتا لگھاس چارہ خوب ہو اناج سنا ہو۔ قحط دور ہو۔ جسم لکھتے ہیں کہ اگر وہ ایسی دعا مانگے گا۔ تو پرماتما اسکو یہی جواب دے گا کہ میرے بھگتوں مجھے تم کیونق کرتے ہو۔ میں لگھاس بات کا تذکرہ تم کی اپنی مرضی سے پیدا نہیں کر سکتا۔ اسلئے کہ مادہ اور روح دونوں غیر مخلوق ہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ لگھاس چارہ زیادہ پیدا ہو۔ اناج کثرت سے ہو۔ تو یہ تمھارے اپنے اختیار کی بات ہے۔ تم خوب زمانہ کاری کرنا جس کثرت سے زمانہ کار و صبح میرے پاس آئیگی۔ میں اسی کثرت سے لگھاس بات اور اناج پیدا کروں گا لیکن اگر تم زمانہ نہیں کرو گے۔ تو میں کچھ نہیں کر سکتا۔ بلکہ میں تو خود تمھارا دست گز سون کر کب تم زمانہ کرو اور مجھے تمھاری روح کو لگھاس بات اناج درخت وغیرہ کی یونی میں بھیجے گا موقع ملے گا لگھاسی وجہ یہ کہ دام مار گیوں نے زمانہ کاری کو ہی ذریعہ نباتات و غیرہ کے آلات زمانہ کاری ہو بنایا کیونکہ جب اس کے نزدیک دنیا کا قیام ہی زمانہ کاری ہے۔

ظہار۔ تو پھر انکو خدا کی پرستش کی کیا ضرورت تھی۔ دوسری جگہ سنو ہمارا اناج فراتے ہیں۔

”بتو لوگ برہمن بتیہا کرتے ہیں وہ مرنے کے بعد کتے، سور، گدھے، اونٹ، گائے، بیل، بکری، بھیر، ہرن وغیرہ حیوانوں اور خیلانی وغیرہ کی یونی میں جاتے ہیں۔“

برہمن بتیہا کے معنی کسی ایک میں۔ ان میں سے ایک معنی برہمن کا قتل بھی ہو۔ گویا برہمن کا قاتل مرنے کے بعد گائے، بیل کی یونی میں جاتا ہو۔ حیرت کی بات یہ کہ ہندو لوگ اپنے دھرم شاستروں کی اس تعلیم کو جانتے بوجھتے ہیں۔ برہمن کے قانون کی اقتدر عزت بلکہ پوجا کرتے ہیں۔ اور اس جانور کی خاطر آئندہ ملانوں کو ساتھ لکھتے رہتے ہیں۔ قانون تو یہ کہ قاتل کی سزا قتل ہے۔ مگر ہندو دوست اپنے طرز عمل سے بظاہر کرتے ہیں کہ قاتل کی سزا قتل نہیں بلکہ اسکی پرستش کرنا ہو۔ وہ ملانوں پر الزام لگاتے ہیں کہ چونکہ وہ گائے کی قربانی کرتے ہیں اسلئے گائے کی نسل گھٹتی جاتی ہو۔ مگر یہ کہتے ہیں کہ گائے کی کچی کا باعث اس کی قربانی نہیں۔ بلکہ اگر تمھارا دھرم صحیح ہو تو اسکی وجہ اسلئے قانون کی کچی ہو جو گائے کی یونی میں جاتے ہیں۔ اسلئے کہ اگر پرماتما کے پاس کسی برہمن دیوتا کی روح نہیں ہوگی۔ تو وہ گائے بیل کہاں سے پیدا کر دے گا۔ نتیجہ صاف یہ ہمارے ہندو بھائی خواہ ہزار نیچر پول۔ اور گھوڑ لکھتے بھائی بنائیں۔ مگر وہ گائے کی نسل میں ایک لنگری کھجیا کا بھی اضافہ نہیں کر سکتے تا وقتیکہ وہ برہمن بتیہا روں کی تعداد میں اضافہ کریں وہ کہتے ہیں کہ جب اس ملک میں عیسائی اور ملان نہیں رہے تھے؟ اس زمانہ میں یہاں گائے بیل کی بہت

کثرت ہوتی تھی اگر یہ درست ہو تو اسکا سہا سہین یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس زمانہ میں طوائف الملوک کی وجہ سے اس ملک میں برہم ہتیا بھی خوب ہوتی ہوگی۔ چونکہ سلازوں اور انگریزوں کے باہن راج میں برہم ہتیا نہ ہو سکتی تھی اسکا لاشیخہ بھی ہونا چاہیے تھا کہ لگائے کی یونی میں جانیوالی رحیمین برہم ہتیا کے پاس نہ پہنچیں چپ برہم ہتیا کو برہم ہتیا روت کی رحیمین ہتیا تھہر لگین تو وہ لگائے بیل وغیرہ جانے سے رو گیا۔ اگر انگریزی راج اسی طرح میں واران سے کچھ حصہ تک ہندوستان میں قائم رہا اور برہم ہتیا یعنی برہمنوں کا قتل محدود ہو گیا۔ تو لگائے کی قتل تک اس ملک سے محدود ہو جائیگی دوسری جگہ منوہار راج فرماتے ہیں۔

شراب پیئے والا برہمن کڑی کوڑے۔ غلاظت خورد جانوروں ہندوؤں اور پنگوں کی یونی میں جاا جو منسک سواہی دیندے بھی ہتیا تھہر پرکاش صفحہ ۳۰ پر برہمنوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ تم کیرے اور پنگے وغیرہ پر اگر اس بات کو درست تسلیم کر لیا جائے تو ہمیں یہی کہنا پڑے گا کہ ہمارے ارد گرد یہ جیتھ رہی کیرے کوڑے غلاظت کی نالیوں یا جانوروں میں ڈھکیچھریے ہیں۔ کیا یہ وہی برہمن ہیں جو ملانوں کو بھیہنا تک پسند نہیں کرتے تھے اور کچھ میان بڑے بڑے ڈھنڈا ڈھنڈا کرتے ہیں۔ اگر حیرت کی بات ہو کہ برہمنوں کی باہن تو ہندوستان بھر میں دوکر دوکر زیادہ نہ ہوا اور یہاں ایک ذرا سی بد روئیں کر ڈھنڈا کیرے لینگ رہے ہوں۔ آخر کیا یہ سب ہی برہمن تھے۔ لیکن یہ سہہ تعجب کی بات ہو کہ برہمن کا قاتل لگائے کی یونی میں جائے۔ تو یہی پریش ہو۔ اگر ایک برہمن غلاظت خورد کیرے کی یونی میں جائے تو اسکو کوئی پوچھنا تک بھی نہیں بلکہ نیا نسل ڈاکٹر صغیر کو دان بھی مارنے کی ہی کوشش کی جاتی ہے کیا برہمن حقیقت لیسے برہمن۔ دوسری جگہ منوہار راج فرماتے ہیں۔

”نیکت بہتور تھیا نیلیام۔ پو۔ نام۔ ذاتی مانوہار پرستہ پشو۔ نام پائی۔ سمجھو آنے۔ ایک نوشہرہ مشہور شخص ٹھیکہ طریقہ سے فرج یا تیار کر گئے۔ گوشت کو نہیں کھانا وہ مرنے کے بعد امرتہو انون یعنی ہڈی بکری وغیرہ کی یونی میں جاتا ہے۔“

آریہ اور ہندو کہتے ہیں کہ جب تک گوشت خورد مسلمان اور عیسائی اس ملک میں نہیں آئے تھے تب تک اس ملک میں جانوروں کی بڑی کثرت ہوتی تھی۔ مگر ان پوچھوں نے گوشت کھا کر انکی تہدا کو گھٹا دیا ان صاحب! آپ بجا فرماتے ہیں جب مسلمان اس ملک میں نہیں آئے تھے تب واقعی اس ملک میں جانور کثرت سے ہوتے خواہے کہ اسوقت آپ لوگ گوشت نہیں کھاتے تھے۔ مگر برہمن منوہرم شاستر کے مطابق مرنے کے بعد ۲۱-۲۲ تہہ بھیل بکری لگائے۔ بیل کی یونی میں جا کر جانوروں کی تہدا میں ضا فر کر رہتے تھے۔ مگر جب سلازوں کی دیکھا دیکھی ہندو

نے بھی گوشت کھانا شروع کر دیا تو وہ ۲۱-۲۱- مرتبہ بھیڑ بکری وغیرہ کی یونی میں جلتے ستھج گئے بنا برکت جانوروں کی تعداد خود بخود ہی گھٹ گئی۔ اگر ۲۴ کروڑ ہندو آج ہر ایک قسم کا گوشت کھانے سے توبہ کر لیں تو دیکھئے پھر کتنی جلدی اس ملک میں بھیڑ بکری کے ریوڑ بڑھاتے ہیں۔ اور گوشت بھی کتنا ہی سستا ہو جاتا ہو ہم کہتے ہیں کہ بھیڑ بکری کے تھوڑے سے ریوڑ جو ہم کو نظر آتے ہیں یہ بھی غالباً اس لئے ہیں کہ ابھی اس ملک میں آریہ راج کے لاکھوں مسکین گوشت سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور لاکھوں ہندو بھی ایسے ہونگے جو گوشت نہیں کھاتے اگر کسی دن ان لوگوں نے بھی گوشت پر دانت چلا دیا۔ تو پھر اس ملک میں ریوڑ تو ایک طرف بھیڑ کا لالہ لک بھی دیکھنے میں نہیں آئیگا۔ اسلئے کہ جب پرانا ملک اس گوشت کھانے سے انکار کرے تو ای کوئی روح ہی نہیں جاگی تو وہ بھیڑ بکری کہاں سے پیدا کروں گا۔ کیونکہ وہ اور روح دونوں غیر متعلق اور نادہی ہیں:-

منو ہاراج اپنے دھرم شاستر کے تیسرے ادھیائے میں آباؤ اجداد کا شرادہ کرنے کی تعلیم دے کر فرماتے ہیں کہ ”جو برہمن شرادہ کا بھوجن کرنے کے بعد اس دن دوسری بار بھوجن کرتا ہو وہ مرنے کے بعد سور اور کیشرے کی

یونی میں جاتا ہو منو ۲۵۹

مطلب اسکا یہ ہے کہ برہمنوں کو اس قدر لذت کھانے کھلانے جائیں کہ وہ شرادہ کا بھوجن پانے کے بعد کسی دوسرے جگہ بھوجن نہ پاسکیں۔ اب یہ لذت کھانے جو آباؤ اجداد کی رحمت کو خوش کرنے کے لئے شرادہ کے دونوں میں تیار کرتے چاہئیں کسی قسم کے ہوں منو ہاراج فرماتے ہیں:-

اتل دھان۔ جو، ڈو، جل مولی۔ یعنی موٹی شلغم کا جو وغیرہ۔ اور چیل وغیرہ دینے سے بزرگوں کی رحمتیں ایک ماہ تک سیر رہتی ہیں منو ۲۶۲

۲۔ مچھلی کے گوشت سے دو مہینے تک برہن کے گوشت سے ۳ ماہ تک مینڈھے کے گوشت سے چار ماہ تک بھند کے گوشت سے ۵ ماہ تک انکی سیر رہتی ہو منو ۲۶۹

۳۔ بکرے کے گوشت سے ۱۶ ماہ تک واغدار برہن کے گوشت سے ۷ ماہ تک چیل کے گوشت سے ۸ ماہ تک پاٹھے کے گوشت سے ۹ ماہ تک موتی بزرگوں کو سیر رہتی ہو منو ۲۷۰

۴۔ سور اور بھینسے کے گوشت سے دس ماہ تک خرگوش اور کچھوے کے گوشت سے گیارہ ماہ تک بزرگوں کی رحمتیں

سیر رہتی ہیں منو ۲۷۱

۵۔ گائے کے دو دھ یا اسکی کھیر سے ۱۲ ماہ تک بے کان والے بکرے کے گوشت سے باہر تک راج کو سیر رہتی ہو

دوم۔ رنگداری پٹن میں ریشم۔ اور اُون کے کپڑوں پہل ترکاری اور ادویات کی تجارت نہ کریں منہ نہ
سوم۔ پانی پھیرا نہ ہر گوشت سوم۔ ہر ایک قسم کی خوشبودار دودھ شہر مدتی بھی تیل جی کو لگا کر کشا کی
تجارت نہ کریں منہ نہ

چھارم۔ جنگل کے حیوانوں۔ جانوروں۔ شرابی تیل۔ لاکھ اور گھوڑوں کی تجارت نہ کریں منہ نہ
اب سوال یہ کہ اگر کوئی یہ نہیں کھنتری یعنی کھتری یا راجپوت مذکورہ بالا اشیاء میں سے کسی ایک کی بھی تجارت
کرتا ہو تو اس کا یا حشر ہوگا منہ ہمارا چاہتے ہیں کہ ایسا یہ نہیں کھنتری یا جنگل کی کھنتری اور راجپوت اگر مذکورہ
مذکورہ اشیاء میں سے کسی ایک کی بھی تجارت کرتا ہو تو ان سے ملنے کے بعد کرمی۔ جھوٹا شہر۔ ڈنڈا یا تمہارے بھی سے منہ نہ
کیرا۔ بنگلہ۔ کٹے کے پاخانہ میں۔ آؤ اوجھاو کے ساتھ۔ رو تہا ہے۔ منہ نہ

اب میدان صاف ہو گیا۔ اور ہمیں پتہ لگ گیا کہ ہمارے دو بندو ساہوکار جو ہمیں کھنتری یا راجپوت
مذکورہ بالا اشیاء میں سے کسی ایک کی تجارت کرتے ہیں وہ مرنے کے بعد گل کر لمان ہو گئے اگر وہ دھرم شاستری
تعلیم درست ہو اور شام کا مسئلہ بھی ٹھیک ہو تو اس میں طلق شک نہیں کہ بڑے بڑے زمین سادہ کار کھنتری۔
سیٹھ اور راجپوت دو کا اندازہ کر کے لیا جیسا بقول منہ ہمارا چاہتے ہیں۔ کے کیرا کی پانی بھی لیا اور دیا

ہوتا ہو گا جبکہ ادھر کسی قسم کا کوئی زمین نہیں کھنتری۔ راجپوت سیٹھ ساہوکار حالت نزع میں دم توڑ رہا ہوگا
ادھر ہم راج کے دوست اکراؤ اور اوجھاو کے پاس جو شاید کسی کٹیجہ میں مرنے کے بعد کسی بڑے بڑے وارنٹ
لیکھ رہے ہوں گی۔ کہ چونکہ ہمارا افغان بر خورد اس دھرم شاستری کا خلاف ورزی کر کے جلوا دی۔ بڑا بڑا عطاری۔ بیٹاری
سبزی۔ فرشی۔ بادودھ۔ دہی۔ لہا تیل۔ اناج وغیرہ کی تجارت کرتا تھا۔ آج وہ مرنے کے بعد خود دھرم شاستری کے مطابق
افغان یوفا میں ڈالا جائے گا پس فوراً تیار ہو جاؤ۔ دروازہ بھی ڈنڈا پڑتا ہو۔ ہم راج کے اس وارنٹ کو دیکھ کر اس کے ساتھ
لالہ سیٹھ ساہوکار کے وہ تمام بزرگ روتے دھوتے چھینے چلاتے ہائے درو لاپ کرتے اور اپنے اسیر مخلص سے کہتے
منہ دھرم شاستری کا خلاف ورزی کر کے دو دھ دہی تک۔ آٹا۔ وال گئی سبزی کیرا۔ سوے۔ خیل۔ دیوانہ وار
خطرات وغیرہ کی تجارت کی تھی سب زور دن گالیان دیکھو مرنے کے بعد وہیں جہان درویش ہم راج کے دونوں
کھاتے ہوئے غلامت کے کیرا بنگلہ کے پاخانہ میں ڈیرہ ڈالنے کے لئے مجبور ہوئے ہوں گے اور وہاں بھی ان کو جین
نہیں مٹا ہوگا۔ بلکہ کسی جنگل کی کوئی میں پڑ کر خدا معلوم غلامت کے کسی دھرمین جا کر گئے ہوں گے غلام
حقیقت عبرت آموز ہونا چاہئے مگر ان کے لئے جو کوئی چکر کے قائل ہیں۔ آج بنگلہ لگا لگا ایک ایک

منہ نہ کرنا کہ بزرگ وارنٹ لکھ رہے ہوں گے۔ کہ چونکہ ہمارا افغان بر خورد اس دھرم شاستری کا خلاف ورزی کر کے جلوا دی۔ بڑا بڑا عطاری۔ بیٹاری۔ سبزی۔ فرشی۔ بادودھ۔ دہی۔ لہا تیل۔ اناج وغیرہ کی تجارت کرتا تھا۔ آج وہ مرنے کے بعد خود دھرم شاستری کے مطابق افغان یوفا میں ڈالا جائے گا پس فوراً تیار ہو جاؤ۔ دروازہ بھی ڈنڈا پڑتا ہو۔ ہم راج کے اس وارنٹ کو دیکھ کر اس کے ساتھ لالہ سیٹھ ساہوکار کے وہ تمام بزرگ روتے دھوتے چھینے چلاتے ہائے درو لاپ کرتے اور اپنے اسیر مخلص سے کہتے منہ دھرم شاستری کا خلاف ورزی کر کے دو دھ دہی تک۔ آٹا۔ وال گئی سبزی کیرا۔ سوے۔ خیل۔ دیوانہ وار۔ خطرات وغیرہ کی تجارت کی تھی سب زور دن گالیان دیکھو مرنے کے بعد وہیں جہان درویش ہم راج کے دونوں کھاتے ہوئے غلامت کے کیرا بنگلہ کے پاخانہ میں ڈیرہ ڈالنے کے لئے مجبور ہوئے ہوں گے اور وہاں بھی ان کو جین نہیں مٹا ہوگا۔ بلکہ کسی جنگل کی کوئی میں پڑ کر خدا معلوم غلامت کے کسی دھرمین جا کر گئے ہوں گے غلام حقیقت عبرت آموز ہونا چاہئے مگر ان کے لئے جو کوئی چکر کے قائل ہیں۔ آج بنگلہ لگا لگا ایک ایک

اور ہندو جو طے چارہ ان کے ساتھ چھوٹ چھت ترک کر رہے ہیں غالباً وہ جانتے ہیں کہ اشیا رمنوعہ کی تجارت کرنے کی بادشاہین میں سے ایک اہم کاروبار ہے چاروں سے بڑھ گیا۔ اسے اگر ہم سمجھتے ہیں ان سے کچھ چھوٹا سلوک کرنا چاہیے۔ تو کل مرنے کے بعد بھی زاجیاڑ وارتے رت ہمارے ساتھ کچھ رعایت سے کام لینگے کیونکہ جب یہ ہندو بنکر منو دھرم شاستر سے واقف ہو جائیں گے تو ان کو پتہ لگ جائیگا کہ کتنے بے خانہ بین جو کہ طے رنگ ہے ہیں۔ کہیں یہ ہمارے وہی سچھے ساہوکار۔ بالالہ صاحبین ہنوں بیہنوں نے بہنیں شدہ کیا تھا۔ اور ہنوں اشیا رمنوعہ کی تجارت کرنی بادشاہین میں اس پر مبنی ہے۔ اسے زراکو نرمی اور احتیاط کے ساتھ چھوٹا سا کھٹا کر گورے میں ڈالنا چاہیے۔ آریہ اور ہندوؤں کو جو طے چاروں کو شدہ کر کے ہندو بنانے میں سو بھی تو بڑی دور کی گرفتاری دور جانے کی بجائے ہمارے کہ یہ اور ہندو دوست جو برہمن یا کھتری رجھوت ہو کر اشیا رمنوعہ کی تجارت کر رہے ہیں وہ اس تجارت ہی کو کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔ واہ صاحب اگر وہ نک تیل دودھ۔ دہی۔ کھانا۔ گڑ۔ کڑا جال بکڑا۔ روپا۔ ادویات۔ عرقیات عطریات۔ ادھ گئے بل نہیں۔ بکری۔ گھوڑوں وغیرہ کی تجارت چھوڑ دیں تو وہ مدلی کسان سے کھائیں بہت اچھا۔ تو معلوم ہو گیا ہمارے کہ یہ اور ہندو دوست دال روٹی پر اپنے دھرم کو قربان کئے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے اپنی لوگ ہیں جو کچھ ہمارے آباد اجود پرازم نگار رہے ہیں کہ انہوں نے کسی مذہبی لالچ کی وجہ سے ہندو دھرم ترک کر دیا تھا۔ ہمارے آباد اجود کی ذات پاک ہو تو یہ الزام لگائیں سکتا۔ مگر ان یہ امر واقعہ ہو کہ ہمارے آریہ اور ہندو دوست اپنی دھرم شاسترون کو پس پشت پھینکے اشیا رمنوعہ کی تجارت کرتے ہوئے ہماری آنکھوں کے سامنے حص مال روٹی کی خاطر اپنے ہندو دھرم کو ترک کر بیٹھے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اس بیداری کی منرا میں ان کو کل منو دھرم شاستر کے فرمان کے مطابق مع ایو انا ڈاجودا کے مرنے کے بعد کس جن میں جا بڑھ گیا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہی وہ دھرم ہو کہ جسکی طرف وہ آج مسلمانوں کو بلا رہے ہیں کیا یہی وہ دھرم ہو جسکے متعلق وہ آج ہمارے بزرگوں پر یہ الزام نگار رہے ہیں کہ انہوں نے دنیوی لالچ سے انکو ترک کر دیا تھا۔ امر واقعہ تو یہ ہو کہ ہمارے آباد اجودا نے جب یہ دیکھا کہ جس ہندو دھرم کو وہ مان رہے ہیں اس میں کسی ہمہ کی تسلی نہیں ہو سکتی دھنوا اسکو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے حالانکہ ان کو دال روٹی کی ہی فکر ہوتی تو وہ ہندو بننے کے دوسرے لاکھوں ہندوؤں کی طرح اشیا رمنوعہ کی تجارت کے کرب پال سکتے تھے۔ مگر انہوں نے حال اپنی کی مطلق پرواہ نہ کرتے ہوئے ترک کر دیا۔ ہمارے ایسے حق پسند بزرگوں پر کج آریہ یا ہندوؤں کا یہ الزام لگانا کہ ہمارے بزرگوں نے ان کو اس کے طریقے میں دھرم ترک کر دیا تھا محض چھوٹا ہو۔

بارہویں فصل

نجات

ابنحو کا و اجداد کے رنگ و ناموس پر لگائے گئے ازادات کا جواب ہم کسی قدر بھیجے دیکھتے ہیں۔ اب ہم اس بات پر بحث کریں گے کہ مذہب کا مدعا کیا ہو۔ اور کیا ہندو یا ویدک دھرم کو ان کریم اپنے اس مدعا میں کیا ہے۔ ہندو تو جن یا نہیں؟ ہم جانتے ہیں کہ مذہب کا مدعا سوائے اسکے کچھ نہیں کہ انسان جنت تک زندہ رہے۔ وہ سراط مستقیم پر چلتا ہوا اور نیکی و راستی کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہوا دنیا میں سرخروئی حاصل کرے۔ اور جب وہ اس دنیا سے قطع تعلق کر کے موت کی گھاٹی کو عبور کرے۔ تو وہ اس آسمانی نور اور ابدی سرور کو حاصل کرے جسکو کوئی نجات کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ہندو یا ویدک دھرم کو ان کریم دنیا کے مانند اپنی روزمرہ کی زندگی میں جس قسم کی الجھنیں اور پریشانیوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ اسکا تھوڑا سا ذکر کرنے کے لئے پچھلے مضامین میں کر کے ہیں۔ اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کیا ہندو یا ویدک دھرم کو رکھتے ہوئے مرنے کے بعد کسی کی نجات ممکن ہو ویدک دھرم کے مطابق انسان کو چار درجوں میں تقسیم کیا گیا ہو۔ اول۔ برہمن۔ دوم۔ کشتری۔ سوم۔ ویش۔ چھارم۔ شودر۔ ہمارا راج نہیں سے ہر ایک کے دھرم کو الگ الگ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”برہمن کا دھرم یہ ہو کہ وہ دیہ پڑھے۔ وید پڑھائے۔ یگیہ کرے اور گیتہ کرائے۔ دان دے اور دان واکا منو پلیم پوچھے ہیں کہ آج برہمنوں میں سے ہندوستان میں کتو برہمن میں جو اپنے دھرم کا پابن کر رہے ہوں؟۔ ممکن ہے۔ کوئی ایک آدھ ہو۔ در تمام برہمن اپنے دھرم کو چھوڑ بیٹھے ہیں جب برہمن اپنی دھرم پر قائم نہیں ہیں تو پھر مرنے کے بعد انکا حشر کیا ہوگا منو ہاراج فرماتے ہیں۔

جو اپنے دھرم کو چھوڑ بیٹھا ہو مرنے کے بعد تو کھانا میا لے والا کھانا میا جہوت کی یونی میں جاتا ہو منو پلیم برہمن تو چلتے ہیں اب یہ کہ کتو کشتری کشتریوں میں آجکل کے کشتری اور رجوت دو درجن ہی شامل ہیں۔ انکا دھرم منو ہاراج نے یہ فرمایا کہ کتو رعایا کی حفاظت کریں ان دنیا کے گناہ وید پڑھنا۔ اور دنیوی لذتوں میں نہ جھکتے۔ کشتری کا دھرم ہو۔ منو پلیم۔

کیا آجکل کے کشتریوں میں کتو درجن اور رجوتوں میں کوئی ایک ہی ہیں یا نظر کرنا ہوگا جو اپنا دھرم

انسان سخت با پی ہو جائیں سیتا تھو پر کاش خدا

اب برہمن کھتری۔ دیش شودر تو یک حرف ہے یہاں کسی شیور بھگت کی بھی خجوت برتی نظر نہیں آتی کیونکہ
ایسا کون بشر جو جس کو بھی ہم زبان یا نیا اسکے ذریعہ کوئی کیمبر یا صندیا گناہ سرزد نہ ہو جو اب سوامی یا مندا باقی کہہ کر گیا انکی
کتنی بڑی ہوگی کہن ہو کہو کہو و تو ویدن کو تو پڑت اور آجارج تھ اور برہمن بھی تھے گڑھی و یا مندا اپنی خوروش
میں کھتری جن کہ جب برہمن پڑا ل کر کہہ پاتو تھم ایک جڑا عیب الگ کیا اپنی مجھ بھگت پی کی عدد ہو گئی چنانچہ بعض اوقات
اکوٹے میں بہن اہل مدرش ہو جایا کرتا تھا اب آجے جڑا۔ اب اس بھگت اور شراب کا بھجہ بھگت غیر مانا پاک جڑی
ہیں انکا استعمال نہیں کرنا چاہیے سیتا تھو ص ۲۲

لیکن اگر کوئی شخص برہمن ہو کر اپن جیون میں کوئی استعمال کرنا ہو تو منو ہا راج فرماتے ہیں :-

ای شخص منو پر بعد غلات خور کی طرح کی یونی میں جاتا ہو منو ۱۲

تقریرات منو کی دفعہ موجود ہر سماجی دینا خود بھی ایسی جیون کرنا پاک مانتے ہیں جرم ثابت ہو مجرم اقبال کرتا
ہا سے آریا و رہند و دوست خود ہی تہا میں کہ سوت سوامی دینا دکان ہونگے و دھ ہی نہیں بلکہ سوامی دینا اپنی منو
میں کھتری ہیں کہ جب میں ہجہ ہادیو کے درشن پانے۔ اور خرم ہن کہ جھکڑن سے جھڑی اور تحصیل علم کی خاطر پاک گھر سے چرکی
بھاگ نکلا تو انھوں نے منع چار سپاہیوں کی قید پور کے لیے میں مجھ جا پڑا جھڑت خفا ہوئے۔ میں نے پڑا تھا کہ میں معاشی نہ
ہے کا نہیں اگر اس طرح کل آیا تھا میں نے دیکھ پایا۔ آپ اطمینان یائین میں تو خود ہی یہاں ہو گئے واپس نہ کیڑا تھا۔ اچھا ہوا آپ
اگر میں بھی آپ کے ساتھ چلوں میں خوش ہوں گر میں آئی تھ میں تھا اور اسی گھات میں تھا کہ کوئی موقع بھاگے گا ہتھ لگے
حسن اتفاق سورات کے تین مجرہ ہوا لاسو گیا میں اس وقت وہاں ہو پیشاب کے بہانہ سے بھاگ نکلا سوامی غمیری صفحہ ۱۱۔

سوامی دینا کو اس میں صاف ظاہر کہ انھوں نے آپ کو جھوٹے دکر دھو کر دیا۔ انکی سیان کردہ بدعا شون کے بہکان میں
اگر گھر سے بھاگتے اگر درست تسلیم کر لیا جاوے تو معاملہ نہایت سنگین ہو جاتا ہو اس کو انکا ہا ساین بھی غلط نظر نہ ہو منو
ہا راج فرماتے ہیں کہ جو شخص جھوٹ بولتا ہو۔ وہ کیڑے کوڑے کی یونی میں جاتا ہو ۱۲ علاوہ ازین سوامی دینا نے
اپنی بیان میں اس بات کو بھی تسلیم کیا ہو کہ وہ گھر سے چوری ہو بھاگتے وقت کچھ روپیہ دھوٹے کی تین اگر تھیاں بھی نکال لائے
تھے صاف ظاہر ہو کہ یہ پورا انکا نہیں تھا۔ بلکہ مال مسرق تھا منو ہا راج فرماتے ہیں کہ چوری کرنا لاپرواہ نہیں کہ لوسی۔ سب بھگت
وغیرہ کی یونی میں جاتا ہو منو ۱۲

تقریرات منو کی دفعہ موجود ہر جرم ثابت ہو بلکہ مجرم خود اقبال کرنا کہ ہا سے آریا و رہند و دوست خود ہی تہا میں کہ

مطابق وہ کبھی تو کچھ سوچ کر یونی مین آکر کھینچا دتا رہنا کبھی چھلکی کی یونی مین آکر تپس دتا رکھ لایا کبھی سوسر کی یونی مین
آکر بارہ او قات بنا کبھی جا بھارت کی تعلیم کے مطابق وہ جہاں بھی رہیں گے لطف سے پیدا ہو کر اپنی ہی جان کا کھڑکٹ
ڈالنے والا۔ اور ہندوستان کو اندر اترتے کھنڈیوں کا نظم مناسک کر لے کر یونی مین کو یہ کہہ کر تپس دیا کہ تپس دیا تو لایا کھینچو
کر دینا والا پر لرم بنا کبھی ہر انسان کی تعلیم کے مطابق کھنڈی ہمارا جو شہر کو لطف سے پیدا ہو کر رام کی شکل میں ظاہر ہو کر
ایسا کفر و ناسبت ہوا کہ ایک بھاشا کی یونی مین کے چار لے گیا اور سکو ایک مدت تک اس بات کا پتہ نہ لگا کہ اسکی یونی کہاں گیا
اور وہ عرصہ کہ جنگوں بیابانوں میں گھومتا آسو بہانا اور جنگل کے ہرنوں۔ درختوں۔ اور ہاڑوں کو یہ دیکھتا پھر کر کہ
سینا کین نینا م۔ ہرنے۔ گنا۔ گو بھون گین درشا ہر امین۔ آری نہ کا ڈے۔ "ہائے سینا پھر کون لیکھا ہیرے
دلین سو دلی۔ تو کمان ہر کیا تم میں کسی نے اسکو دیکھا ہر؟ گو سائین لکھی اس جی تو رام بھگوان کی اس بے چینی کو ان
بھعد الفاظ میں داکرتے ہیں: ایسی بھی سب کھجوت سومی میں مہن مو ا بھی آئی کامی (رامی امین) آری نہ کا ڈے،
یعنی رام بھگوان ستیا جی کی بھائی میں اس طرح آہ و بکا کرتے اور کھو جی پھرتے تھو جسطح کوئی بڑی ہی مخلوق شہوت
عاشق نہ ہو۔ آخر جب اسکو بہ لگا ہوا کنگا کا بھاشا راون اسکو اٹھا لیکھا تو اپنی سوتیلی بھرتے لکھنے بند سون اور
بھونکی کرکا محتاج تہہ رہ جب وہ بہن رقت اسکو پس لے لیتا ہوا اور اچھا دیا میں آتا ہوں۔ تو وہ ایک ن بستا ہو کر کہ
نویسند دھو بیانی دھون کو اسکی ہری حرکت پر ڈانٹ بتا رہا ہو کہ میں مجند نہیں ہوں کہ جسطح انھوں نے بڑے گھر
میں ہی ہوئی جانکی کر رکھ لیا۔ اس طرح میں بھی تھو پانے گھر میں کھڑکاپس تو میری گھرتے کل جا رہی امین لکھ کا ندھ
دہری کی اس بات کو سن کر وہ بیچارے پتا کو چاندھی اسی محل کی حالت میں گھر کو نکال شیر دن اور پھر لکھ درمیان
جھک میں پھینک دیتا ہر جہاں وہ بیچارے مصیبت کی لڑی بچوں کو خبر دیکر آخر کار زمین میں سما جاتی ہو اور ادھر مر رہا شہر ہا سراج
بھی سرخندی یا دریا کا گرا میں کو در غائب ہو جاتے ہیں بھی ایشور پر پاتا جی لمانا کے اندر ایک عورت کو شکم سے پیدا ہو کر گشت اوقات
دودھ دہی لکھن کی جو سرتے بیکانی عورتوں کے ساتھ رگ لیمان مٹاتے کو کھینچ کر اندر لاکھوں انسان کا خون پلاتے
اور ایک شکری کے تیر کا نشانہ بن کر انسانی قاب نہات پاتے ہیں غرٹک ہندو دھرم کے عقیدوں کے مطابق خود ایشور پر پاتا بھی کسی سے
محروم ہو کر یونی مین چکر میں چھو ہو جی کھوے سو روغیرو کی یونی مین اور انسانوں کے قابو میں آتے جاتے نظر آتے ہیں
جس ہندو دھرم میں ایشور پر پاتا بھی نہات محروم ہو وہ کسی انسان کی کسی کا ذریعہ کیوں سکتا ہو یہی وجہ تھی کہ ہندو دھرم
نے جو حق و حقیقت کو نیلی اور راستی صداقت کو فدائی تھے۔ ہندو دھرم کو ترک کر دیا۔ ہمارے ایسے محقق جن پند بزرگوں پر کچھ
کسی آریہ یا ہندو کا یا لادو کا کہ انھوں نے لکھا کہ دوسرا دھرم یا دھرمی لالچ سے ہندو دھرم کو ترک کیا تھا۔ محض جھوٹ ہو۔

تیرھویں فصل

ضمیمہ الفرس

کتاب ہذا کے پہلے ایڈیشن میں مباحثی والا مضمون پڑھ کر بعض احباب نے تعجب کا اظہار کیا تھا کہ کیا حقیقت زمانہ قدیم میں اس ملک میں وہی الفرس پر حمل ہوا تھا۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ ہمیں ان تمام شہاد توں پر جو کہ ہمیں پرانی کتابوں سے مل سکتی ہوں ایک نظر ڈال لینی چاہیے اور پھر اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ ویدوں سے عیدھر کے بیان کے مطابق جو شہادت ہمارے سامنے رکھی گئی ہے۔ اسکا ہم مطالعہ کر چکے ہیں۔ مگر گھوڑے کے راجہ کی رانی کی کہانی جو سامی زمانہ کی زبانی ہم تک پہنچی ہے اسکو بھی ہم سن چکے ہیں۔ اب ہم زمانہ قدیم کی نہایت مستند طب کی کتاب یعنی جرک شاستر پر ایک نظر ڈالینگے اور دیکھیں گے کہ اسکی کیا رائے ہے جرک شاستر بہت اعلیٰ پایہ کی رشید نکی کتاب ہے اور فن طب کا ایک لاشائی خواندہ ہو جرک شاستر کے چلکتا تھان کے دوسرے ادھیائی سرخی لکھی کرتا ہے ”سنسکرت زبان میں واجی کے معنی گھوڑا اور کرن کے معنی کیر ہیں۔ پس زبان سنسکرت واجی کرن مگر الفرس اور مگوند جو کہ زمانہ قدیم کے شروع کے نزدیک گھوڑا قوت جماع کا مسیار تھا۔ اسنے وہ اپنی تمام ادویات پانچہ جات کو جنکا استعمال کو انسان میں گھوڑے کی کسی قوت جماع پیدا ہوتی ہے واجی کرن کے نام سے پکارتے تھے خال کے طور پر اس جرک شاستر کے واجی کرن ادھیائے کے چند فقرہ جات کو یہاں نقل کیا جا رہا ہے جرک شاستر کا مصنف لکھتا ہے (۱) واجی کرن کی وجہ تسمیہ جس سے مرد میں جماع کی طاقت گھوڑے کی مانند پیدا ہوجاتی ہے۔ اور کثرت جماع کرتا ہو اسے واجی کرن کہتے ہیں (۲) واجی کرن لکھتا ہے یہ روائی نہایت ہی زبردستی اور طاقت بڑھانے والی ہوا کے استعمال سے گھوڑے کی کسی طاقت جماع حاصل ہوتی ہے (۳) واجی کرن پطرس سے پینڈ میں نہایت مہر طاقت افزا اعداد کی بخش ہوا ہو اسے استعمال کرنے سے گھوڑے کو برابر جماع کی طاقت پیدا ہوتی ہے (۴) بل کارک کا دس گھی اوند اور کمرے کے پیسے لیکر اکوٹھینے کا گوشت کے شوربہ میں پکا کر شوربہ کرالک کر لینا یہ شہد بھی طاقت افزا اور فریبی بڑھانے والا ہے (۵) چڑے کے گوشت کو تیرے کے شوربہ میں تیرے گوشت کو مرغ کے شوربہ میں اور مور کے گوشت کو کھنس کے شوربہ میں پکا کر کھانے سے قوت جماع بڑھ جاتی ہے (۶) چڑے کا گوشت کھا کر اگر دوسرے دودھ لی لین تو رات بھر میں (۷) دوسرے دودھ بخین کے ساتھ گھی ملا جاتا کھا کر دوسرے دودھ پیکر ایسی تیری آجاتی ہو کہ (۸) مگر مجھے کیرج میں مرغ کا گوشت

بھونک کر شیر کے زخموں کو کھنکھاتا ہے۔۔۔ ص ۱۰۰ ان نغزوں کے اتھال کرنے سے آدمی کا جسم مرغی خوبصورت
 طاقتور اور بڑا زبردست ہو جاتا ہے اور اٹھ سال تک قوت باہ گھوڑے کے مانند قائم رہتی ہے ص ۱۰۱
 چرک شاستر کے مذکورہ بالا نسخہ جات یا حوالہ جات واجی کرن اور صیامین سے محض اسلئے نقل کئے گئے
 ہیں تاکہ ہمیں پتہ لگ سکے کہ زمانہ قدیم میں گھوڑا بھی قوت سناخ کا معیار سمجھا جاتا تھا یہاں تک
 کہ چرک شاستر کے رشیوں نے اپنی نہایت پیش تہمت طب کی کتاب میں واجی کرن کی تعریف
 میں تمام کا تمام ادھیالکھ مارا صرف اسی پر بس نہیں بلکہ اس شاستر کے "شرپراستھان" کے
 آٹھویں ادھیالکھ میں اچھی اولاد پیدا کرنے کی جوڑا کیب و نجا و نیر لکھی ہیں ان میں بھی گھوڑے
 کو خاص طور پر بیدار خلت کا حق دیا گیا ہے جو چنانچہ چرک کا مصنف لکھتا ہے کہ:

"اگر عورت ایسی خواہش کرے کہ میرا بیٹا ذرا بڑا ہو سکے اور گورے رنگ والا شیر ہو سکے اس جیسا کہ
 پاک و صاف اور صاحب کمال ہو تو اسے چاہیے کہ غسل حلیض کے دن سے جو کہ آٹھ مہینہ گئی اور شہد
 اور ایسی لگائے گا وہ دھلا کے جسکا رنگ سفید اور اسکے بچڑے کا رنگ بھی سفید ہو جائے گی یا کافسی
 کے برتن میں ڈال کر دقت مقررہ پر بلا غصہ سات روز تک پیئے اور صبح کے وقت شانی یا جو کہ کوان
 وہی گھی شہد یا دودھ کرکھو یا کرے اُسے شام کے وقت خوبصورت مکان میں خوشنما رنگ یا اس کا
 رنگ گھوڑے پر اچھکھڑے اور زبردست کر بیٹھے کی بھی ہدایت کر دینی چاہیے اس عورت کو صبح و شام
 سفید رنگ کا بڑا ریشمہ (سائڈ) اور اعلیٰ نسل کا گھوڑا بھی دکھاتے رہنا چاہیے اور شانتی دینے والی
 دل پسند کھانا یاں بھی سناتے رہیں جلی ہذا القیاس سے خوبصورت ریشمی اور مٹھی آواز والی خوب سیرت
 اور نیک خور عورتیں اور مرد نیز بھی چیزیں بھی دکھاتے ہیں اسکی سہیلیاں ہمیشہ سفید تدابیر سے اسکی خدمت
 کرتی رہیں۔ لیکن خاوند اس سے اس غرض میں ملنے نہ پائے اس طرح سات روز گزارا کر آٹھویں دن
 اُٹھنے وغیرہ کا لپ کر کے عورت اور مرد دونوں کو سمیت غسل کر دینی اور خوشنما اچھے کپڑے پہنیں
 نیز خوبصورت اور خوشبودار پھولوں کی مالائیں گلے میں ڈالیں اور زیورات بھی پہن لیں چرک شاستر
 چرک شاستر کی مذکورہ بالا ہدایات میں جس عبارت کو جلی کر دیا گیا ہے اس میں مفصلہ ذیل امور
 قابل غور ہیں:-

اول عورت کو ایسی اغذیہ کھلانے کی ہدایت کی گئی ہے جو نہایت شہرت افزا ہیں۔
 دوم۔ اس عورت کو صبح اور شام سناٹا ہارہ جلی نسل کا سناٹا یا نسل کشی کا گھوڑا دکھاتے رہنے کا

بھی ہدایت ہے۔ یہ کیوں؟

سوم یہ بھی ہدایت ہوگا ایسی عورتوں کو خوبصورت مرد بھی دکھائے جائیں جو اسکے خاوند کے علاوہ ہوں آخر یہ کیوں؟

چہارم۔ اسکی سہلیاں اس عورت کو شائستہ دینے والی کمائیاں ساتی رہیں۔ کس لئے۔

پنجم۔ اس سات آٹھ روز کے عرصہ میں جبکہ عورت شہوت افزا خوراکیں کھا رہی ہو ورنہ قوت نسل کشی کے گھوڑے یا ساند کو بھی دکھیتی رہتی ہو۔ خوبصورت غیر مردوں کا بھی اسکو دشمن کرنے کی اجازت ہو۔ مگر خاوند کو اس عرصہ میں اپنی ایسی بیوی سے جو اس طرح ایک شیریں ساڑھے کی بیدار کے لئے تیار ہو رہی ہو ملنے تک کی بھی اجازت نہیں ہے یہ تمام حالات ایک ایسا قرینہ پیدا کرنے میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ جو عید ہر کے وطنی الفرس کے مضمون کی صداقت کا تہہ نگانے میں رہنا ہی کر سکتا ہے کیونکہ جن صورت میں کہ عورت خاوند سے الگ کر دی گئی ہے اور اسکو سخت سے سخت شہوت افزا خوراک دی جا رہی ہے اسکو نرم نرم کر لیون اور خوبصورت مکانوں اور دیگر شہوت افزا طرزات سے محصور کر دیا ہو اور سفید رنگ کا ساند یا نسل کشی کا گھوڑا اسکے سامنے صبح و شام موجود رہتا ہو تو ایسے حالات میں محصور و مجبور ہلاشی اگر کسی وقت لغزش کھا جائے اور گور کھپور کے راجہ کے رانی کی تقلید کر بیٹھے تو کوئی تعجب کی بات نہیں خاصکر جبکہ چرک شاستر کے رشیدوں کے فرمان کے بموجب ان تمام ترکیبوں کے ذریعہ اسکو یہ یقین دلایا گیا ہو کہ اس کے جراثیم پیدا ہوگا وہ بڑا قدر سفید رنگ والا اور شیریں سر کا سا باہر ہوگا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اسی چرک شاستر میں آگے چلکر یہ بات کی گئی ہے کہ:-

اچھے رنگ کی طلب میں مندرجہ صدر کاموں کے بعد گھر کے شمال مشرق یا مشرق کی طرف آتا لال کے قریب ایک پاک صاف مقام پر چبوترے سا بنا کر گوبر سے لبادا کر پانی کے چھینٹے دیکر ایک بڑی نبوائیں۔ اگر یہ جون برہمن کے گھر میں کرنا ہو تو مغرب کی طرف ایک سفید کپڑا بچھا کے اوپر سفید شہو یا برگ چھال بچھو اگر بیٹھیں اگر کھنٹری کے گھر میں آنا ہو تو بھیڑیے یا در شہر (سانڈ) کے چرٹے پر بیٹھنا چاہیے اگر ویش کے گھر میں کرنا ہو تو درود (جبتل) یا کبری کے چرٹے پر بیٹھنا مناسب ہے۔ پھر درگ کو نہنی۔ گور یا مادھو کی لکڑی میں آگ لگا لیں اس دیدی کے چاروں طرف کتا بھی بچھو ادینی چاہئے اور چاروں طرف لکیر کھینچ دین پھر کھیلین اور سفید خوشبودار بھول ڈال دین پوتر۔ پانی

کا ایک برتن بھی رکھ دین پھر چون کے لئے کھلی لائین اور پہلے بیان کئے ہوئے رنگ کو گھوڑے
چاندن طرف باندھ دیں۔ پھر لڑکے کی خواہشمند عورت اگنی کے مغرب کی طرف اور یمن کے دامن
اتھر اپنے خاوند کے ساتھ بیٹھ جائے اور لڑکا پیدا ہونے کی خواہش کرے (ص ۱۳)

چرک شاستر مذکورہ بالا فرقان میں بھی استقرار محل کے عمل میں گھوڑے کی مداخلت لازمی قرار دی گئی
ہے یہ چرک شاستر سمیدھر کی تصنیف نہیں ہو۔ بلکہ نہایت پرانی طب کی کتاب ہے سمیدھرنے دید
منتر و لگا ترجمہ کرتے وقت جن الفاظ کا استعمال کیا ہے جب ہم ان الفاظ کا چرک شاستر کی روشنی
میں مطالعہ کرتے ہیں تو سمیدھر کے برخلاف سوامی دیانند کا نظم و عقیدہ کا اظہار بہت کچھ بیجا معلوم
ہوتا ہے اور ہم یہ کہنے کا بغیر نہیں رہ سکتے کہ زمانہ قدیم میں اس ملک کے باشندوں کو گھوڑے کے جس
سائنس فکٹ استعمال کا علم تھا وہ زمانہ بعد کے ہندوؤں میں سے یا تو معدوم ہو گیا یا گورکھپور کی رانی
کی طرح اس کے غلط استعمال کے بد نتائج کو دیکھ کر غموں نے اس کو خطرناک سمجھ کر خود ہی ترک کر دیا۔ مگر
اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندو شاستروں میں گھوڑے کی اگاڑی بھپاڑی کے کھنٹے اتناک بھی کیشن
موجود ہیں اور چرک شاستر کے مصنف نے تو اسی کران کی تعریف و توصیف اور تشریح و توضیح میں ادھیا
کا اٹھارہویں وقف کر دیا۔

ہدایات

کفر و کفر کا مطالعہ کرنے سے پیشتر مفصلہ ذیل ہدایات کا پڑھ لینا ضروری ہو۔

اول۔ یہ کہ یہ کتاب مداخلت یا ڈیفنس میں لکھی گئی ہے یمن فریق ثانی پر کسی قسم کا حملہ نہیں ہے۔ بلکہ
اس بات کا پتہ لگا ہے کہ آیا ہندوستان کے پانچ کروڑ مسلمانوں کے لوگوں نے تلوار کے ڈر سے یا زور
دین زور کی لالچ سے ہندو دھرم کو ترک کیا تھا یا اس کے وجوہات کچھ اور تھیں۔

دوم کتاب ہدایات اردو یا ہندی کتب کے بعض اقتباسات کی عربی کو فارسی میں پڑھ کر دیا گیا ہے
بعض دیگر ہندوؤں کی نزاکت کو دقیق فارسی کا جامہ پہنایا ہے جو یہ منتر قطعاً بہتہ نظر آئے اور ان کی عربی
میں ستر روشنی کی گئی ہو اس لئے ہمارا معاشرہ کھونا نہیں ہو بلکہ پبلک خلائی کی نگہداشت کرتے ہوئے
صوت اپنا ڈیفنس پیش کرتا ہو۔

چھواں کتاب ہدایات میں مخصوص جواہر انسانی کا ذکر عام فہم اور درجہ الفاظ کے بجائے اکثر مقامات
پر کرم سرور اور غیر مانوس الفاظ میں کیا گیا ہے تاکہ عبارت میں کسی قسم کی غلط فہم نہ آئے ہائے
بلکہ کتابت قائم رہے۔

